

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ

لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْكَلَامُ الْمَرْفُوعُ

فِي تَحْقِيقِ

عِبَارَةِ الطَّحَوِيِّ

مُؤَلَّفٌ

مُؤَلَّفٌ
مُؤَلَّفٌ
مُؤَلَّفٌ

مَكْتَبَةُ صَفَدَارِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتُ أَمَّا هِيَ أَوْ سَاخُ النَّاسِ

لَا تَجُلُ لِلْمُحَمَّدِ وَلَا لَالِ مُحَمَّدٍ ﷺ

الْكَلَامُ الْمَلَوَّى

فِي تَحْقِيقِ

عِبَارَةِ الطَّوَلِ



مُحَمَّدُ فَرَاخَانُ مُطَهَّرٌ
شَيْخُ الْإِسْلَامِ
مُعْتَرِفُ الْإِسْلَامِ

مَكْتَبَةُ صَدْرِيَّةِ الْمَدِينَةِ

مجلہ حقوق بحق، تنبیہ صفدریہ گوجر احوالہ غفونظاہین

طبع پنجم مئی ۲۰۰۷ء

نام کتاب الکلام الحادی

مؤلف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع خان صفدر داس مجدد

تعداد ایک ہزار

مطبع مکی مدنی پرنٹرز لاہور

ناشر مکتبہ صفدریہ نوروحدہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

قیمت ۶۰/- (ساتھ روپے)

ملنے کے لیے

☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ غوریہ سائٹ کراچی نمبر ۱۹ ☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ، غوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ حقانیہ فی بی ہسپتال روڈ ملتان ☆ مکتبہ امدادیہ فی بی ہسپتال روڈ ملتان

☆ مکتبہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ☆ دارالکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ جگمورہ سوات

☆ مکتبہ الحارثی جامعہ امدادیہ فیصل آباد ☆ مکتبہ امدادیہ حسینیہ چنڈی روڈ چکوال

☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ گل مرہوت ☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆ مکتبہ فریدیہ الی سیون اسلام آباد ☆ مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگی پشاور

☆ مکتبہ خلیفہ فاروقیہ اردو بازار گوجرانوالہ ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

☆ کتاب گھر شاہجی مارکیٹ گلگت

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶	احکام القرآن کا حوالہ	۸	غرض حال - تقاریر
۲۸	روح المعانی کا حوالہ	۱۰	دیباچہ طبع دوم
"	ابن کثیر " " "	۱۲	دیباچہ طبع اول
۲۹	تفسیر احمدی " " "	۱۳	سبب تالیف
۳۰	تیسرا باب	۱۹	پہلا باب
"	بخاری کا حوالہ	"	زکوٰۃ کا لغوی معنی
"	حضرت ابوہریرہؓ کا نام	۲۰	زکوٰۃ کا شرعی معنی
"	بخاری کی کل احادیث	"	سن فرضیتہ زکوٰۃ
۳۱	تجربہ کا معنی اور اس کے مصنف	۲۱	دوسرا باب
"	مسلم کا حوالہ	۲۲	مصارف زکوٰۃ از قرآن مجید
"	مسلم کی تمام احادیث	۲۳	مؤلفہ الثغوبہ کا ملاحظہ ہونا
"	نسائی کا حوالہ	۲۴	اجماع حضرات صحابہؓ کا حجت ہونا
۳۲	طبقات حدیث جہان	۲۵	شرائط وجوب زکوٰۃ
"	کتب احادیث کے اسماء	"	انصاب زکوٰۃ اموال
۳۳	ترمذی کا حوالہ	"	سوئے اور چاندی کو ملانے کی حکمت
"	کل احادیث ترمذی	۲۶	رجوع الحدیث
"		"	باشمی کے لیے زکوٰۃ کا ناجائز ہونا

besturdubooks.wordpress.com

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۸	قاضیوں کا حوالہ	۵۱	اعمال السنن کا حوالہ
"	سیرت . . .	"	عمدة القاری . . .
"	عالمگیری . . .	۵۳	ابوصمد میں کلام
"	شرح تنویر . . .	۵۵	واضح حدیث کے لیے تشدید
"	در مختار . . .	۵۶	عمدة القاری کی عبارت کے اجمہ فوائد
۶۹	شامی . . .	۵۷	ہامش نسائی کا حوالہ
۷۰	ہشتم کے معنی میں؟	۵۸	ہامش مشکوٰۃ . . .
۷۲	شامی کی عبارت کے فوائد	"	تحفۃ الاصولی . . .
۷۳	رجوع الامت کا حوالہ	"	فتح المصمم . . .
"	نبیل الادب . . .	"	بنو ہاشم اور بڑے طلبہ میں حضرات ائمہ کا
۷۴	شرح بدایہ . . .	"	اختلاف اور فیصلہ کن بات
"	حجۃ اللہ ابانہ . . .	۶۵	پانچ سوال باب
"	بحر الرائق . . .	"	مبسوط کا حوالہ
۷۶	بحر الرائق کی عبارت کے فوائد	۶۶	تدریسی . . .
۷۷	بنو ہاشم کی تفسیر	"	بدیہ . . .
۷۸	حصہ کے سچے کتنے تھے؟	"	کنز الدقائق . . .
۷۹	البراہن کے اسلام اور کفر پر مکمل بحث	"	شرح وقایہ . . .
۸۲	مرسل صحابی حجت	"	فتح القدیر . . .
۸۶	حضرت علیؑ کی عبادت	۶۷	عنایت . . .
"	سعد و کتب حدیث کے حوالے	"	اہل نماز کو قول اجماع میں غفلت نہیں ہو سکتی۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۱	عمل نزع عبارت کا معنی :	۸۷	محمد بن اسحاق کا درجہ حدیث میں
۱۰۳	فتح المسلم سے تائید	۹۱	اس کا درجہ تالیف میں
۱۰۴	سبب غلطی	۹۳	حضور کی چھو بھیاں
۱۰۵	امام طحاوی ہی کی عبارت سے تائید	۹۴	مراقی الاطلاح کا حوالہ
۱۰۷	بعض دیگر وجوہ ترجیح	"	فتاویٰ بربرہ
۱۰۸	عادت حضرت صدقات برہنی ہاشم	"	مالا بہ منہ
۱۱۰	اہل بیت کی صحیح تفسیر	"	کیمیائے سعادت کا حوالہ
۱۱۲	ضمیر ذکر اناث کی طرف عائد ہو سکتی ہے	۹۵	بیشکی زیور
۱۱۳	سبب حدیث طعن بر وفایت نہیں ہو سکتا	"	تعلیم الاسلام
۱۱۷	خمس الخمس بھی علت نہیں ہو سکتا	"	حقوق و فرائض
"	حضرت صدقات برہنی ہاشم کی روایت	"	المصالح العقلیہ و النقیلہ کا حوالہ
"	اس روایت پر نقل و نقل فیض کن کلام	"	فتاویٰ رشیدیہ
"	راوی پر کلام	"	رسائل الارکان در علمہ الدعا لین کا حوالہ
۱۲۰	امام حاکم کا فن حدیث میں کیا درجہ ہے	"	براہین قاطعہ
"	سنی ہیں یا شیعہ؟	۹۶	فتاویٰ اشرفیہ
۱۲۳	مرسل حدیث کا درجہ	۹۷	فتاویٰ عبدالحی
۱۲۵	حدیث حضرت صدقات برہنی ہاشم کا درجہ	۹۹	چشما باب
۱۲۶	حدیث صدقات برہنی ہاشم کی حدیث	"	امام طحاوی کی تفسیر سمجھنے میں جن کو غلطی ہوئی
۱۲۷	حضرت ازواج مطہرات پر بھی حدیثیں ہوتی ہیں	۱۰۰	قہستانی پر کلام
۱۲۹	خطا دی اور غلط الفاظ سے اس کی تائید	۱۰۱	طحاوی کی عبارت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۸	اس پر متحدہ حوالے	۱۳۰	ایک اعتراض اور اس کا جواب
۱۵۰	شید دیگر حضرات صحابہ کرام پر مکتوب اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً طعن کرتے ہیں	۱۳۱	جواز کا فتویٰ محل نظر ہے
۱۵۱	اس سلسلہ کے چند تراشیدہ اعتراضات	۱۳۲	ایک شید اور اس کا حل
۱۵۳	بدعات و خرافات انتہائی لوگوں کے پھیلے ہیں	۱۳۳	ساریت و سبیلین
"	امام عبداللہؓ ہر بغض و دشمنی اور خط و خطبہ بندی	"	خاتمہ
۱۵۴	حضرت عمرؓ ہجران کی دیکھ کر کسی سیدہ بونے	"	صدقہ فطر کا معنی وغیرہ
۱۵۵	اور فرزند نبویؐ نے شید کیا	۱۳۵	عشر کا معنی اور حکم
۱۵۵	حضرت عثمانؓ کو اس وقت جس نے شید کیا	"	کفارہ قسم کا حکم
"	اگر حضرت عمرؓ کی اختلاف خامسا نہ تھی تو شراب	"	نذر کا معنی و حکم
۱۵۵	سے امام حسینؓ کے نکاح کا اور پھر ان سے نیکو معاشرت	۱۳۶	نذر و غیر اللہ حرام ہے
"	کی یہ قریش کا ایک حکم ہو گا جو نکاح و نیکو معاشرت کی تھی	۱۳۷	حاضر و ناظر کا مسد
۱۵۶	حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی عادیہ زاور	۱۳۸	حضرت امیر ابو بکرؓ رحمہ اللہ تعالیٰ
"	سورہ خلافت کی گامدھی سے تعریف	"	حضرت امیر ابو حنیفہؓ
۱۵۷	ہندوؤں کی ایک سپرد و رشتہ پر	۱۳۹	حضرت امام مالکؓ
"	ناریہ فرشتہ	۱۴۰	حضرت امام شافعیؓ
"	حضرت علیؓ کی شہادت	۱۴۱	حضرت امام احمد بن حنبلؓ
۱۵۸	حضرت امام حسینؓ کی شہادت	۱۴۲	حبیبہؓ قبیحہ کا اجمالی تذکرہ
۱۵۹	قائمین امام حسینؓ کون لوگ تھے؟	"	غصہ سب کی صداقت کی نشانی؟
۱۶۰	اس پر متحدہ حوالے	"	اس مذہب کا بانی کون تھا
		۱۴۳	حضرت صحابہ کرامؓ سے عذرت
		"	حضرت ابو بکرؓ کا ستر و حجرت میں
		"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد دنیا
		"	شید اکثر صحابہ کرام کو کافر قرار دیتے تھے
		۱۴۸	رمحاز اللہ

عرض حال

مضمون چونکہ سب خشک تھا۔ اس لیے مجھے ذاتی طور پر یہ امید نہ تھی کہ کوئی اس رسالہ کو طلب بھی کرے گا۔ مگر چند ہفتوں کے اندر اندر کثیر مہلی سرحد وغیرہ دور دراز اطراف سے بعض مقتدر علمائے کرام اور طلباء عظام کے کئی خطوط آئے کہ ہمیں رسالہ بذریعہ وی پی روٹ کر دو۔ اور چنبا کے کئی مقامات سے بعض علماء کرام اور کئی دیگر حضرات خود سفر کی قیمت برداشت کر کے لکھڑائے کہ ہمیں رسالہ دو۔ مگر میں مجبور تھا۔ ان حضرات کو فوراً نہ مل سکے۔ مجبوری یہ تھی کہ اہقر نے بعض علماء کرام کے پاس برائے تقریظ و اطوار لائے چند رسائل بھیجے ہوئے تھے اور خیال یہ تھا کہ اگر کوئی مضمون خلافت واقع ہو تو اس کی درستی کر لی جائے اور پھر رسالہ تقسیم ہو۔ بھلا اللہ تعالیٰ ذیل کی تقاریظ موصول ہو گئیں اور دل مطمئن ہو گیا اور کتاب پھوڑے ہی غرتے میں نکل گئی۔

تقاریظ علماء کرام

حضرت مولانا محمد علی اعظمی نقیہ وقت و ادیب عصر و ماضی دارالعلوم دیوبند

مولوی محمد اعجاز علی نقی

حامد آؤ مصلیٰ و مصلیٰ۔ اصابع

میں نے رسالہ الکلام الحامی کو اکثر مواقع سے دیکھا اس کے مصنف عزیز مجرم جناب مولانا مولوی محمد سرفراز خان صفدر (سوائی) ہیں۔ فی الحقیقت زمانہ کی ضروریات کی بنا پر یہ مسئلہ محتج تحقیق تھا۔ مصنف ممد جس نے موجودہ وقت کی بڑی ضرورت

کو پروا کر دیا ہے۔ اس کی قیمت ایک روپیہ اکٹھا کرنے ہے جو کاغذ کی موجودہ گرانے کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ محدوج کو خداوند عالم صحت و ثبات کے ساتھ حیات طویل عطا فرما کر اشاعت اسلام اور دین کے مسائل کی تحقیق نیز اسی جہد مرنیات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد اعجاز علی غفرلہ : ۱۳۶۵ھ

حضرت مولانا سید احمد علی سعید صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ} سابق نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

حضرت مفتی (مولانا محمد اعجاز علی صاحب) نے رسالہ الکلام الحادی کے بارہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ صحیح و صواب ہے۔ مصنف نے جس تحقیق اور تفریق سے کام لیا ہے۔ وہ قابل دلو ہے۔ اور ضرورت تھی۔ کہ تحقیق اور وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ منظر عام پر آئے اور عام و خاص اس سے استفادہ ہوں فقط۔

سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند : ۱۳۶۵ھ

حضرت مولانا مسعود احمد صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ} سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

حضرت مفتی (مولانا محمد اعجاز علی صاحب) نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے صحیح و صواب ہے۔

احقر مسعود احمد رضا اللہ عنہ (دارالعلوم دیوبند)

الاستاذ المحترم حضرت مولانا عبد القدیر صاحب دامت برکاتہم کی بھی طویل علمی تقریظ موصول ہوئی جس میں لفظی غلطی کے علاوہ عربی میں انکی ایک عبارت تھی ہم نے اختصار اس کو حرج نہیں کیا حضرت کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ اصل میں بندہ آپ کے ساتھ متفق ہے۔

عبد القدیر ازوڑ بھیل۔

دیباچہ

طبع دوم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

اما بعد :

راقم اٹیم کو اس بڑھاپے میں بھی تصنیف و تالیف میں کوئی کمال حاصل نہیں جو کچھ ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور مخلص بزرگوں اور دوستوں کی مستجابات و دعاؤں کا نتیجہ ہے ورنہ من آئم کہ من و انم مگر یہ پیش نظر کتاب راقم اٹیم کی بالکل ابتدائی تالیف ہے جس وقت اس سلسلہ کی کوئی شدھ بدھ نہ تھی اس لیے اس میں لفظی اور معنوی اغلاط کا ہونا کوئی تعجب بات نہیں ہے نیز مضامین میں ربط اور سلاست بھی مفقود نظر آئے گی عبارت کا ترجمہ بھی قدرے آزاد معلوم ہوگا اور بعض مقامات پر اردو ادب کی خامیاں بھی نمایاں نظر آئیں گی اور بعض غیر متعلقہ ایجابات کی بلا ضرورت تفصیل بھی دکھائی دے گی اور بعض حوالے اور خصوصاً بعض مصنفین حضرات کے سنین و وفات وغیرہ مکرر بھی نظر آئیں گے غرضیکہ نا تجربہ کاری کی بہت سی کمزوریاں پڑھنے والوں پر نمایاں ہوں گی حدیم الغرضی کی وجہ سے اننا وقت میسر نہیں کہ اس کی از سر نو ترتیب دی جائے یا پوری طرح سے اس کی اصلاح ہی کی جائے سر دست بجز سرسری نظر ثانی کے اور بعض بعض مقامات میں حذف و اضافہ اور اصلاح کے اور کچھ نہیں کیا جاسکا اس لیے ان تمام خامیوں سے صرف نظر کر کے اس کا مطالعہ بفضلہ تعالیٰ علماء کرام اور طلبہ

غلام کے لیے اور نیز دین کا ذوق رکھنے والے تعلیم یافتہ حضرات کے لیے بھی یہ عمدہ مصدقہ ہو گا اور کئی باتیں جو الہ کھل کر سامنے آئیں گی اور بہت سے مشکل مسائل کی گھنٹیاں سلجھیں گی اور ٹھوس حوالوں کے ساتھ پاسے میں علمی معلومات کا ذریعہ قرار پائیں گے۔
 راقم اعظم ان حضرات کا بے حد شکر گزار ہو گا جو علمی کوتاہیوں کی نشاندہی کریں گے۔
 کسی شخص ساکتیوں کے شدید آقا ضاکے تحت یہ کتاب طبع کوئی جہاں ہی ہے اور اس وقت اس کی ضرورت اور بھی زیادہ ہے کہ حکومت پاکستان نے شرعی طور پر زکوٰۃ کے نفاذ کا بیڑا اٹھایا ہے اور پاکستان میں سادات بھی بکثرت آباد ہیں تو انشاء اللہ العزیز یہ کتاب حکومت اور عوام سب کے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہے تاکہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کو اسی طریق سے ادا کریں اور وصول کریں جس طریقہ سے شریعت نے حد بندی کی ہے تاکہ زکوٰۃ وغیرہ جانیے والوں کا ذمہ بھی غار ہو سکے اور لینے والے بھی حتمی سے محفوظ رہیں اللہ تعالیٰ سب کو صحیح دین پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ و ازواجہ و من تبعہ الی یوم الدین۔

احقر الناس ابو الزاہد محمد رفراز خطیب جامع مسجد گھڑ
 و صد مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوہر الزوالہ

(۲۸ جاری الاثری سنہ ۱۴۳۰ھ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۰ء)

دیباچہ

طبع اول

الحمد لله تعالیٰ کہ جس مسئلہ کے متعلق عرصہ دراز سے عوام الناس ہی کو نہیں بلکہ بعض جید علماء کرام کو بھی غلط فہمی رہی اس رسالہ الموسومہ بہ الکلام المحامی فی تحقیق عبارت الطحاوی میں اس کو واضح اور صریح حوالوں کے ساتھ باحسن و جود روشن کر دیا گیا ہے صحیح احادیث معتبر کتب تفاسیر حضرات صحابہ کرام و تابعین تبع تابعین اور جمہور سلف و خلف اور کتب فقہ مذاہب حضرات ائمہ اربعہ اور کتب اہل الظاہ اور غیر مقلدین حضرات کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سادات کو صدقات واجبہ لینے اور ان کو دینے ناجائز ہیں اور اسی طرح بعض سادات آپس میں بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے اور نہ کوئی سید عامل بن کر زکوٰۃ کی دے بطور اجرت کچھ لے سکتا ہے ہاں نقلی صدقات اور قربانی کا چمڑا وغیرہ ان کے لیے جائز ہے اس کے علاوہ ملوک کی تفسیر کہ وہ کون حضرات ہیں؟ نیز اہل بیت کی تشریح اور ان سے صحیح معنی میں محبت رکھنے والے اور ان کے ساتھ دعا کرنے والوں کا نیز حضرت علیؑ اور حضرت امیر حسینؑ کی شہادت کا اور شہید کرنے والوں کا اور حضرات ائمہ اربعہ کا محقق علمی تعارف بھی اس رسالہ میں کیا گیا ہے وَاللّٰہُ یَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ یُہْدِی السَّبِيلَ۔

محمد سرفراز خان صفدر ولد نور احمد خان مرحوم دسواں

ہزاروی و سرحدی (فاضل دیوبند) خطیب جامع مسجد گھنٹہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
عجلہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امین

سبب تالیف

نزلوا بککۃ فی قبائل نذیل و نزلت بالبعید البعد منزل
دنیا میں کوئی کام نہیں جس کا کوئی نہ کوئی سبب نہ ہو۔ بغیر سبب و علت کے
تو کوئی سفر کرتا ہے نہ نقل و حرکت اگر چار پائی پر آرام سے لیٹا ہے تو بھی کوئی وجہ
ہوتی ہے کہ بیمار ہے یا تھکاواٹ دُور گزرا مقصود ہے۔ یا غلبہ نیند ہے یا کوئی اور
وجہ۔ بغیر کسی محرک کے دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ ایک ایسا قاعدہ ہے جس کے لیے
کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

میری اس مختصر سی تصنیف کا سبب یہ ہے کہ میں ۲۴ جولائی ۱۹۴۲ء

علاؤ اللہ سبب یہ ہے جو میری اس تصنیف کا زیادہ محرک ہے کہ میری پہلی صاحبزادی امینہ صاحبہ
سادات گھر میں ہیں۔ میں جب کسی باتا ہوں تو ان میں سے بعض کی کاروائی دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی تمام رکاوٹ اور عیش و عشرہ
مظہر و کفارہ و غیرہ سے بے اعتدال ہیں اور یہی ہیں اہل ایمان کو دنیا کیلئے نواب سمجھتے ہیں مجھے وہاں کے بعض علماء
کی ان بے عزتائیوں اور بے اعتدالیوں سے بہت ہی شکایت ہے کہ وہ ان قرآن اور حدیث اسقاط کے لیے تو مڑوک و مڑو
قل بھی تماش کر لیتے ہیں اور جواز اختلاف بالمزہون و غیرہ کے لیے ایسی ایسی نامہائز ادبیات کرتے ہیں جو یہودی کاٹھن
کو بھی شرم دیتی ہیں اور یہ سب جو حضرت امرا و ائمہ و اہل علم و غیرہ تعلیمین بلکہ جو اہل اسلام کا شائق حلیہ ہے اس کی طرف
توجہ نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض باوجود دعوے کے ہم سید ہیں رکاوٹ و غیرہ پلٹے سید بھائیوں کو دیتے ہیں یا تو
اس سبب پر بھی پروردہ ڈالتے ہیں۔ جیسا کہ اکثر دوسرے مسائل تھے ان کی تقریباً اٹھارہ گز دستا میں پلٹے دیتے
باقی صفحہ ۱۴ پر

کو مقام گنچہ ٹرے ایک ماہ کی چھٹی سے کچھ مخلص احباب جناب حکیم فضل دوزخ
عباسی و جناب مولانا محمد عسکری فاضل دیوبند کے اسرار پر کچھ سری گیا وہاں میرا
پہنچا ہی تھا کہ بعض مقامی مشہور سائل میرے سامنے پیش کیا جوتے جن سے بعض
تو ایسے پھر یوچ تھے کہ جن کی نسبت کسی ذی علم کی طرف غیب فصح ہے۔ میرا پہلے نوازدہ
تھا کہ اسی سبب "تالیف میں بعض کارکردوں مگر چند اہم وجوہ کی بنا پر ان کو یہاں نہیں
لکھ سکتا۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر زندگی نے ساتھ یا تو ان کے لیے بھی مستقل قلم ٹھاؤں گا
اگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی وما ذلک علی اللہ بعزیز (الحمد للہ تعالیٰ) کہ اب
ان میں سے بیشتر مسائل محقق کتابوں میں آپ کے ہیں

عجیب بات تو یہ ہے کہ ان ناجائز مسائل پر اڑنے والے اکثر ائمہ صاحب ہیں
ان صوفی نما غارت گروں اور گندم نما جو فروشوں نے عام سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ
کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ فالی اللہ المثل کیا۔

بقیہ حاشیہ

پوشیدہ ہے جس میں ان غریبوں کو یہ عبادت ٹھکنے کی نوبت ہی نہیں آتی ان علما میں سے ایک آدمی کچھ دارالافتاء
مذہب اودھ کی گویا تھے مگر دہر کر وہاں تک رفت ملک شد مشہور مثال ہے۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو گئے گسریں ہیں اسے کیا خبر کہ ایک ہے وہ رسم و شہبازی

انھیں کہ میری یہ مختصر تصنیف ان کے لیے پیغام موت کے مترادف ہوگی اور جلا کو پھانسی کی بے شمار دھنیں نکالیں
گئے لیکن میں جہانوں کو نہ لگتا تھا کہ ہندی الفباؤ من انشاء حاضر۔ کا تصور دیا جہاں اوردہ بللعل
اگر مجھے خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو ان مسائل پر بھی مستقل قلم ٹھاؤں گا جن کے پڑنے میں وہ اپنے قاضی دہیشاہ کو راضی
کرتے ہیں اور جب میں کامیاب ہو گیا تو یہاں تک دل ان سے کہہ دوں گا۔

پتھر شش ہوش منور ہم سائے نیتے ہیں جو کچھ حجاب ہے وہ بھی اٹھائے نیتے ہیں

جہالت کی فراوانی نے علم کا جواز نکال دیا ہے۔ اب اگر کوئی حق کی آواز سنائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیر سلیموں سے تخت طلب ہے۔ مذہبی اصول اس طرح ضائع کر دیے گئے ہیں کہ جس طرح کسی زمانہ میں علماء نے دنیا سے جہالت کو نکالنا کفر و شرک کو ٹھیکھا۔ بد رسوم اور بدعات کا خاتمہ کیا تھا۔

مبغداد ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ بھی تھا جس کے لیے ہم میں کہ جی ہاشم سے کو زکوٰۃ لینی جائز ہے۔ وہاں کے ایک بہت بڑے اہم مجدد نے وجوہات سے علاقہ میں مانے ہوئے میں اور سب اہم مجدد کے سربراہیں اپنے ایک حواری کو ایک دفعہ دیا کہ ہا کہ رقم الحروف کو بیکار کہ ہم عباسی ہیں اور ہمارے زکوٰۃ لینا ناجائز ہے دیکھو نہ اتفاقاً علی اور جامع الرموز اور النوع مولوی عبداللہ وغیرہ میں لکھا ہے۔ احتقر نے وہاں جو کتب حدیث و فقہ دستیاب ہو سکیں ان کی طرف مراجعت کی۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف اور فتاویٰ قاضی خان اور عالمگیری وغیرہ کا مطالعہ کیا۔ تو ان میں لکھا تھا کہ بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ و صدقات جائز نہیں البتہ نور الابصار میں لکھا تھا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جواز کے قائل ہیں۔ احتقر کو کچھ شبہ سا پڑ گیا جب میں واپس اپنی جائے رہائش مقام گھڑ ضلع گوجرانوالہ آیا تو بعض علماء سے پوچھا کہ کیا امام طحاویؒ اس کے قائل ہیں تو انہوں نے بھی کہہ دیا کہ ہاں امام طحاویؒ اس کے قائل ہیں میں نے جب امام طحاویؒ کی مشہور تصنیف شرح معانی الآثار دیکھی تو مجھے وہ مطلب جو وہ علمائے کرام بیان فرما رہے تھے سمجھ نہ آیا بلکہ یہی سمجھ آیا کہ امام طحاویؒ بھی عدم جواز کے قائل ہیں چنانچہ میں نے جب اپنے دلائل پیش کئے تو بعض علماء نے وہ باب جو امام طحاویؒ نے صدقات علی بنی ہاشم پر قائم کیا ہے۔ دوبارہ اور سر بارہ دیکھا بعض نے تو سکوت اختیار کیا اور بعض کہا کہ جیسا یہ عبارت ہے اس سے تو وہی مطلب سمجھا جاتا ہے جس کو رقم یعنی احتقر رقم الحروف سمجھے جو مگر چونکہ ہم نے اپنے اساتذہ سے اہل فلاں فلاں عالم سے

سے سنا ہے کہ امام طحاویؒ جواز کے قابل ہیں اس لیے ممکن ہے کہ کتاب کا کوئی دوسرا نسخہ صحیح ہو اور اس میں یہ عبارت صحیح لکھی گئی ہو۔ پھر احقر کو شبہ پڑا اور متعدد مطالعہ کے چھپے ہوئے نسخے جو میسر ہو سکے دیکھے مگر وہی عبارت ملی مطلب مل نہ ہو۔ اور اس کے لیے ایک لمبا سفر دارالعلوم دیوبند کا احقر نے اختیار کیا وہاں بعض علماء سے محنت کی اور بعض کتب جو میسر ہو سکیں ان سے ضروری ضروری اقتباسات جو ہدیہ ناظرین ہوں گے لکھ کر لایا کچھ کتب گوجرانوالہ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (المتوفی ۱۳۵۹ھ) کے کتب خانہ سے میسر ہوئیں۔ وہ علماء کرام جن سے مجھے اس مسئلہ میں مدد ملی بعض یہ ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا مولوی عبداللہ صاحب خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ ۲۔ جناب استادی و سابق مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی ۳۔ اور جناب استاذی مولانا الحافظ الحاج محمد ادریس صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

اس تصنیف سے مراد محض دین کا ایک صحیح مسئلہ پیش کرنا ہے تاکہ صدقائے دین نے دل لے بھی احتیاط کریں اور لینے والے بھی کیونکہ شریعت وہی ہے جو آقا نے نامہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش کی اور حضرات صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ دین نے اس کو مخلوق خدا تک پہنچایا۔ ہم اپنی طرف سے کسی چیز کو جائز و ناجائز نہیں کر سکتے۔ اور نہ یہ حق کسی مخلوق کو حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو میسر کر لے بھی اور سب حضرات کے لیے بھی جو اس سے متمتع ہوں باعث اجر بنائے۔ اگر میسر اس رسالے میں کوئی چیز خلاف حق نظر آئے تو میں اس صاحب کا بڑا مشکور ہوں گا جو مجھے آگاہ کرے اور مجھے اس کے صحیح کر لے میں کوئی بھی عذر نہ ہو گا۔ فرحہ اللہ

امراً انصف ولم يتعن۔

نیز یہ گزارش ہے کہ اس رسالہ میں جو اعتراض کسی موقع پر ذہن میں پیدا ہو تو
اس کو کچھ کرپس رکھ لیں امید ہے کہ اسی رسالہ کے کسی دوسرے مقام سے حل
ہو جائے گا۔ ورنہ علماء سے دریافت کر لیں۔ ربنا ادرنا الحق حقاً۔ والباطل
باطلاً۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔

بندہ ناچیز

محمد سرفراز خان صدقہ ہزاروی سرحدی (فاضلہ دینیہ)

خطیب جامع مسجد گکھڑ (پنجاب) (۲۵ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ)

الحمد لله وحده وسلم على عباده الذين اصطفى - خصوصاً
 على سيد الانس والجن محمد صلى الله تعالى عليه وآله و
 اصحابه وازواجه وذرياتہ اجمعین - اللهم لا تجعلني ممن قبل فيه
 من لا يعرف الفقه فقد صنف فيه كتاباً - عيذ التوكل وبك استعين
 فانك ولى التوفيق وطلع المعين ۔

میری اس مختصر سی تصنیف کے چھ باب ہوں گے پھر خانقاہ اور آخر میں ضخیمہ پہلا باب
 زکوٰۃ کا عمومی معنی و تاریخ فرضیت زکوٰۃ میں ۔ دوسرا باب قرآن کریم سے مصارف زکوٰۃ
 و تفاسیر معتبرہ سے حل مطلب میں ۔ تیسرا باب احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلف
 تیمتہ و سلام سے استدلال ۔ چوتھا باب شروع حدیث سے استدلال ۔ پانچواں باب
 کتب فقہ و فتاویٰ سے ثبوت ۔ چھٹا باب مقام طحاوی کی عبارت کا مطلب اور
 حل ۔ خانقاہ ۔ نذر عشر اور صدقہ فطر وغیرہ کا معنی اور ان کے ضروری احکام اور آخر میں ضخیمہ
 ہے ۔ پہلے باب کو مقدمہ سمجھ لیں ۔ باقی پانچ مقاصد کے ہیں اور آخر میں خانقاہ ہے اور
 پھر اس کے بعد ٹھوس معلومات پر مشتمل ضخیمہ ہے ۔

پہلا باب

اغث میں زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی اور طہارت کے ہیں

فقہ النہوی للعلامة إلى زكريا
شرف الدين النہوی المتوفى ٦٤٩ھ
جلد ١ ص ٢١٢ الزکوٰۃ فی اللغة الطهارة
والطهارة فالسال یعنی بهاس
حيث لا یلی وهي مطهرة لثوبها
من الذنوب وقيل یعنی اجرها
عند الله وسميت فی الشرع زکوٰۃ
لوجود المعنی النہوی فیها وقيل
لانها تتركی صاحبها وتشهد بصحة
ایمانه كما قال عليه السلام
الصدقة برهان وسميت صدقة
لانها دليل لتصدق صاحبها
محة ایمانه بظاهره وباطنه انتهى
وفی فتح الملهم جلد ٣ ص ١٢٤
العصر مولانا شبیر احمد عثمانی
بعد ما نقل كلام النہوی ولها

چنانچہ امام نووی شافعی شارح صحیح مسلم فرماتے
ہیں کہ زکوٰۃ کا معنی اغث میں بڑھ جانے اور
پاک کرنے کے آتا ہے پس مال بسبب زکوٰۃ
ادا کرنے کے بڑھ جاتا ہے جو ظاہر میں شکوس
نہیں ہوتا اور پاک کر دیتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے
والے کو گناہوں سے اور بعض نے کہا ہے
کہ اس کا اجر خدا تعالیٰ کے بڑھ جاتا ہے
اور شریعت میں بھی اسی لغوی معنی کو ثابت
سے لیا گیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مال زکوٰۃ
زکوٰۃ دینے والے کی صفائی پیش کرتا ہے۔
اور گواہی دیتا ہے اس کے ایمان کے صحیح
ہونے پر جب کہ فرمایا گیا صدقہ برهان (دلیل)
اور اس لیے صدقہ بھی کہتے ہیں کہ دینے والے
کے ایمان کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ ظاہر
وباطن انتہی — علامہ شبیر احمد صاحب
دیوبند فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کے اور بھی معانی آئے

معان اخذ البركة يقال نكت البقرة
اذا جردت فيها. والمذبح يقال نكت
نفسه اذا مدها والثناء الجليل
يقال نكت الشاهد اذا اشحن عليه
وكلها توحيد في المعنى الشرعي الخ
اور اس کا شرعی معنی علماء حنفیہ کثرت اللہ تعالیٰ جماعتہ کے نزدیک جیسا کہ
فتح الملہم جلد ۳ ص ۱۱۱ میں در المختار سے نقل کیا ہے یہ ہے۔

تعلیک جزء معین من مسلم فقیر
غیر ہاشمی ولہ مولد مع قطع
المنفعة عن الملك من کل جهة
للہ تعالیٰ انتہی۔
باقی نہ ہے بغیر رضا الہی کے۔

سن فرضیت

راہِ تزکوۃ کی فرضیت کا سال تو اس میں علماء تاریخ اور محدثین کا اختلاف ہے
کہ آیا تزکوۃ مکہ میں فرض ہوئی یا مدینہ میں ہم چونکہ اپنے اس رسالہ کو بہت ہی مختصر کرنا
چاہتے ہیں اس لیے مختصر مگر کام کی بات لکھ دیتے ہیں حضرات محدثین اور ارباب
تاریخ کا خیال ہے کہ تزکوۃ مدینہ میں ہجرت کے بعد فرض ہوئی ان میں سے ایک
امام نووی ہیں اور اسی کے قائل ہیں علامہ ابن الاثیر الجزیری المتوفی ۷۵۵ھ جو مشہور مؤرخ
بھی ہیں، اور جو روایت ان بزرگوں نے اپنے استدلال میں پیش کی ہے (تعلیہ بن
حاطب والی) فتح الملہم جلد ۳ ص ۱۱۱ اس پر کلام کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں حدیث
ہذا نہ لایحتاج بہ انتہی یہ ضعیف حدیث ہے اس سے حجت قائم نہیں
ہو سکتی دوسرا گروہ مثلاً حافظ ابو القدر اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی شافعی المتوفی ۷۷۵ھ

وغیرہ فرماتے ہیں کہ نفس زکوٰۃ تو مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکی تھی مگر نصاب مدینہ منورہ میں

نازل ہوا چنانچہ مفسر موصوف سورۃ نزل اقیما الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ آیت کی

تفسیر میں فرماتے ہیں جلد ۳۲۹ اس میں صحت دلیل ہے ان کے لیے جو کہتے ہیں

وهذا يدل لمن قال بان

فرض الزکوٰۃ نزل بمكة

لكن مقادير النصب والمخرج

للعربين الا بالعدينه

اور اس کے دلائل اور بھی ہیں مثلاً

۱۔ قرآن مجید مدینہ میں فرض مانتا ہے وہ شہر میں فرض کہتا ہے

اور شہر میں عاملین زکوٰۃ کے تقرر کا قائل ہے۔ حالانکہ سورۃ المؤمنین۔ سورۃ

النحل اور سورۃ لقمان وغیرہ جامعی سورتیں ہیں اور ان تمام میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر

صریح الفاظ میں موجود ہے اور کوئی مجبوری نہیں کہ لفظ زکوٰۃ کو اس کے شرعی معنی

سے پھیر کر کوئی اور معنی لیا جائے۔

۲۔ حضرت ابوسفیانؓ اسلام سے پہلے شہر میں قیصر روم کی ملاقات

کرتے ہیں اور دوران تقریر میں فرماتے ہیں بخاری جلد ۱۸ فقال یا مہدنا

بالصلوٰۃ والزکوٰۃ الخ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں حکم کرتے

ہیں نماز اور زکوٰۃ کا الخ

۳۔ مسند احمد جلد ۲۰ عن جریر بن عبد اللہ البجلیؓ کہ جب حضرت جعفر طیارؓ

نے رباعہ نجاشی میں تقریر کی تو اس میں یہ بھی فرمایا یا مہدنا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ الخ

حالانکہ مجاہد بن جسرؓ نے نبوت کو دہاں گئے تھے تو اس سے بھی ثابت

ہوا کہ نفس زکوٰۃ کا حکم مکہ مکرمہ میں نازل ہو چکا تھا۔

فائدہ :- حضرت جعفرؓ کی اس روایت میں جس نماز کا ذکر ہے اس سے صلوٰۃ خمسہ مراد نہیں کیونکہ ان کی فرضیت بعد کو ہوئی بلکہ اس سے نفل نماز مراد ہے۔
(و کذا الصوم) جو ابتدائے اسلام ہی سے شروع تھی۔

۴۔ جن مکی سورتوں میں زکوٰۃ کا لفظ آیا ہے تو بغیر کسی تاویل کے صحیح ہوگا۔ اور اگر مدینہ میں فرضیت ہو جیسا کہ طائفہ اولیٰ کا خیال ہے تو تاویل کرنی پڑے گی کہ زکوٰۃ سے تنزیہ نفس وغیرہ مراد ہے تو جب بلا تحلف مطلب بن سکتا ہے تو تاویل کی کیا ضرورت ہے۔
وهو الحق۔

مطلب یہ ہوا کہ زکوٰۃ کے نصاب سے پہلے جتنا کسی کی طاقت ہوتی ہے دیتے یا جو بھی ضرورت زائد ہوتا ہے دیتے۔ جیسا کہ بخاری مع فتح الباری جلد ۲ ص ۲۱۶ میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مقدار نازل ہونے سے پہلے سب کچھ صرف کر دیتے کا حکم تھا۔

فائدہ :- پہلی امتوں پر بھی زکوٰۃ تھی۔

۱۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا اقيموا الصلوة واتوا الزکوۃ۔ آیتہ ۲۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قصہ قرآن نے نقل کیا ہے وہاں یا مہراہلہ بالصلوة والزکوۃ آیتہ (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ووصانی بالصلوة والزکوۃ آیتہ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل پر جانوروں اور پیداوار زمین پر عشر تھا۔
اجار ۲۷۔ ۳۰۔ ۳۱ اور مقدار آدھا مثقال مفوم ہوتی ہے۔ خروج ۳۰۔ ۱۳۔ ۱۵۔

یہ مال غریبوں پر اور بیت المقدس کی درستی پر صرف ہوتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مضمون خیرات۔

دوسرا باب

قرآن کریم میں جہاں اکٹھے مصارف بیان کئے گئے ہیں وہ یہ آیت کریمہ ہے اور اس کا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دہلوی (المتوفی ۱۲۳۰ھ) سے نقل کیا گیا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ
وَالْعَلِيلِينَ عَلَيْهِمُ وَالْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ
وَفِي السَّبِيلِ وََالْغَارِمِينَ وَفِي
سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ آيَةٌ

سوئے اس کے نہیں کہ خیرات واسطے فقیروں کے
اور غماہوں کے اور غل کرنے والوں کے اور تحصیل کی کے
اور جن کو الفت ملے جدت میں دل ان کے اور بیج آزادی
کرنے گردن کے اور قرضوں کو ادائیج راہ اللہ کے اور سبیل اللہ

اور شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں جس کے پاس مال نہ ہو وہ غفلت ہے گو
کہ حاجت چلی جائے (چلتی ہے) جیسے کہ ہر روز کے محنتی اور محتاج جن کی حاجت بند
ہو اور اس کام پر جلنے والے نکوۃ کے عامل مہینہ (ماہواری تنخواہ پاویں) موافق خرچ کے
وہ دل جس کا پرہیز ہے (الفت دلائی ہے) کہ وہ لوگ تھے کہ طبع پریشان ہوئے
اب علماء ان کو نہیں گنتے اور گردن چھڑانے غلام کی آزادی (شرعی غلام جواب
اکثر دنیا میں مضمور ہے) یا قیدی کی اور تاوان والا جو قرضدار ہو اگرچہ مال نہ ہو پر قرض کے
برابر نہ رکھتا ہو۔ اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگرچہ گھر میں
سب کچھ موجود رہتا ہو۔ انتہی۔ یہ آٹھ قسم کے مصارف ہیں لیکن مؤلفۃ القلوب
کا حکم اب نہیں جیسا کہ حضرت شاہ صاحب نے ۱۲ میں تصریح کی ہے۔ اور حضرت

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۲۶۶ھ) تفسیر بیان القرآن جلد ۳ ص ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں اجماع ہو چکا ہے کہ مؤلفۃ القلوب اب مستحق نہیں۔ اخذہ ابن ابی شیبۃ وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی والبخاری فی تاریخہ عن ابن جابر والشعبی وعبیدۃ السلمانی رحمہم اللہ کذا فی الدر المنثور وروی اصول کدخی مک قلت انتضیٰ ذلک باجماع الصحابة انتہی۔ ہم کہتے ہیں کہ اجماع صحابہ ہو چکا ہے اس کے نسخ پر اور مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ مسک اسلام اور قدر نصاب فارغ عن الحاجات الصلیۃ طماکب وقابض ہونا سب میں شرط ہے۔ بجز عالمین و محصلین زکوٰۃ کے جو کہ سلطان اسلام کی طرف سے مقرر ہوں کہ ان کو باوجود غنی ہونے کے بھی اسی زکوٰۃ سے بطور اجرت کسب دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱:- بنی ہاشم (سید) میں سے نہ ہونا تمام اصناف میں شرط ہے انتہی بقدر الحاجۃ۔
فائدہ :- نور الايضاح ص ۱۸۸ (مؤلفہ حسن بن عمار بن علی المصری الشرنبلالی شیر ابلو لقریۃ

۱۔ اجماع صحابہ کرام مجتہدین کی ایک مستقل بحث ہے مگر ہم چند اشارے کر دیتے ہیں منہاج السنۃ لابن تیمیہ ج ۱ ص ۱۶۸ وازلکۃ افتخار جلد ۱ ص ۱۱۰ وفتح الباری جلد ۵ ص ۱۱۰ واطلعم الموقعین جلد ۱ ص ۱۰۰ وکتاب الفوائد جلد ۱ ص ۱۰۰ وطبقات سبکی جلد ۱ ص ۲۶۳ وعمدة القاری جلد ۳ ص ۲۶۳ وکتاب العلم لابن عبد البر جلد ۲ ص ۱۰۰ واحکام اللہ لمرآۃ آدمی جلد ۱ ص ۱۴ ویرین لابی لا محمد ص ۲۶۳ ملاحظہ کریں۔ فَمَنْ عَشَرَ كَلِمَاتٍ وَالْفُطْلَانِ حَزَنَ فَخِ الْهَارِي جلد ۳ ص ۱۰۰ ان اهل السنة والجماعة متفقون على ان اجماع الصحابة حجة۔ سب اہل السنۃ والجماعت کا اتفاق ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع حجت اور نیران کن توین کے بعض میں تصریح موجود ہے کہ اقوال صحابہ اگر کم جب کہ ایک دوسرے کے مخالف نہ ہوں حجت ہیں ۱۔

من قری المصرم المتوفی ۱۶۹۹ھ میں ہے۔

فرضت راسی الزکوۃ علی حد مسئلہ
مکلف، مالک لصاب من نقد
ولوشیرا وحبیا ورامیۃ او
مایاوی قیمۃ من عروض
تجارة فارغ عن الدين وعن حاجة
الاصلیۃ نام ولونقد شیرا وشرط
وجوبها حولان الحول علی
النصاب الاصلی

زکوۃ فرض ہے مسلمان پر اگر دیر ہو جو شرعی آزاد ہو
غلام و لونڈی نہ ہو، بالغ پر جو نصاب تک مالک ہو نقدی ہو یا
سوتے کا ٹکڑا و یا چاندی کا یا ان دونوں کے زیورات ہوں
یا برتن یا سامان تجارت ہو جو نصاب کی قیمت تک کے سامان ہو
جو عرض سے بھی فارغ ہو اور حاجت اسیدت سے بھی فارغ ہو
اور بیسے والا ہو اگرچہ نقد اور س کے وجوب کی شرط یہ
ہے کہ اصل مال پر سال گزر جائے۔

مسئلہ :- سونا ساڑھے سات تولے ہو یا اسی مقدار کا برتن یا زیور ہو تو زکوۃ واجب
ہوگی۔ مسئلہ :- چاندی ساڑھے باون تولے یا اتنی مقدار کا برتن یا زیور ہو تو زکوۃ واجب
ہوگی۔ مسئلہ :- اگر ایک کا نصاب اتنا نہ ہو مثلاً ساڑھے سات تولے سونا نہیں
کچھ کم ہے اور ساڑھے باون تولے چاندی نہیں کم ہے تو دونوں کو ملا کر دیکھیں اگر دونوں
ملا کر ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار کو پہنچ جائیں
تو زکوۃ فرض ہوگی۔ اگر ملا کر بھی ایک کے نصاب کو نہ پہنچتے تو زکوۃ فرض نہ ہو
گی۔ اسی طرح اگر کچھ سونا کچھ چاندی کچھ سامان تجارت ہو تو سب کو ملا کر ایک کا نصاب
پورا کریں گے۔ اگر سب ملا کر بھی ایک کے نصاب کو نہ پہنچتے تو زکوۃ فرض نہ ہوگی۔
نوٹ :- یہ کہہ دینا کہ جی سونا تو بہت مہنگا ہے۔ مثلاً ۸۴ روپے تولہ اور
چاندی سستی تو اگر ہم نے سونے کا نصاب پورا کرنا ہو تو ب اوقات نہیں

پورا ہوتا۔ اور چاندی کا لحاظ کریں تو بن جاتا ہے تو شریعت نے یہ حکم کیوں دیا حالانکہ سونا بہت قیمتی ہے چاندی اتنی قیمتی نہیں تو اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ ہم شریعت کے ہر حکم کی علت و لم سمجھنے سے قاصر ہیں ہزاروں حکم جن کی ہمیں علت نہیں سمجھ آتی مگر کرتے ہیں اس کو بھی روہی کریں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ شریعت نے فقرا کا لحاظ کیا ہے تو اگر سونے کا نصاب نہیں بن سکتا تو چاندی کا بن جاوے گا جس میں فقرا کے لیے ان کا حصہ نکل آئے گا۔

مدایہ اولین حرفہ میں ہے وَیَقْتَضِیْهَا مَا هُوَ اَنْفَعُ لِلْمَسَاكِیْنِ اَحْتَیَاطًا
 لحق الفقہاء یعنی سونے اور چاندی میں سے اس کا نصاب بنائے جس میں فقرا کا نفع ہو تو جب چاندی سستی ہے تو وہی النفع ہوگی کیونکہ اس میں نصاب زکوٰۃ کا ہو جائے گا بخلاف سونے کے کہ اس کا نصاب نہیں بنے گا۔
 مسئلہ ۱۔ زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہوتا ہے تو ساڑھے سات تولے سونے کا چالیسواں حصہ تقریباً دو ماٹھے ڈھائی رتی سونا ہوگا۔ اور چاندی ساڑھے باون تولے کا چالیسواں حصہ تقریباً ایک تولہ چار ماٹھے ایک رتی ہوگا۔
 مسئلہ ۲۔ زکوٰۃ میں سونا چاندی دیں یا ان کی قیمت دیں دونوں جائز ہیں عند المحنفیہ۔
 واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

رجع الحدیث

احکام القرآن جلد ۱ ص ۱۳ میں امام ابو یوسف الجصاص الرازی الحنفی والمتوفی سنہ ۲۴۰
 تحریر فرماتے ہیں۔

قال اصحابنا من تحرم علیہم	ہم نے حنفی بزرگوں نے کہ ہے کہ یہ پرصفت
الصدقة منهم ال عباس	حرام ہیں وہ ہیں اہل عباسیہ، اہل عسقلان
وال علی وال جعفر وولد	اہل جعفر و اہل عسقلان سب اور امام

الحارث بن عبيد المطلب جيسعاً
وحكى الطحاوي عنهم (راي اصحابنا)
انه روى عن ابي حنيفة وليس
بالشهور ان فقراء بني هاشم
يدخلون في آية الصدقات و
قال ابو يوسف ومحمد لا يدخلون
الى ان قال وروى ابن سماعه عن
ابي يوسف ان الزكوة من بني
هاشم تحل لبني هاشم
ولا تحل من غيرهم لهم
وقال مالك لا تحل الزكوة لاول
محمّد صلى الله عليه وسلم
والتطوع يحل - وقال الشافعي
تحرم صدقة التطوع على
بني هاشم - والدليل على
ان الصدقة المفروضة محرمة
على بني هاشم - حديث ابن
عباس ما خلت الحديث وفيه
وان لا تاكل الصدقة وحديث
التمذجة قال عليه السلام لولا ابي
خشيت انهم من الصدقة

طحاوی نے اہم ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہے
کہ فقراء سادات پر صدقات جائز ہیں لیکن یہ روایت
اہم ابو حنیفہ سے غیر مشہور ہے (مشہور روایت
اہم ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ بزنا شتم پر صدقات جائز نہیں
اگرچہ فقیر ہوں وہ بولنہی برا) اور اہم ابو یوسف و اہم محمد
فوتے ہیں کہ بزنا شتم پر زکوٰۃ جائز نہیں روایت دلائی
ابو یوسف سے محمد بن سماعہ نے نقل کیا ہے کہ بعض
بزنا شتم بعض کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن غیر بنی ہاشم
کی زکوٰۃ ان کو دے انہیں اور اہم مالک فتوتے ہیں کہ
حضرت علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہل کے لیے صدقہ
واجبہ جائز نہیں نفی جائز ہے - اور اہم شافعی بتاتے
ہیں کہ نفی بھی بزنا شتم پر حرام ہے - اور اس بات
کی دلیل کہ حضور کی اہل پر صدقہ مفروضہ حرام ہے
حضرت ابن عباس کی حدیث کہ کسی نے سوال کیا کہ
کیا حضور نے اہل بیت کو کوئی خاص کی وصیت
یا احکام کا حکم یا جس طرح کہ شیعہ شیعو کا خیال ہے
کہ حضرت علیؑ کو خلافت کا وصی بنایا کہ ہمیں
کوئی خاص حکم نہیں دیا مگر یہ کہ ہم لوگوں کے صدقات
دیکھائیں - الحدیث اور حضور کو ایک کچھ علیؑ تو فرمایا
کہ اگر مجھے ریخت نہ ہو کہ صدقہ کی ہوگی تو میں اٹھ کر کھڑا
یتا رہے حضرت حسنؑ و حسینؑ نے ایک کچھ پر یہی مثال

لَا كَلِمَةَ. اَوْ كَمَا قَالَ فَقَبِطْ بِلَهْذِهِ
اَلْوَخْبَارِ تَحْرِيمِ الصَّدَقَةِ
المصدرة عليهم انتہی۔
اہل البی علیہ السلام کے لیے جائز نہیں ہے۔

فائدہ :- امام طحاویؒ نے جو امام البیضاویؒ سے روایت نقل کی ہے اس کو
لیس بہشہور کہا ہے۔ اس بات کو یاد رکھنا کہ آئندہ بحث نزاع میں کوہم آئیگی۔
اور رُوح المعانی جلد ۱ ص ۱۸ طبع مصر علامہ سید محمودؒ کوئی الحنفی مفتی بغداد
را المتوفی ۱۲۸۵ھ میں لکھتے ہیں

وَمَنْ مَهِنًا قَالُوا لَا تَحِلُّ الْعَالَةَ
لِهَا شَمِي لَشَرْفِهِ وَيَحِلُّ لِلْفَخْرِ إِلَى
قَالَ وَالْحَقِيقُ - اِنْ لِهَذَا الْعَلِّ شَبَهَا
بِالْوَجْهِ فَيَجُوزُ لِلْفَخْرِ وَشَبَهَا
بِالصَّدَقَةِ فَيَحْرُمُ عَلَى الْهَاشِمِيِّ - إِلَى
اِنْ قَالَ وَصَرَحَ فِي الْغَايَةِ (اہم کتاب)
يَعْلَمُ صَحَّةَ كَوْنِ الْعَامِلِ هَاشِمِيًّا
اسی لیے حضرات فقہاء کہتے ہیں کہ سید کو
عامل زکوٰۃ زکوٰۃ آدمی سلطان الاسلام کی طرف سے
زکوٰۃ اکٹھا کرنے پر مامور ہو، بننا جائز نہیں اور
غنی کو جائز ہے۔ اور اس میں تحقیق یوں ہے کہ
اس فعل کو ثابت ہے من وجہ سابقہ اجرت کے
تو اس وجہ سے غنی کے لیے جائز ہے اور ثابت ہے
من وجہ صدقہ سے تو غنی پر حرام ہے اور غایہ میں
تصریح کی ہے کہ عامل ہاشمی مذہب۔

ابن کثیر علیہ السلام ص ۱۸۸ میں حافظ عماد الدین را المتوفی ۷۵۰ھ فرماتے ہیں۔

صاحب موصوف میرے چارہ اسطوئے است در شیعہ میں میں نے دیکھا، عبد القدیر صاحب کبیریؒ نے مایق عند مسدودہ فی العلوم
گھر انوار سے پڑھا۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے پچھا اور بیخبرہ الادیب فی مسائل القبلۃ
والحدیب شیخ جنیدیؒ ص ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحب نے شیخ محمد اسحق کشمیریؒ سے اور انہوں نے
شیخ نعمانیؒ سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد سید محمدؒ کو کسی سے پڑھا۔ فلنہ تعالیٰ التحد والمنا۔

ولا يجوز ان يكونوا من اقرباء رسول
 الله صلى الله عليه وسلم الذين تحرم عليهم
 الصدقة لما ثبت في صحيح مسلم
 انه تفسير احمد بن حنبل وبيہ للملايكة
 المتوفى سنة ۳۰۵ھ میں ہے۔
 لما كان فيها شبه الصدقة لا
 تأخذها عاملها شمي تنزيها
 لقربة رسول الله صلى الله عليه
 وسلم عن شبهة الوسخ الى ان قال
 ولا يدفع الى بيتي هاشم ولا
 الى موالهم۔
 اور جائز نہیں کہ مصرف صدقات وہ اہل جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن پر صدقہ حرام ہے جیسا
 کہ مسلم کی صحیح حدیث میں منع آیا ہے۔
 جب کہ اس معاملہ میں شبہتہ صدقہ کا تو مسیئہ
 عال نہیں ہے لیکن اگر کہ حضور علیہ السلام کی قربت کو
 میل کھیل کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ اور نہیں جائز
 کہ زکوٰۃ بنو ہاشم امدان کے غلاموں کو
 دی جائے۔

یہاں تک مختصر حصہ تفاسیر کا جربندہ ناچیز کو میسر ہو سکیں لکھا۔ اب احادیث
 پیش ہوں گی۔

باب سوم

۱۔ حضرت امام بخاری (ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری) المتوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۱ میں حضرت ابو ہریرہؓ (ان کے نام میں اختلاف سب ثابت ہیں عبد شمس تھا۔ اور اسلام میں عبد الرحمن بن عوف۔ ہریرہ چھوٹی جلی کو کہتے ہیں چونکہ یہ بطول سے محنت کرتے تھے لہذا ابو ہریرہؓ کی نسبت مشہور ہو گئی حضور ہی نے پہلے یہ فرمایا تھا۔ راجع جامع ترمذی جلد ۱ ص ۲ ان کی وفات ۵۸۱ یا ۵۸۹ھ میں ہوئی اسے یہ روات کی ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یونی بالتمر عند صرام النخل فیخی هذا بتمرہ وهذا بتمرہ معنی یصید عندہ کوہا من تمر فجعل الحسن و الحسنین یلعبان بذات التمر فاخذ احدهما تمرہ فجعله فی فیه فنظر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخرجهما من فیه فقال اعاظمت ان ال محمد لے یاکلون الصدقۃ۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور کے پاس دو کھجوریں لایا کرتے تھے ہم ان کی کھجوروں کو کھاتے کھجوریں بچے اور ان کے قابل ہوتا تھا کچھ حصہ لے آتے۔ دو لڑکی کھجوریں سے کھاتے تھیں تاکہ کہ حضور کے پاس ایک کھجور لگ جائے۔ ام حسن اور حسینؑ ان کھجوریں کھاتے تھے ان کھجوروں کے ساتھ کلان کھجوریں لایا کرتے تاکہ داد اٹھا کر مرز میں ڈال دیا۔ حضور نے ان کو بھی اور ان کے مرز سے کھجور نکال کر فرمایا کیا میں خیر نہیں کہ آل محمد صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

تمام احادیث بخاری جلد ۱ ص ۲۱ اور غیر کچھ قریباً سہم چھ تحقیق حافظ ابن حجر مزی فی معجم فتح الباری والنزی فی الاسماء واللغات اور تمام احادیث بخاری غیر محرکہ (۱۶۸۱) میں حسب تحقیق علامہ مذہبی۔

۲۔ حضرت امام مسلمؒ بن حجاج القشیری المتوفی ۲۶۱ھ) صحیح مسلم جلد ۱ ص ۳۳
میں حدیث روایت کرتے ہیں کہ مسلمؒ کی تمام احادیث ۲۸۱۰ ہیں۔

ان الصدقة لا ينبغي لحمد ولأول محمد انما هي اوساخ الناس الحديث -

صدقہ نہ تو حضور کے لیے اور نہ آپ کی اہل کیلئے کسی کے لیے بھی ان میں سے دوست نہیں ہے کیونکہ یہ لوگوں کے مال کی مکمل کچل ہوتی ہے۔

ان ربیعۃ بن الحارث قال لعبد
المطلب بن ربیعۃ والفصل بن
سبا بن عبد المطلب استیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قولا له استعانا یا رسول اللہ علی
صدقات فاتی علی ابن ابی طالب و

کہ حضرت ربیعہ بن الحارث در جوابیک صحابی
ہیں) نے حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ (ربیعہ
صحابی ہیں) اور فضل بن عباس سے کہا کہ جاؤ حضور
کے پاس اور کہو کہ ہم کہ حدیث پر عامل مقرر دیں ستنے
میں حضرت عائشہ شریفہؓ نے تو کہنے لگے کہ تمہیں ہرگز
حضور عامل نہیں مقرر کریں گے۔ نیز عبدالمطلب بن ربیعہ

۱۔ تقریب بخاری یعنی وہ احادیث جو مکرر ہیں ان کو خلافت کر کے مجرد کر کے غیر مکرر احادیث جمع کی جائیں
محب تبرکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :- زبیدی دومین - ابو ہاشم الحسن بن علیا کہ زبیدی الترمذی ۶۹۹ھ صاحب تقریب ہی میں یہ سہ ستہ
تقریبی زبیدی شام الاجایہ وغیرہ ترمذی ۷۳۵ھ ولس تقریب کا اردو میں مولانا محمد بیاض نے ترجمہ کیا ہے ۔

حدیث ضعیفاً الخ
۳۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ فی المعجم الاوسط علی محمد بن عیسیٰ سورۃ الترمذی المتوفی ۲۸۹ھ اپنی جامع ترمذی جلد ۸ میں حضرت ابو رافعؓ کو جو حضورؐ کے غلام تھے۔ مات فی خلافة علیؓ وهو لاحق سے روایت پیش کرتے ہیں۔

عن ابی رافعؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث رجلاً من بنی مخزوم علی الصدقة فقال لا بی رافع اصحبی کما تصیب منها فقال لو حتی اری رسول اللہ صلی اللہ وسلم فاسالہ وانطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ فقال ان الصدقة لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسہم قال وهذا حدیث حسن صحیح۔

حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے قبیلہ بنی مخزوم کے ایک آدمی کو صدقات پر عامل بنایا انہوں نے حضرت ابو رافعؓ کو کہا اؤ میری خدمت میں آکر تمہیں بھی کچھ مل جائے حضرت ابو رافعؓ نے فرمایا میں جب ایک مندر کے پاس جا کر پوچھتا ہوں کہ میں جاسکتا ہوں تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔

یہ صدقہ جائز نہیں اور تم ہمارے غلام ہو سکتے ہو لیکن باؤ نہیں کیونکہ شریعت میں غلام مالک کی قوم سے کھانا کلبہ (یعنی بعض احکام میں جو حکم مالک کا ہو گا وہی غلام کا ہو گا۔ مثلاً میری سکر کر کوڑہ آقا کے لیے بھی جائز نہیں غلام کے لیے بھی ناجائز ہے۔

اردو ترجمہ ترمذی جلد ۸ میں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے لیے صدقہ حلال نہیں اور غلام قوم کے انہیں میں شمار ہوتے ہیں یعنی جب سادات کو صدقہ حلال نہیں تو ان کے غلاموں کے لیے بھی حلال نہیں الخ۔

فائدہ :- جو بزرگ کہ قبیلہ بنی مخزوم سے صدقات پر عامل بنائے گئے تھے ان کا نام

ارقم بن ابی ارقم ہے۔ کذا فی نفع القوت المفتدی حاشیہ ترمذی ج ۱ ص ۸۳۔ و تحفة الاحوذی جلد ۲ ص ۱۱۱ عن ابی یحییٰ والطبرانی فی الکبیر یہ روایت باختلاف بعض الفاظ و باختلاف ضمنون سابق منذ جردیل کتب حدیث میں بھی موجود ہے۔

۵۔ ابو داؤد اللہام المتقن ابو داؤد السجستانی المتوفی ۲۴۵ھ جلد ۱ ص ۲۱۱ لا تخل لنا الصدقة الخ

۶۔ مجمع الزوائد للہام بن ابی یحییٰ المتوفی ۵۸۷ھ جلد ۳ ص ۸۹

۷۔ مشکوٰۃ (ابو الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب البزازی قد فرغ من ۴۲۷ھ) جلد ۱ ص ۱۶ اور اردو ترجمہ مشکوٰۃ ص ۲۷ ہے آپ نے فرمایا کہ یہ صدقات یعنی زکوٰۃ وغیرہ آدمیوں کی سیل ہے۔ اور اس کا کھانا محمدؐ اور آلِ محمدؐ سے یہ حلال نہیں الخ فیصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیٰ صحبہ وازواجہ وسلم۔

فائزۃ: زکوٰۃ کا اصل ماخذ مصدع ہے جو محدث کبیر نام فرزند ابو المتوفی ۱۸۷ھ صاحب معالم القنزل و شرح السنۃ کی تصنیف سے چونکہ انہوں نے تخریج نہیں فرمائی (تخریج محدثین کی اصطلاح میں کسی روایت کو جس کتاب نقل کی اس کی طرف منسوب کر دینا کہ روایت فلاں کتاب میں ہے) صاحب مشکوٰۃ نے قدم احادیث کی (الابناء اللہ تعالیٰ) تخریج کر دی ہے۔ اور ساتھ ہی فصل ثمانیہ بھی ہے مصدع کی ایک طرح علامہ فضل اللہ قزوینی حنفی صاحب مشکوٰۃ دہشرف الدین بن مسلح الدین صدیقی المتوفی ۷۹۹ھ نے لکھی ہے اور دوسری شرح علامہ ابن کثیر وعلیہ السلام بن عبد البر بن قسطلانی بن فرشتہ المتوفی فی حدود ۷۸۷ھ حنفی نے لکھی ہے۔ کل احادیث مشکوٰۃ ۵۹۳۵ ہیں اور مشکوٰۃ کے متبرک شرح میں سے مرقعات و شرح علامہ طبری (السنن ۲۳۳ھ) کہ ہے اور اس وقت حضرت علامہ ابن الساری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ کی شرح مرقعات اندیش عبد الحق دہلوی المتوفی ۱۱۵۲ھ کی عربی شرح لمعات التبیح اودان کی دوسری شرح فارسی اشعۃ الکامم موجود ہیں۔

۸۔ اور مستدرک حاکم زادبی عبد اللہ الحاکم المتوفی ۴۵۰ھ جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ میں بھی یہی حدیث ترمذی شریف کے الفاظ سے نقل کی گئی ہے۔

۹۔ اور منذ احمد للعلماء محمد بن حنبل احمد لائمة الاعلام المتوفی ۲۴۱ھ جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ میں بھی یہی حدیث ترمذی و نسائی وغیرہ میں موجود ہیں یہ روایت مذکور ہے۔

۱۰۔ اور تفسیر طبری ابو جعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۲۰ھ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۷ میں ہے۔

عن مجاهد قال كان ال محمد صلى
الله عليه وسلم لا يدخل لهم المصداقة
فجعل لهم خمس الخمس انتهى۔
حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضور کی آل کے لیے صدقہ
جائز نہ تھا تو ان کی تطہیب ظلم کے لیے ضرورت تھی
خمس عن خمس ان کو دیا۔

۱۱۔ یہی روایت یحییٰ بن الفاضل سے مصنف ابن ابی شیبہ (المتوفی ۲۴۰ھ) جلد ۳
میں مذکور ہے۔

۱۲۔ کنز العمال (علی المتقی بن حاتم الدین السندی المتوفی ۹۴۵ھ) جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ میں ہے
عن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اصبر واعط
انفسكم يا بني هاشم فانما
الصدقات غنائم الناس۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا اے بنی ہاشم اپنے نفس کو مضبوط رکھو صدقات
کے کھانے سے صدقات لوگوں کی میل کھیل ہیں۔
(رواہ الطبرانی)

۱۳۔ تعصب الزیہ ص ۳۶۲ دلفاظ جمال الدین عبد اللہ بن راسف الزلیعی الحنفی المتوفی
۶۶۰ھ میں بایں الفاظ حدیث کی تخریج کی گئی ہے۔

سلطان ابن ابی شیبہ (رحمۃ اللہ علیہ) مسلم۔ البدایہ والنہایہ ابن ماجہ وغیرہ کے اسناد میں اور امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے
شاگردوں میں کیونکہ ابن ابی شیبہ وکیع بن جراح المتوفی ۱۹۰ھ کے شاگرد ہیں اور وکیع امام ابو حنیفہ کے جامع تہذیب
المتذہب جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۰ کتاب العلم لابن عبد البر ص ۱۹۳ وکتاب خطیب جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۱

قال النبی علیہ السلام یا مبنی ہاشم حضور فرماتے ہیں کہ اے بنی ہاشم اللہ تعالیٰ
ان اللہ حرم علیکم غسالة الناس نے تمہارے اوپر حرام کر دیا ہے لوگوں کا صدقہ
واوساخہم الحدیث جو کہ ان کے مال کے لئے مکمل ہے۔

۱۵۔ اس روایت کو حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ) بھی درایہ ص ۱۶۷ میں
انہیں الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

۱۶۔ علامہ ابن خزم ظاہری (ابو محمد بن علی بن احمد بن سعید بن خزم اندلسی المتوفی ۵۶۰ھ)
نے علی جلد ۱۴۷ میں اسی حدیث کی جزا بھی پیش ہوئی ہے تخریج کی ہے۔

۱۷۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی (المتوفی ۳۲۱ھ) نے طحاوی جلد ۱ ص ۲۹۹
میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

۱۸۔ کتاب الرد۔ ابن ابی شیبہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۳۸۰ قالت عائشة قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما مال محمد لا مال الصدقة۔ حضرت عائشہ
فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم آل محمد ہیں ہم صدقہ نہیں
کھایا کرتے۔

۱۹۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۴۳۸ وابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۷۰ وسند احمد جلد ۴ ص ۳۷۰
عن عبد الرزاق عن عمن سفیان والطحاوی جلد ۳ ص ۳۷۰ عن عطاء بن السائب قال اتیت
ام کلثوم بنت علی بشئ من الصدقات فردتہ۔ وقالت حدثنی
مولی لرسول صلی اللہ علیہ وسلم یقال لہ مہر ان ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مال محمد لا مال الصدقة ومولی
القوم منهم انتہی۔ حضرت عطاء بن السائب کہتے ہیں کہ میں حضرت
ام کلثوم بنت علیؓ کے پاس صدقات میں سے کوئی چیز لے گیا تو حضرت
ام کلثومؓ نے رو کر دیا اور فرمایا کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک

نے جس کا نام حضرت مران ہے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں اور قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔
۲۰۔ یہی روایت ان ہی الفاظ سے نصب الرأیہ جلد ۲ ص ۵۷ اور ذریعہ ص ۷۱ میں ہے۔

۲۱۔ میزال الاعتدال جلد ۲ ص ۲۸ میں ہے۔

عن ابن عباس اتي فتيان من بني
عبد المطلب رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقالا استعلنا
على الصدقة - قال ان الصدقة
لنحو نوحان انحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمیں صدقات برعاطل
بناویں تو آپ نے فرمایا کہ یہ صدقات ال محمد کے
لیے حلال ہیں۔

لا تحل لآل محمد الخ

۲۲۔ یہ روایت کتاب الاسوال (لحافظ ابی عبیدہ قاسم بن سلام المتوفی ۲۳۶ھ ص ۲۳)
طبع مصر میں بھی موجود ہے۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی بعض کتب حدیث کے حوالے موجود تھے مگر ہم نے
اختصار اور سچ نہیں کہنے کیونکہ وہ کتابیں جن سے عموماً استدلال کیا جاتا ہے یہی ہیں جو
کہ محمد بن کتب میں ہیں اور اسلام کے ہر فرقہ کے علماء ان سے استناد کرتے رہتے اور کرتے ہیں۔

چوتھا باب

شارعین حدیث (علی اختلاف مذاہب) کے اقوال مندرجہ ذیل منقول ہیں:-
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:-

۱۔ قال ابن قدامة لا نعلم خلافا في ان يسخي ما شمر لا تغل لهم الصدقة المفروضة كما قال وقد نقل الطبري الحواز ايضا عن ابي حنيفة وقيل عنه يجوز لهم ما ذابوا من ذوى القربى حكاية الطحاوى وعن ابي يوسف يعمل صدقة بعضهم لبعض وفي حديث مسلم فانما هي اوصاخ النحل الحديث. يؤخذ من هذا اجواز التطيع دون الفرض وهو قول اكثر الحنفية والمصنف عند الشافعية والحنابلة الى (فتح الباری ج ۳ ص ۲۸۸)

امام ابن قدامة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس مسئلے میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں کرتا شمس کے لیے عتق مفروضہ ناجائز ہے (سب کا اسی پر اتفاق ہے کہ ناجائز ہے) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ طبری نے امام ابو یوسف سے حجاز نقل کیا ہے اور وہ بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ چونکہ ان کو اب فسخ نہیں تھا اس لیے جائز ہوگا اور اسی تفصیل آئینہ امینی اور امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ بعض بنی ہاشم کا صدقہ بعض کے لیے جائز ہے۔ حافظ کہتے ہیں کہ مسلم کتابت سے جرئت ثابت ہوئی ہے عتق مفروضہ مکمل تھا نقل جائز ہے، اور یہی اکثر احناف کا مذہب ہے اور یہی شوافع کا صحیح قول ہے اور حنبلیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔

حافظ ابن حجر شافعی الملتک میں فن حدیث میں ان کا جو درجہ اور مقام ہے وہ انظر من الشمس ہے علماء کرام کے ہاں وہ حافظ الدین کہلاتے ہیں یعنی دنیا میں پائے دور کے اندر علم حدیث کے سب سے بڑے حافظ انہوں نے اکثر احادیث کا اور حضرات شوافعؒ اور حنابلہؒ کا صحیح فہم سید ہی بتایا ہے کہ سادات کے لیے واجب قسم کے صدقات جائز نہیں۔

۲۔ مجموع شرح مذہب للعلامة النووي جلد ۶ ص ۱۲۶

لا يجوز دفع الزكاة الى هاشمي لقوله عليه السلام نحن اهل بيت لا يحل لنا الصدقة - الحديث - و قال البوسعيدي الاصطخري لما منعوا حقهم من الخمس جاز الدفع اليهم لانهم حرموا الزكاة لحقهم خمس الخمس فاذا منعوا الخمس وجب ان يدفع اليهم و المذهب الاول لان الزكاة حرة عليهم لشرفهم برسول الله صلى الله عليه وسلم - وهذا المعنى لا يزول بمتى الخمس وفي مواليم و جهان الى ان قال هذا مذهبنا و يجوز البوهنيفة دفع الزكاة الى بني المطلب ووافق علي عظيمها علي بنى هاشم الخ

حضرت کے فرمان کے مطابق ہاشمیوں کو زکوٰۃ دینی ناجائز ہے اپنے ذکاوت کے ہر اہل بیت میں جائز ہے صدقہ جائز نہیں۔ الحدیث۔ اور البوسیدی الاصطخری و شافعیؒ کہتے ہیں کہ جب ان کا حق خمس میں تھا کہ ان لوگوں کو کوئی بھی نقصان نہ تھا۔ کیونکہ جب زکوٰۃ حرام تھی تو خمس ملتا تھا لیکن جب کہ خمس ہند ہو گیا تو زکوٰۃ ملنی چاہیے لیکن مذہب شافعیؒ پر سلامتی قل ہے کہ ناجائز ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کی حرمت حضرت کے اہل پر قرابت کی شرافت کی بنا پر ہے۔ اور یہ سب (حجۃ بوجہ شرافت) ہر حال موجود ہے خمس ہو یا زکوٰۃ۔ اور بنو ہاشم کے غلاموں میں وہ وجہیں ہیں الی ان قال یہ ہمارا مذہب ہے، ادا، لم یمنعوا نے بنو عبد المطلب پر زکوٰۃ جائز رکھی ہے۔ اور بنو ہاشم پر حرام کہنے میں ہمارے ساتھ ہیں۔

(۳) یہی بزرگ اپنی مشہور شرح مسلم جلد ۲۲۴ میں لکھتے ہیں۔

فیه تحذیر الزکوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وھم بنو ہاشم وبنو عبد المطلب وقال ابوہنیفة ومالك ھم بنو ہاشم خاصة الخ

اس حدیث میں دلیل ہے کہ زکوٰۃ حضور پر امداد آپ کی اہل پر حرام ہے اور آپ کی اہل بنو ہاشم وبنو عبد المطلب میں اور امام مالک اور امام ابوہنیفہ کہتے ہیں کہ اہل صرف بنو ہاشم ہی ہیں۔

اسی جلد ۲۲۴ میں تحریر فرماتے ہیں:-

دلیل علی انہا محرمة سواء كانت بسبب العمل او بسبب الفقر والمکنة او غیر ھامن الاسباب الثمانية و هو الصیح الخ

اس حدیث میں دلیل ہے کہ زکوٰۃ بنو ہاشم پر حرام ہے عامل بن کرے پھر بھی اور فقیر و مکین بننے کے لحاظ سے پھر بھی یا وہ آٹھ اسباب جو مذکور تھے ان میں سے کوئی بھی سبب جو سوال مذکور میں ہے

۴۔ اور یہی امام نووی جلد ۲۴۹ ص ۶۹ کی سند جہ ذیل روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حدیث (موقوف عن ثیبر بن ارقم) ولكن اهل بیتہ من حرم علیہ الصدقة بعده قال ومن ھم قال وھم آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال کل ھؤلؤ حرم الصدقة الحديث الخ

امام نووی فرماتے ہیں:-

المسار بالصدقة الزکوة وھي حرام عندنا علی بنی المطلب وقال مالک بنو ہاشم وبنو عبد المطلب دونہم پر حرام ہے امام مالک فقط بنو ہاشم پر حرام لکھتے ہیں۔

صدقت مراد زکوٰۃ ہے (فعلی نہیں) اور چار بزرگ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب دونہم پر حرام ہے امام مالک فقط بنو ہاشم پر حرام لکھتے ہیں۔

۵۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری رشیخ احمد بن محمد مصری المتوفی ۹۲۳ھ، المشوہ

قسط لانی جلد ۳ ص ۱۱ میں ہے۔

وتحرم علیہما علی ال انبی صلی
اللہ علیہ وسلم لانہما مطہرۃ
کما قال تعالیٰ خذ من اموالہم صدقة
تطہر بہا الیۃ الی ان قال ولا تص
عند اصحابنا ان المحرم علی الاول القرض
دون التطوع الخ
اور حضور کے اہلبیت پر زکوٰۃ طہر ہے کیونکہ وہ اہل کربلا
کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے آپ اللہ کی زکوٰۃ وصول کیے
ان کو پاک کریں (گو کہ اہل زکوٰۃ میں کچھ نجاست پائی گئی
جیسا کہ پیچھے متذہرات میں اوسالغ اندس گنداب ہے)
اور ہمارے صحیح مذہب یہ ہے کہ آل النبی علیہ السلام پر فرض
زکوٰۃ طہر ہے فعلی صدقات حرام نہیں۔

۶۔ اور سبل السلام شرح بلوغ المرام رحمہ بن المخیل بن الصلاح الامیر الکھلی فی ثم الضعاف
المتوفی ۱۱۴۳ھ مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۰۸، ۲۰۹ میں ہے۔

وهو دلیل علی تحریم الزکوٰۃ علی محمد و
علی آلہ فانہ اجماع وکذا ادعی الاجماع
علی حرمتہا البوطالب وابن قدامة
ولفعل الجواز عن ابی حنیفة الخ
یہ حدیث ذکر دلیل ہے کہ زکوٰۃ حرام ہے آپ
پر بھی اور آپ کے اہل پر بھی امام البوطالب اور ابن قدامة
نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ سے
جواز نقل کیا گیا ہے الخ

۷۔ وفی محلی ابن حزم جلد ۶ ص ۱۴۷

وبنوا لمطلب شی واحد ولا یحل
لہذین البطنین صدقة فخر و لا
تطوع اصلا لقوله علیہ السلام لا تحمل
لحمہ وان اول محمد واما المہبة
والعطیۃ والفتدیۃ والفضل والحن
والصلة والبر فیجوز الخ
بناؤ ختم و جزء لمطلب کیس ہی کچھ جلتے ہیں انک
دونوں کے لیے نہ تو فرضی صدقہ جائز ہے اور نہ نقلی۔
کیونکہ حضور نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہ محمد کے لیے حلال ہے نہ
اہل محمد کے لیے۔ ہر مال مہبہ اور عطیہ اور فضل اور
ارشاد اور تحفہ اور صلہ اور پیش کش
پر سب جائز ہیں۔

۸۔ عون المعبود شرح ابی داؤد ورمولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد، جلد ۲ ص ۷۷ میں ہے۔

وانما اتحل لنا الصدقة الحديث
یہ حدیث درج نہیں ہے نہ یکین نقل المالیہم دلیل ہے
ولهذا دلیل لمن قال بحرمه الصدقة
ان کی جو کہتے ہیں کہ صدقہ ان کے موالی پر بھی حرام ہے
على موالی من تحرم عليهم الصدقة الا
جذبہ خود صدقہ حرام ہے۔

۹۔ اور ذیل الجوز شرح ابی داؤد (رمولانا) خلیل احمد سارنہوی المتوفی ۱۳۳۶ھ ص ۳۳ میں ہے۔

واما الی النبی علیہ السلام فقال اکثر
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل پر صدقہ
المنقبة وهو المصحح من الشافعية و
فرضی حرام ہے۔ یہی سب اکثر احناف و شوافع
المحابلة وکثیر من النبیذیة انہا تجوز
و خالداہ بہت سے فسرہ زید کا مذہب
لہم صدقة التطوع دون الغرض لان
کہ فرضی ہے نہ کہ نفلی کیونکہ حدیث میں میل کچل
المحرم علیہ انما هو اوساخ الناس و
کو منع کیسے۔ اور یہ فسرہ رضی میں ہے نہ
ذلك هو الزکوة لا صدقة التطوع الخ
کہ نفلی میں الخ

قائدہ ۱۔ زید شیعوں کا ایک فرقہ ہے جیسا کہ شرح مواقف ص ۵۲، نوکثور ص ۵۲، میں لکھا ہے
الشیعة هم اثنان وعشرون فرقة
شیعوں کے بائیس فرقے ہیں مولیٰ اور پر تین ہیں۔
اصولهم ثلاثة غلاة وزيدية و
باقی ان کی شاخیں ہیں۔ بہت تہذیب کرنے والے صحابہ
امامية الخ۔
کی تکثیر کرنے والے اور زید یا مولیٰ الخ۔

اور ص ۵۶ میں لکھا ہے النبیذیة منسوبون الی زید بن علی بن زین العابدین
کہ زید بن علی بن زین العابدین کی طرف منسوب ہے۔

نیز غیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ المتوفی ۷۶۱ھ

۱۔ مواقف کا مصنف قاضی محمد الدین عبد الرحمان بن احمد الدبکی المتوفی ۷۵۷ھ میں۔ اور شارح فوائد
سید شریف علی بن محمد جانی المتوفی ۸۱۶ھ میں ۱۲۔

میں لکھا ہے۔ زید بن شعیبہ کا ایک فرقہ ہے شرح مواقف ص ۵۲ میں ذکر ہے کہ کسی نے
کہ شاید اوصیاء انہوں نے (نفاہ) حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور (نفاہ) اتحاد کیا
اور ان کے ساتھ چلنے پھرنے میں شایعت کی قلت میل شاید عوا المجدوس والہود
والنقصیل لایعدہ هذا المقام۔ اس کا کچھ اجمالی نقشہ آخر کتاب میں دیکھیں
۱۔ معالم السنن والعلامة الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ شرح ابی داؤد طبع حلب
جلد ۲ ص ۱ میں ہے۔

اما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا
خلاف بین المسلمین ان الصدقة
لا تحل له وكذلك بنو هاشم في
قول اكثر العلماء وقال الشافعي
لا تحل الصدقة لنبي المطلب ايضا
حضرت پر صدقہ حلال نہیں اس میں سب مسلمانوں
کا اتفاق ہے۔ بنو ہاشم پر حرمت کے قائل
جمہور علماء ہیں۔ اور امام شافعیؒ بنو المطلب
پر بھی حرام کہتے ہیں۔ الخ

فائدہ۔ بنو ہاشم (ہاشم حضور کے باپ کا دوا۔ اس طرح کہ محمد بن عبد اللہ بن
عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن
عدنان۔ فالعلویۃ والعباسیۃ من بنی ہاشم لان العباس ابابالمطلب ابنا عبد المطلب الخ
یعنی علوی اور عباسی ہاشمی ہیں کیونکہ حضرت عباسؓ اور ابوطالب جو حضرت علیؑ کے والد
تھے دونوں عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔

اسیے حضرت عباسؓ اور ابوطالب کی اولاد بنو ہاشم ہٹھری حضرت علیؑ حضرت
جعفرؓ حضرت عقیلؓ یہ تینوں بزرگ (بھائی) ابوطالب کے بیٹے ہیں۔ یہ بات علامہ
قطب الدین الحنفیؒ (المتوفی ۸۷۸ھ) نے شرح مسائرہ جلد ۲ ص ۱۶۵ مصری میں لکھی ہے۔

۱۔ اصل کتاب مسائرہ امام ابن ہمام الحنفیؒ کی ہے اور اس کی ایک شرح کا لایا ہے محمد بن محمد المعروف بابا شریف الخضر بن عبد اللہ الحنفیؒ
المتوفی ۹۰۵ھ نے تصنیف کی ہے جس میں فہام مسائرہ ہے،

اور دلائل سے ثابت ہے کہ عیاض بن عبد المطلب کی اولاد بھی صدقات کے مسائل میں بنو ہاشم میں شامل ہے۔ عبد المطلب کے دس یا بارہ بیٹے تھے۔ سیرۃ النبی شبلی (المطوفی ۱۳۳۲ھ) جلد ۱ ص ۱۸۱ میں سے دو مسلمان ہوئے تھے حضرت حمزہؓ و المتوفی شہید اسلمہؓ اور حضرت عباسؓ المتوفی ۱۲۸ھ جو آپ کے چچا تھے اور آپ کے دو سال بڑے تھے (اکمال ص ۶۶) تو مذکور بالا حضرت، آل علیؓ آل جعفرؓ آل عقیلؓ آل عباسؓ آل حارث بن عبد المطلب کے سوا جو عبد المطلب کی اولاد ہے اس میں حضرت ام شافعہؓ (المطوفی ۱۲۸ھ) اور اہل ظاہر کا اختلاف ہے کہ جس طرح بنو ہاشم پر زکوٰۃ حرام ہے اسی طرح بنو المطلب پر بھی حرام ہے اور امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ تخصیص فقط بنو ہاشم کی ہے۔ بنو المطلب اور ابو جہل ابولسب وغیرہ کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے (بشرطیکہ وہ مسلمان ہو گئے ہوں)۔

۱۱۔ اور شرح موطا (امام مالکؒ المتوفی ۱۷۹ھ) موسوم بمشتمی شیخ ولی اللہ الطریقی (المطوفی ۱۲۷۸ھ) جلد ۱ ص ۲۲۸ میں ہے۔

لو تحل الصلۃ لبني هاشم عند اهل العلم وقال الشافعي وبنو المطلب مثلهم واختلفوا في موالدهم على قولين انتهى
۱۲۔ اور یہی بزرگ موطا امام مالکؒ کی دوسری فارسی شرح المعروف بمصنفی جلد ۲ ص ۲۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں :-

حلال نیست زکوٰۃ آل محمدؐ و غیر انہیں
نیست کہ زکوٰۃ چرک مردان است
مترجم گوید حلال نیست صدقہ بنو ہاشم
حضور کے اہل کے لیے زکوٰۃ حلال نہیں ہے
کیونکہ وہ لوگوں کی میل کھیل ہے مترجم ولی اللہ
کتاب ہے کہ بنو ہاشم کو اتفاق علی صدقہ جائز نہیں

ربا اتفاق علماء۔ وقال انشأني بمز المطلب المثلث
۱۳۔ علامہ محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) المعروف الشیخ ۲۹۲۰۲۱۲

امیر مولانا کی تقاریر میں جو درس ترمذی کے وقت لکھی گئی ہیں۔ ان کو فاضل مولانا محمد چراغ صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ نے عربی میں جمع کر دیا تھا جو چھپ چکی ہیں۔ اگرچہ اس میں عربی عبارات کی بے شمار غلطیاں ہیں اور کتابت کی غلطیاں اس کے علاوہ ہیں مکیں ہاں ہمہ یہ علم کا ایک بیسٹس بہاؤ خیر ہے میں فرماتے ہیں۔

باب کراهية الصدقة على النبي صلى	باب کراهية الصدقة حصوة یا اور آپ کی اہل
الله عليه وسلم وعلى اهل البيت	پر صراحت ہے۔ وہ اہل علی و اہل حضرت اور اہل بیت اور
نعمه ال علی وجعفر وعقیل وعباس	اہل عباس ہیں۔ پھر ہماری کتاب اضافت کی کتابوں
ثم فی کتابنا ان الهاشمی لوسعی ای	میں لکھتے کہ ہاشمی کا حال دنیا میں طور کہ زکوٰۃ سے
عمل السعاية فلا یأخذ من الزکوٰۃ	اجرت لے جائز نہیں۔ اور وقت کے مال سے بلا استثنا
ویجوز اخذہ من الموقف بلا خلاف	بڑا شرم لے سکتا ہے۔ بہر حال فقہی صدقات تو اس میں
واما النافلة فیهما الخلاف قال	اختلاف ہے۔ زرطبی شارح کنز فرماتے ہیں کہ نفلی بھی
الزیلعی شایع الکثر انها لا تجوز	بنو ہاشم کو جائز نہیں اور اسی کو علامہ ابن ہمام نے
للهاشمی وتبعه ابن الہمام ولما غیرہ	اختیار کیا ہے اس کے علاوہ دوسرے فقہاء اس کے مخالف
فیجوزها لهم ونقل محمد بن	ہیں کہ بنو ہاشم کو نفلی صدقات لینے جائز ہیں امام
شیخنا الثعلبی۔ رواية شاذة فی جواز	محمد بن حجاج (المتوفی ۲۶۶ھ) و ہر صاحبی

ملہ شارح کنز امام فخر الدین الزیلعی حضرت امام نسفی (المتوفی ۷۲۸ھ) کے ہم عصر تھے یہ امام محدث
جمال الدین الزیلعی (المتوفی ۷۴۸ھ) صاحب تخریج مزہر کے علاوہ ہیں بعض ناواقف لوگ ان دونوں
کو ایک سمجھتے ہیں۔ ان کی مشورکت بے تبیین الخلف اب طبع ہو گئی ہے ۱۲۔

اخذ الزکوة للمهاشمی لولہ عید
 الخمس من بیت المال ونقله من
 امالی ابی یوسف وفي عقد الجید
 افلح الطحاوی من الحنفیة وفخر الدین
 الرزوی من الشافعیة يجوز دفع الزکوة
 للمهاشمی فی هذه الصورة الخ۔

صلوة العصر ہے ایک شاذ روایت نقل کی ہے کہ
 بنو ہاشم کو جب خمس نہ ملے تو زکوٰۃ لے جاتے تھے۔
 اور اس کو امالی ابی یوسف سے نقل کیا ہے الامالی
 جو استاد کی تقاریر بھی جاتیں اور عقد الجید
 میں نام طحاوی اور امام رازی کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ
 بنو ہاشم کو خمس نہ ملنے کی صورت میں زکوٰۃ لین جائز ہے

العرف الثانی کی مذکورہ بالا عبارت میں بحث ہے۔ اول یہ کہ دیجوز اخذہ
 من الوقف بلا خلاف الذکر ہاشمی وقف کا مال لے سکتا ہے بالاتفاق الخ یہ مجمل ہے
 فتاویٰ خانہ المعروف بقاضی خاں اللامام احمد بن الحسن بن المنصور بن ابی القاسم اوزجندی
 اللام الکبیر المتوفی ۵۹۲ھ مطبوعہ ندر کشتہ جلد ۱ ص ۱۲۵ میں ہے۔

وایجوز المذبح الی بنی ہاشم ولا سویہم
 الی ان قال لا یجوز صرف کفارة الیمن و
 الطہار والقتل وعشر الارض وغلة
 الموقف وعن ابی یوسف فی رواية
 یجوز صرف غلة الموقف اذا کان الوقف
 علیہم بمنزلة الوقف علی الودعیہ
 وان کان الوقف علی الفقراء۔ ولم یسم
 بنی ہاشم لا یجوز صرفہا الی بنی
 ہاشم الخ۔

جائز نہیں کہ زکوٰۃ دی جائے بنو ہاشم اور ان کے
 غلاموں کو اور اسی طرح کفارتہم کا اور کفار و طہار
 کا اور زمین کا عشر اور آمدنی وقف کی یہ سب نماز
 ہیں۔ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے
 کہ اگر ایسا وقف ہو جو اغنیاء پر ہو تو اسے
 کے لیے بھی جائز ہے۔ اور اگر وقف فقرار پر ہو
 اور بنو ہاشم کا نام نہیں لیا گیا تو ان کے لیے جائز
 نہیں الخ

اور عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۳۳ میں ہے۔

وفي المبسوط يجوز دفع صدقة التطوع
 مبسوط میں ہے کہ نفلی صدقات اور وقف بنی

والا واقف الى بنی هاشم وری عن
 الی یوسف و محمد فی النوادر وفی
 شرح مختصر الکرخی والا سیجالی و
 المفید اذا اسحوا فی الوقت وفی
 الکرخی اذا اطلق الوقت لا یجوز
 لان حکم حکم الغنیاء

ہاشم کو بیٹے جائز ہیں۔ امام ابو یوسف اور محمد سے
 غیر مشہور روایت یہی ہے اور شرح مختصر الکرخی
 میں اور اس سیجالی اور مفید میں ہے کہ جب بنو ہاشم
 کا نام دقت کرتے دقت لیا گیا ہو تو جائز ہے
 (دقت نہیں) اور کرخی میں ہے کہ جب دقت کرتے
 دقت بنو ہاشم کا نام نہ لیا گیا ہو تو ان کیسے جائز نہیں
 کیونکہ حکم ان کا غنیاء کا سلسلہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا یہ مذہب نہیں بلکہ ان کی ایک روایت ہے، مقدمہ عقد العزیز
 ص ۱۱ میں مذکور ہے۔

الضیق بین عندہ وعنه ان الاول
 دال علی المذہب والثانی علی الروایة
 فاذا قالوا عند الی حنیفة دل ذلک
 علی انه مذہبہ واذا قالوا عندہ
 دل ذلک علی انه روایة عنہ۔ انتہی

عندہ اور عنہ میں فرق یہ ہے کہ عندہ مذہب ہے جملات
 کرتا ہے اور عنہ روایت پر مشتمل جب فتویٰ کہیں
 عند الی حنیفہ تو مطلب یہ ہو گا کہ ان کا مذہب
 یہ ہے اور عنہ جب کہیں تو مطلب یہ ہو گا کہ ان
 کی ایک روایت یہ ہے (یہ کہ مذہب ہے)

اور یہاں جملہ فقہ روایۃ عنہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ یہ انہی ایک روایت
 ہے امام ابو یوسفؒ کا مذہب یہ نہیں ہے اور نہ یہ حضرات طرفین (ابو حنیفہ و محمد)
 کا مذہب ہے، اور ساتھ ہی امام ابو یوسفؒ مطلقاً نہیں کہتے بلکہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ
 وقت غنیاء پر ہو تو اس میں بنو ہاشم شامل ہیں اور اگر فقرار پر ہو اور بنو ہاشم کا نام دقت
 کرتے دقت نہ لیا گیا ہو تو بنو ہاشم کے لیے جائز نہیں۔ اور صاحب العرف الشذی
 نے مطلقاً بلا غلاط غلہ دقت کر بنو ہاشم پر جائز رکھا ہے۔ اس کی مزید تائید فتح القدیر
 (مکمل الدین محمد بن ہمام بن عبد الواحد المتوفی ۸۶۱ھ) مصری جلد ۲ ص ۲۷۲ سے بھی ہوتی ہے

فَقَالُوا لَا يَجُوزُ صَرْفُ كُفَّارَةِ الْيَمِينِ وَ
وَالظَّهَارِ إِلَى أَنْ قَالَ وَغَلَّةُ الْوَقْتِ ^{سَلَفٌ}
إِلَى يَوْمِئِذٍ يَجُوزُ فِي غَلَّةِ الْوَقْتِ إِلَّا
وَرُومٌ يَكْرَهُ الْعُرُوفَ الشَّنْدِي فِي جَوْزِ الْوَالِدِ عَقْدَ الْحَيْدِ كَمَا يَأْتِي فِيهِ - اس میں مندرجہ ذیل عبارت ہے
عَقْدَ الْحَيْدِ مُحْتَبَأً فِي رُوحِ تَرْبَةِ الْأَرَوِيَّةِ ^{اصْطَفَا}۔

وَمِنْهَا رَأَى مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِي أَفْتَى
الْعُلَمَاءُ عَلَى خِلَافِ الْمَذْهَبِ (دَفْعُ الزَّكَاةِ
إِلَى الْأَشْرَافِ الْعُلُوْبِيْنَ) أَفْتَى النِّعَامُ
فَخَالَ دِينَ السَّرَازِي بِجَوَازِهِ فِي هَذِهِ
الْأَمْنَةِ حَالَيْنِ مَنَعُوا سَهْمَهُمْ مِنْ
بَيْتِ الْمَالِ وَصَرَفَهُ الْفَقْرَ انْتَهَى

اس عبارت میں امام طحاویؒ کا نام تک بھی نہیں چرچا کیا کہ ان کا فتویٰ تو قاضی
العرف الشندیؒ کا کہ امام طحاویؒ نے بھی جواز کا فتویٰ ہے جیسا کہ عقد الحید میں ہے الاصحیح
نہیں بلکہ عقد الحید میں فقط امام رازیؒ کا قول ہے۔ اس غلطی کا سبب جو کچھ آیا ہے یہ ہے
کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اشارہ تقریر میں فرمایا ہوگا کہ امام طحاویؒ نے نقل کیا ہے کہ

سَلَفٌ فَاشِدَةٌ - یہاں محقق بھی عن کلامنا استعمال کرتے ہیں۔ فاشدہ - الجور والظلم مصری جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ میں محقق ابن
کا محقق قول اس کے خلاف نقل کر کے ہیں کلام کہ ہے کہ ابن ہمام غلو وقت کو نقلی کہتے ہیں مگر بعض صورتیں وقت کی
واجب بھی ہوتی ہیں (جیسے کہ سنت بھی ہو کہ رشک گوئی کہے جب میرا فضل کم ہوگا تو میری گھر وقت تو یہ واجب ہوگا اور
واجب مستقار ہوگا ثم ہر حرام میں۔ فلما راجع الی البصر ووجد الخلل وکذا مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی عکرمیؒ
جل ۲۹ ہرچ ہوا بلو سب حضرت فقہار حنفیہ کا اس میں اتفاق نہیں۔ مقتدر

بنو ہاشم کو زکوٰۃ جائز ہے۔ اور امام رازیؒ نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ عقد الجعید میں لکھا ہے الا تو ضبط کرنے والے حضرت یہ سمجھنے کہ یہ حوالہ دونوں (امام طحاویؒ اور امام رازیؒ) کے متعلق ہے حالانکہ عقد الجعید کا حوالہ فقط امام رازیؒ کے افتاء کے متعلق ہے امام طحاویؒ کے متعلق نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ فیض الباری شریح صحیح البخاری (جو مولانا بدر عالم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریریں ضبط کی ہیں) ص ۲۷ میں ہے۔

وفضل الطحاوی عن امالی ابی یوسف امام طحاویؒ نے امالی ابی یوسف سے نقل کیا ہے کہ
انه جائز دفع الزکوٰۃ الى ال النبی علیہ جب سادات کو خمس نہ ملے تو زکوٰۃ جائز ہوگی اگرچہ
السلام عند فقد ان الخمس فان خمس میں ان کا حق ہے۔ اور عقد الجعید میں لکھا ہے
فی الخمس حقہم الى ان قال دفع کہ امام رازیؒ نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے۔
عقد الجعید ان الرازی ایضا افستی
بجوازہ الخ

تو اس سے ثابت ہوگا کہ طحاویؒ کا قول عقد الجعید میں نہیں۔ فقہر
فائدہ۔ العرف الشہی میں لکھا ہے کہ امام ابی یوسفؒ سے جو یہ روایت نقل کی گئی ہے۔
کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ (جب کہ خمس نہ ملے) یعنی جائز ہے تو یہ روایت شاذ ہے (شاذ و روا
پر فتویٰ درست نہیں جس کی تحقیق آگے آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔
فائدہ۔ جملہ حضرات احناف کی معتبر اور مستند کتب میں پختہ فتویٰ جواز کا (غیر امام طحاویؒ
کے جس کی تحقیق کے لیے ہم نے یہ ذخیرہ جمع کیا ہے اور اس سے بعض غیر محدث فقیر جواز
سمجھے ہیں گو امام طحاویؒ کا مطلب قطعاً جواز کا نہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا انشاء اللہ
تعالیٰ ایک بھی نہیں ملے گا کہیں بلفظ عن کہیں عنہ کہیں وفی روایت کہیں دئی
کہیں لیس بشہود کہیں شاذہ وغیرہ الفاظ منقول ہیں۔ ہے حضرت امام رازیؒ
(المتوفی ۶۰۶ھ) تو گو ایک بہت بلند خیال منطقی و فلسفی ہیں جن پر آج بھی اہل اسلام کو

بجائے فخر ہے اور غیر مسلموں کو رشک۔ لیکن ساتھ ہی علم حدیث میں ان کو اتنی دسترس نہیں تھی جو کسی محدث کے شایان شان ہوتی ہے۔ ان کی تفسیر کے ٹیچنے والے بزرگ ان اکثر احادیث کا جو تفسیر کبیر میں موجود ہیں خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس درجہ کی ہیں اکیر و زلاب صدیق حسن خان (رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے امام رازیؒ از علم حدیث بغیر سے نڈارو۔ اور آقان جلد ۲ ص ۹۱ و جلد ۲ ص ۱۸۹ و اکیر ص ۱۱۲ والد المشرق جلد ۲ ص ۱۵۵ میں ہے۔

قال بعض العلماء في كل الشئ بعض علماء نے کہا ہے کہ تفسیر کبیر مصنفہ امام رازیؒ میں سب کچھ ہے مگر تفسیر اس میں نہیں۔

فائدہ: بعض علماء کو قدیم و جدید روایت فان لکم خمس الخمس سے دھوکہ ہوا ہے ہم اس کو پیش کر کے اس پر نقد و عقلاً بحث کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ رطوف انوار ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا امام رازیؒ کے قول کو نقل کرنا اس لیے نہیں کہ حضرت شاہ صاحب بھی جواز کے قائل ہیں ہم نے حضرت شاہ صاحب کے دو حوالے سنوئی مصنفی کے پہلے پیش کئے ہیں جبکہ اللہ الباقیہ کا حوالہ غریب پیش ہو گا۔ ۱۴۔ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ (شیخ عبدالحی و طبعی المتوفی ۱۰۵۲ھ) جلد ۲ ص ۲۵۱ میں ہے۔

وعدم جواز دفع ذکاة بنی ہاشم	اور زکوٰۃ کا ستاوا پر ناجائز ہونا ظاہر روایت ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جائز ہے اور نیز امام صاحب و امام البریلویؒ سے یہ روایت بھی ہے
ظاہر روایت است قدر روایت از امام ابو حنیفہؒ جائز است دریں زمان و ممنوع بود در آن زمان و روایتی از زکاة و از امام	

لے فرخ مرقی جلن اللہ علیہ وسلم۔ فائدہ: واعتقد بعض العلماء علی الرازیؒ

فی الحدیث ایضا وایع مشکلات القرآن۔

البر یوسف جائز است دفع بعضی
از بنی ہاشم بعضی را
کہ بعض بنو ہاشم بعض کو زکوٰۃ دے سکتے
ہیں۔

۱۵۔ اور علاء اسفہن (مروانہ ظفر احمد تھا نو بج) جلد ۵ میں ہے۔

والمعمول بہ ہو ظاہر الروایۃ خانہ
فتویٰ طاہرہ روایت پر ہے کہ کوہ حدیث صحیح کہ مطابق
مطابق للنص للہ

۱۶۔ اور عمدۃ القاری لمحقق الاحناف حافظ بدر الدین محمد بن احمد العینی المتوفی ۷۵۸ھ
جلد ۳ ص ۳۳ میں ہے۔

فیه ان الصدقة لا تحل لمحمد وفي
النخبة للقرافي۔ ان الصدقة محرمة
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى ان قال والائمة على تحريمها
على قرابة النبي صلى الله عليه
وسلم وقال الذهبى المالكو
يحل لهم فرضها وفلها وهو
رواية عن ابى حنيفة وقال الأصغر
ان متعوا من الخمس جائز صرف
الزكاة اليهم وردى ابن سامة
عن ابى يوسف ان زكاة بعض بنى
هاشم على بعض يحل ولا يحل
ذلك لهم من غيرهم وفي
المنابع يجوز للمهاشمي ان يدفع

اس حدیث را ان آل محمد لا یأخذون
الصدقة) میں دلیل ہے کہ صدقہ حضور علیہ السلام
کے لیے حلال نہیں اور قرافی نے ذخیرہ میں لکھا ہے
کہ صدقہ حضور پر حرام ہے اگر اس بات پر مستحق ہیں
کہ حضور کی قربت (اہل بیت) پر صدقہ حرام ہے پھر یہی
کہلی نے کہ صدقہ کے نقلی فرضی سبب جائز ہیں اور امام
ابو حنیفہ و دیگر یہ روایت منقول ہے (کوہ حدیث بنی ہاشم)
اور اصغر بن شافعی کہتے ہیں کہ جب دو خمس سے
محرم ہوئے تو ان کے لیے زکوٰۃ جائز ہے۔ ابن
سامة نے البر صفت سے یہ روایت بھی نقل کی ہے
کہ آپس میں بعض بنو ہاشم بعض کو زکوٰۃ دے سکتے
ہیں اور غیر بنی ہاشم سے ان کے لیے جائز نہیں
بنایع میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا
ہے کہ کسی پر یہ سے زکوٰۃ لے سکتا ہے

نکاتۃ الی ہاشمی عند ابی حنیفۃ ولا
 یجوز عند ابی یوسف وفي جوامع الفقہ
 یکرہ للہاشمی عند ابی یوسف
 خلافاً للحمید بن الحسن (المتوفی ۱۸۹ھ)
 وروی البوعینۃ عن ابی حنیفۃ
 جواز دفعها الی الہاشمی فی زمانہ
 قال الطحاوی ہذا الروایۃ عن
 ابی حنیفۃ لیت بشہورۃ الی ان قال
 وفي شرح المقدوری الصدقة الواجبة
 كالزکوة والعشر والتذکار والکفارات
 لا یجوز لہم۔

وفي التوضیح وفي الحديث
 ذکوة واضحة علی تحریم الصدقة
 علی آلہ علیہ السلام وبہ قال ابو
 حنیفۃ والشافعی الی ان قال قال
 الطبرانی فی حق ابی یوسف لا القیاس
 اصاب ولا الخبر اتبع الی ان قال
 العینی ہذا حکم صاعد عن
 غیر روایتی ناش عن تعصیب باطل
 والیوسف یعرف الناس لموارد
 التانبل والہم بتأویل

توضیح میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں واضح ہے
 ہے کہ صدقات حضور علیہ السلام کی اہل پر حرام
 ہیں۔ اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 کا امام طبرانی نے امام ابو یوسفؒ کے حق میں لکھا
 ہے کہ ابو یوسفؒ جو یہ کہتے ہیں کہ فرضی حلال
 اور نفلی حرام نہ تو ان کا قیاس صحیح ہے اور نہ
 حدیث کی اسناد نے اطاعت کی۔ یعنی فرماتے
 ہیں کہ امام طبرانی (شافعی) کے یہ کہنا ہے
 سوچے سمجھے ہے اور محض تعصیب باطل
 کی وجہ سے ہے۔ امام ابو یوسفؒ لوگوں میں

الوفیاء ومذاکرہا وھذا لھا وی
 الذی من اکبر ائمة الحدیث والدی
 الناس بمذہب الی حنیفۃ واقول
 صاحبۃ نقل عن ابی یوسف النعمانی
 ھوالامام ابوحنیفۃ ان التطوع
 یجوز علی بیئہا شہ فاذا کان
 التطوع حلالاً فالعرض اشدر حرمۃ
 الی ان قال العینی فعادة هؤلاء
 المتعصبین (الطبری وغیرہ) انہم
 یسحبون رواية ضعيفة او شاذة
 الی امام من الائمة الثلاثة
 ثم ینکدون علیہم بما لہ
 یحل نسبتہ الی احد منہم۔
 انتہی کلام العینی بقدر الحاجة۔

سے زیادہ قرآن کے معانی اور حدیث کی ہر کوئی
 کو سمجھتے ہیں۔ اور طحاوی جو بہت بڑے
 محدثین میں سے ہیں امام غزالی اور ان کے
 صاحبین کے اقوال کو خوب جانتے ہیں۔ امام
 ابو یوسف (جو کہ ابوحنیفہ ہی ہیں) سے نقل کرتے
 ہیں کہ نقلی صدقات بڑے فہم پر حرام ہیں جبکہ
 حال نقلی صدقات کا ہے تو فرضی بطریق اولیٰ
 حرام ہوں گے۔ (طبری جیسے معصب لوگوں کی
 عادت ہے کہ ضعیف یا شاذ روایت میں ہوں
 میں راغب ہے کہ امام ابوحنیفہ ابو یوسف امام محمد
 مراد ہیں و فیہ احتمال آخر سے کسی کی طرف نسبت
 کرتے ہیں پھر تو دیکر کرنی شروع کرتے ہیں۔
 ایسی وجہ سے جن کی نسبت بھی ان کی طرف
 ایک جرم عظیم ہے۔

یہ اخاف کے مشہور فقیہ و محدث بزرگ ہیں اسی لیے ہم نے ان کے کلام
 کو پہلے پیش نہیں کیا تاکہ یہ سب خوالوں کے لیے بمنزلہ شرع کے ہو جائے یا
 چند اجمالت میں جن کو ہمیشہ کرنے سے گامضیٰ کے بہت سے عقیدے حل ہو
 جائیں گے اور آئندہ کے لیے ہمیں یہ اصول موضوعہ کا کام دیں گی۔

امام ابو یوسف ہو ابوحنیفہ علم بیان کا ایک معتبر ہے اہل علم خوب جانتے ہیں مگر مختصر للعانی و
 مطول کلاما السعد الدین آفت زانی الشافعی المتوفی ۱۱۰۵ھ۔

اول ابو عصمة کا تعارف کرنا ہے کہ یہ کون ہے۔

ابو جابر المصنف (العلامة محی الدین ابی محمد عبد القادر ابن ابی الوفاء محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم الخنفي المصري المولود ۶۹۶ھ المتوفی ۷۷۷ھ) مصری جلیل القدر کمالی فرائض میں۔

الجامع لقب ابو عصمة المروزی جامع لقب ہے ابو عصمة مروزی کا انعام لوح واسمہ لوح الی ان قال وهو ابو عصمة لوح بن ابی مریعہ الی ان قال المتوفی ۷۷۳ھ

۲۔ تذکرۃ الموضوعات شیخ محمد طاهر بن علی السندی الخنفي صاحب مجمع بحار الانوار المتوفی ۹۸۶ھ میں لکھتے ہیں۔

فیہ ابو عصمة المشہور بالموضع الخ اس حدیث میں ابو عصمة ہے جو جلی حدیث بنانے میں مشہور ہے۔

۳۔ اسی تذکرۃ الموضوعات ص ۱۸۷ میں فرماتے ہیں فیہ ابو عصمة کذاب الخ اس حدیث میں عصمة ہے جو بہت بڑا جھوٹا آدمی ہے۔

۴۔ کتاب القرۃ بیقی (المتوفی ۷۵۶ھ) ص ۱۲۸ میں ہے۔

ابو عصمة لوح بن مریعہ کذاب۔ ابو عصمة لوح ابی مریم ایک بڑا جھوٹا راوی ہے۔

۵۔ تقریب التذیب فاروقی دہلی (الحافظ ابن حجر عسقلانی) ص ۲۷۷

قال ابن المبارک کان یضع الحدیث عبد بن المبارک فرماتے ہیں جلی ہوا میں بنایا کرتا تھا۔

۶۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۴۵ میں فرماتے ہیں:-

هو الجامع اخذ الفقه عن ابی حنیفۃ وہ ملقب بجامع ہے۔ فقہ ابو حنیفہ سے

قال احمد لم یکن بذالک فی الحدیث پڑھتا رہا امام احمد کہتے ہیں بیج ہے۔

وقال مسلم وغیرہ ماترک الحدیث مسلم وغیرہ فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ حاکم

وقال الحاکم وضع ابو عصمة حدیث فرماتے ہیں اس نے فضائل قرآن کی حدیثیں وضع

فضل القرآن وقال البخاری منکر الحدیثؑ کی ہیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں منکر الحدیث الخ

۷۔ امام حاکم نے مدخل فی اصول الحدیث ص ۳ میں لکھا ہے وضع ابو عصمۃ الخ۔

۸۔ بیضہ سال اول حدیث ص ۳ میں فرماتے ہیں وضع ابو عصمۃ الخ

۹۔ شاہ عبد الغزیز دہلویؒ (المتوفی ۱۲۳۹ھ) نے عجا کہ نافعہ ص ۳ میں بیان کیا ہے کہ

یا افزار کردہ باشد بوضع احادیث چنانچہ وضع کی پہچان کا ایک سبب خود وضع کا اقرار

نورج بن ابی مریم کہ در فضائل قرآن احادیث بھی ہے جیسکہ لوح بن ابی مریم نقل کر چکا ہیں

وضع خود گفت ہر گاہ دیدم مردم را کہ نے فضائل قرآن کی احادیث اس لیے وضع کی

از قرآن اعراض کردند و علوم دیگر مشیل ہیں کہ لوگ قرآن سے ناخالص ہو کر تاریخ و تفسیر و نحو

تاریخ و تفسیر و فقہ ابی حنیفہؒ مشغول اند ابو حنیفہؒ سے مشغول ہیں تو میں نے حدیث وضع

وضع کردم الخ۔ کہیں جعلی بنائیں

حدیث میں جعلی حدیث بنانے والے کے لیے جو حکم بیان ہوا ہے ملاحظہ

فرمائیں (واہ اہم ابو حنیفہؒ کے بڑے خیر خواہ) مسلم جلد ۱ ص ۱ میں مختلف اسانید سے یہ

روایت موجود ہے۔

من کذب علی متعمداً جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کے دھبہ جو

فلیتبعاً مقعدہ من روایت میں نے نہیں کی میری طرف منسوب کیے

یہی وضعین کرتے ہیں تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بندے النار۔

سب متواتر احادیث میں سے یہ روایت بعض کے نزدیک پہلے درجہ پر

ہے بحکۃ الفکر ص ۱ شرح بختہ الفکر ص ۵۹ میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

والفقوا علی ان تعذر الکذب علی انکر کریم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انھیں

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ

وصحیحہ وسلم من الکبائر وبالغ بولنا کیا زمین سے ہے اور ایم ابو عبد الجباریؒ

ابو محمد الجوبینی فکھرو من بعد الکذب^۱ ایسے شخص کی مبالغہ کرتے ہوئے تخریف کرتے ہیں۔

اب ان تصریحات ہلاک کے بعد غور فرمائیں کہ امام ابو حنیفہؒ کی مشہور روایت کے خلاف جو غیر مشہور روایت ہے۔ اس کا ردی ابو نعیمہؒ مذکور ہے جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ سے باز نہیں آتا اور غرض کہ کتابہ کہ میں نے یہ حدیثیں اس لیے وضع کی ہیں الخ تو کیا امام ابو حنیفہؒ اس کے جھوٹ سے بچ سکتے ہیں۔ جھوٹ اور وضع تو اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب معلوم ہوتا ہے۔ دوسری بحث جو جواز کی روایت امام ابو یوسفؒ کی طرف نسبت کی جاتی ہے اس میں بڑا اضطراب ہے۔

۱۔ بنو ناظم بعض بعض کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ یہ ابو یوسفؒ کا مذہب ہے، جیسا کہ احکام القرآن جلد ۲ ص ۱۳۱ اور فیض الباری جلد ۲ ص ۵۲ و عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۳۳۳ سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ عمدۃ القاری (ص ۳۳۳) میں یہ جامع سے نقل کیا ہے کہ یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ امام یوسفؒ کہتے ہیں ناجائز ہے۔

۳۔ عمدۃ القاری بوالہ مذکورہ جوامع الفقہ سے ابو یوسفؒ کا قول لکھا ہے۔ دیکھو خلاف ابو محمدؒ

دوسرے نمبر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف امام ابو یوسفؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور سوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور غیر اول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقط امام ابو یوسفؒ کا قول ہے۔

۴۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۲۵۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ دونوں کے نزدیک جائز ہے۔

۵۔ ہامش نسائی جلد ۱ ص ۳۸۱ و عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۳۳۳ و ذیل اللوطا جلد ۴ ص ۵۸

میں ہے۔

قال ابو یوسف محمد بن النعمان علیہم
کصدقة الفرض الا
امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ نقل صدقات بھی
سادات پر عوام ہیں جیسے فرضی عوام ہیں۔

نیز یہ اختلاف بھی ہے کہ آیا بعض جہی یا شتم بعض کو دے سکتے ہیں یا خمس نہ دے
کی وجہ سے غیر جہی یا شتم بھی بڑا شتم کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور

ار فیض الباری جلد ۳ ص ۵۲ والعرف الشذی ص ۲۹۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب
خمس نہ دے تو جائز ہے الا یہاں اس کی تصریح نہیں کہ ہاشمی کو دے بلکہ خمس ملنے
کی صورت میں مطلقاً جائز ہے۔

۲۔ قاضی خاں جلد ۱ ص ۲۵ میں ابو یوسف کا مذہب صرف غلۃ الوقت ہی لکھا ہے
زکوٰۃ کو چھڑا ہی نہیں۔ اور (۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ سب فرضی و نقلی صدقات
ان کے نزدیک حرام ہیں لہذا ان اضطرار کی وجہ سے بھی یہ قول قابل افتہ نہیں۔
بحوث مستوفی علامہ عینی نے یہ جواز کے سبب قول مروی از ابو حنیفہ ابو یوسف
شاذ اور ضعیف متذکر ہیں اس بات کو مد نظر رکھنا آئندہ کام آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ
۴۔ اور نسائی جلد ۲ ص ۲۸ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

واختلف فی الاول هل یمنافق الشافعی
وجامعۃ انہما بنو ہاشم وبنو المطلب
وقال ابو حنیفۃ ومالك هم بنو
ہاشم فقط والمراد ببني ہاشم
اہل میں اختلاف ہے ہاشمی اور ایک جماعت
(اہل المہر کی) ایک کہتی ہے کہ بڑا شتم و بڑا مطلب
دونوں اہل ہیں اور امام ابو حنیفہ اور مالک فرماتے
ہیں کہ فقط بنو شتم میں سے بھی صرف آل علیؑ

سے اور نسائی کے حاشیہ ص ۲۸ میں ہے کہ امام احمد سے دو روایتیں منقول ہیں اور فتح الملہم ص ۹۹
میں ہے کہ امام احمد کی ایک روایت امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہے ۱۲۔

العلیٰ وال جعفر وال عقیق وال عبّاس
وال الحادث الی ان قال فقال اکثر
الحنفیه وهو المصحح عن الشافیه
والحنابلہ انہا تجوز لہم صدقۃ
التطوع دون الفرض الخ
۱۸۔ اور مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔
والا الی بیتی ہاشم وموالہم
وهذا فی ظاہر الروایۃ وروی
البوصمۃ عن ابی حنیفۃ انہ یجوز
فی هذا الزمان وان کان ممتنعاً
فی ذلک الزمان وعنه وعن
ابی یوسف یجوز ان یدفع بعض
بیتی ہاشم الی بعض الخ

بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کو بھی زکوٰۃ دینی جائز
نہیں۔ اور یہی ظاہر روایت ہے۔ ابو یوسف نے
امام ابو حنیفہ سے یہ بھی روایت نقل کی ہے کہ
اس زمانے میں جائز ہے کہ زکوٰۃ دی جائے
بنو ہاشم کو اور ممانعت اس زمانہ میں تھی اور
ایک روایت امام اعظم اور ابویوسف سے یہ بھی ہے
کہ بعض بنو ہاشم بعض کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں الخ
۱۹۔ فتح المصنوع شرح ترمذی (مولانا عبد الرحمان المبارک پوری صاحب ابکار المصنوع و
تحقیق الکلام فیہ مقدمہ) جلد ۲ ص ۲۲ میں لکھتے ہیں۔

والحدیث یدل علی تحریم الصدقۃ
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وتحریمہا علی آلہ ویدل علی تحریمہا
علی موالی بیتی ہاشم الخ
یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ صدقہ حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہل پر رکھ کر بنو ہاشم
ہیں اور ان کے غلاموں پر حرام ہے۔

۲۰۔ فتح المصنوع (شرح صحیح مسلم) جلد ۳ ص ۹۹ میں مولانا عثمانی لکھتے ہیں۔
وقال البخاری ومالك وأحمد في
اور ابی حنیفہ اور مالک و احمد ایک روایت

روایۃ ہے بنو ہاشم فقط ای قال
قال ابن قدامة لا نعلم خلافاً في ان
بنی ہاشم لا تحل لہم الصدقة
المفروضة وكذا حكي الاجماع ابن
رسلان لا يختصراً منعاً۔
اہم ائمہ سے یہ ہے کہ مراد اہل سے (جن پر صدقہ
مفروضہ حرام ہے) بنو ہاشم ہی ہیں اور اہل اہل بیت
نے کہا ہے کہ اس میں ہیں کسی کا اختلاف معلوم
نہیں کہ صدقہ مفروضہ بنو ہاشم کے لیے حرام ہے
اور اسی طرح اجماع نقل کیا ہے العلم ابن رسلان و

نے بھی الخ۔

یہاں تک تیس شروع حدیث کے جو قدیم و حدیث لکھے گئے ہم نے حصول مطلب کا
ثبوت ہم پہنچایا بعض دوسرے شروع مثلاً مرقاة تعلیق الصبح مرقاة الصعود وغیرہ
کے مؤید ہیں ہم نے اختصاراً ان کو درج نہیں کیا فلنکت علی هذا ان یکن منكم
عشرون صابون یغلبوا ماتین۔

فائدہ۔ آپ یہاں تک یہ پڑھتے اور سنتے آئے ہیں کہ اہم شافعی اور اہل ظاہر وغیرہ کا
بنو المطلب میں اختلاف ہے اور یہ فرماتے ہیں کہ بنو مطلب بھی ہاشم کی طرح صدقہ مفروضہ
سے محروم ہیں اور ان کے لیے بھی اسی طرح صدقہ مفروضہ حرام ہے جس طرح بنو ہاشم پر رہی
ان بزرگوں کی دلیل تو یہ حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انما بنو ہاشم و بنو المطلب شی
واحد وقسم بينهم مہر ذوی
القربى۔
آپ نے فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک
ہی ہیں اور ذوالقربی لاصد ان دونوں
(بنو ہاشم اور بنو مطلب) میں تقسیم کیا ہے۔

نوی جلد ۱ ص ۲۴۴ و محلی ابن حزم جلد ۱ ص ۱۵۱ و مجموع شرح معذب جلد ۲ ص ۲۲۶
وفتح الملبم جلد ۳ ص ۹۹ و نیل الاوطار جلد ۴ ص ۵ وغیرہ میں یہ مذکور ہے اور اصل حدیث
بخاری جلد ۱ ص ۳۴۳ میں موجود ہے۔ بایں الفاظ۔

حضرت جبریل بن مطعم فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان غنیؓ وغیرہم نے خیر تقسیم ہو جانے کے بعد حضورؐ کے پاس گئے اور عرض کی کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ نے بنو المطلب کو حصہ دیا اور ہم کو نہ دیا حالانکہ ہم اور وہ برابر ہیں (قرابت میں) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بنو المطلب اور بنو ہاشم ایک ہی چیز ہے۔

عن جبریل بن مطعم قال مشیت انا وعثمان بن عفان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ اعطیت بنی المطلب وترکتنا ونحن ہم بمنزلہ ولحدہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بنو المطلب وبنو ہاشم شئ واحد۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ یہ دونوں گروہ (بنو المطلب اور بنو ہاشم) ایک ہی ہیں جو ایک کا حکم ہوگا وہی دوسرے کا حکم ہوگا۔ اور جب بنو ہاشم پر صدقہ، مضر و منہ حرام ہے تو بنو المطلب پر بھی حرام ہوگا اس کا جواب ایک تو وہ ہے جو بعض کتب میں منقول ہے مثلاً قاضی شوکانیؒ رئیس طبعہ المحدث میل اللطاف جلد ۵ ص ۵ میں لکھتے ہیں۔

واحیب بانہ اعطاهم ذلک لمواالتہم لا عوضا عن الصدقة الخ
اس (حدیث کے استدلال) سے جواب دیا گیا ہے کہ بنو مطلب کو جو حصہ دیا گیا ہے تو اس کو بھی (بنو ہاشم) کے ساتھ ملنا بھی (وہ محمول یعنی آخری)

تو جب بنو ہاشم کو حصہ دیا گیا تو ان کو بھی دیدیا گیا اس لیے نہیں دیا گیا کہ یہ صدقہ کی عوض تھا اور جیسا کہ بنو ہاشم کے حق میں عند البعض

ما یسی مذکورہ عبارت فتح الملہم جلد ۲ ص ۹۹ میں مذکور ہے۔

دوسرے جواب علامہ ابن قدامر (علیہ السلام) المتوفی ۶۲۰ھ تعلیم شریعہ عبدالقادر جیلانیؒ دیتے ہیں جیسا کہ فتح الملہم جلد ۲ ص ۹۹ میں یوں الفاظ منقول ہے۔

ومشاركة بنی المطلب لہم فی بنو مطلب کا بنو ہاشم کے ساتھ شریک ہونا

خمس الخمس ما استحقق بمجرده خمس الخمس میں محض قرابت ہی کی وجہ سے نہ تھا
 القرابة بدليل ان بنی عبد شمس اس لیے کہ بنو عبد شمس اور بنو نوفل قرابت میں
 وبنی نوفل يسارونهم في القرابة بنو مطلب کے مساوی ہیں حالانکہ ان کو کوئی چیز
 ولم يعطوا شيئاً وانما شاوركم (بھی خمس نہیں ہیں سے) نہیں دی گئی تو ان کا
 والمنصرة او مہاجیر اور المنصرة لا تقتضي شریک ہونا آپ کی نصرت کی وجہ سے ہے۔
 منع الزكوة الخ یا قرابت اور نصرت دونوں کی وجہ سے اور نصرت
 ان مدد کرنے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ان کو زکوٰۃ

دی جی لازم ہے۔

فائدہ۔ علامہ محقق کی عبد شمس دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ شریعت قرابت کی وجہ سے بھی کیونکہ بنو عبد شمس اور بنو نوفل بھی حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی تھے مگر ان کو خمس کا حصہ نہیں دیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کو حصہ خمس
 میں سے ملنا کسی اور علت پر موقوف ہے۔ اور وہ مولات ہی ہو سکتی ہیں۔

فقط قرابت کی وجہ سے تو یہ بات نہ تھی باقی یہی نصرت اور مدد یا دونوں علت
 ہوں شریعت فی خمس الخمس کی (الذی قسمہ فی الخید) تو نصرت اس کی دلیل نہیں
 کہ جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کی ہو اور دین اسلام کی مدد کی ہو تو اس پر
 زکوٰۃ حرام ہوگی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان
 سے بڑھ کر کوئی ایسا نہ تھا کہ جس نے آپ کی یا دین کی اتنی خدمت کی ہو جتنی ان بزرگوں
 نے کی تھی حالانکہ ان کی اولاد میں سے کسی پر بھی زکوٰۃ حرام نہیں اجماعاً کیونکہ ان میں سے
 کوئی بھی بنو مطلب میں سے نہیں۔ شرح مسائرہ قطوبی جلد ۲ ص ۱۶۵ میں ہے۔

ع ابو بکر (المتوفی ۱۳ھ بمجرع ۶۳ سال) ابن ابی قحزفہ۔ عثمان جہد عامر بن عمرو
 بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ الخ

عمر بن خطاب بن نفیلہ بن عبد العزی بن ربیع بن عدی بن کعب بن لوی الہ
یا عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف الخ

حضرت صدیق اور فاروق حضور سے چھٹے درجے میں جلتے ہیں۔ وہ عبد المطلب
تو درکنار ہاشم سے بھی اوپر جا کر ملتے ہیں اور عثمان پانچویں درجہ میں جاتے ہیں یہ نہ بنو
مطلب ہیں نہ بنو ہاشم اور اجماعاً ان کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کی نصرت دین
کا کون منکر ہے (الا شیعة الشیعة خلفہم اللہ تعالیٰ فی الدارین) تو معلوم
ہوا کہ نصرت منع زکوٰۃ کا سبب نہیں بن سکتی مہالات سبب ہو کہ ماہیہ احتیاج
سبب ہو کہ ماہیہ بھی (ان شاء اللہ تعالیٰ)

شرح صحابہ علیہ السلام لکھتے ہیں۔

واویشترط ان یکون (الامام) ہاشیا
او علیہا لما ثبت بالدلائل من خلافة
الابو بکر وعمر وعثمان مع انہم لم یکنوا
من ہاشم وان كانوا من قریش الخ
امام کے لیے یہ شرط نہیں کہ ہاشمی ہو کیونکہ حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان خلفاء
درجہ تھے) حالانکہ ہاشمی نہ تھے۔ اور قریش
سے تھے۔ الخ

فائدہ:۔ صراح ۲۵۹ میں ہے کہ قریش دریا میں ایک محفل کا نام ہے جو سب محفلیوں
پر غالب ہے یہ قلیل چونکہ عرب کے سب قبائل پر غالب تھا اس لیے اس کو قریش
کہتے ہیں الخ اور نصرت کنائس کی تمام اولاد کو قریش کہتے ہیں (کنائی عن زیدی پارہ عم شمس)
گویا یوں سمجھئے کہ ان کی برادری کی وجہ سے ان کا قریش لقب ہوا۔
۳۲ تیسرا جواب جو اس سے زیادہ واضح ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے بنو

لہ المتوفی ۲۳ھ شیعہ المذنب ابو زکوة غلام حضرت مغیرہ بن شعبہ خلافت۔ ساڑھے بارہ سال عمر ۶۳ سال
لہ المتوفی ۲۳ھ شیعہ ائمہ الاسود و صحیحہ بن اہل صمدت خلافت ۱۲ سال مگر چند دن کم عمر ۸۲ قبل ۸۸ سال

ترجمہ الباب قائم کیا ہے وہ تو اس پر دلالت کرتا ہے اصل عبارت جلد ۲ ص ۲۳ میں یوں ہے:

باب۔ ومن الدلیل علی ان الخمس للعلماء اس مسئلہ پر دلیل کہ امام کو خمس میں اختیار ہوتا ہے جو

وانہ یعطی بعض قرابتہ دون بعض بعض اہل قرابت میں سے ہے اور جس کو دے یہ حدیث

ما قسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لنبی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو المطلب اور بنو ہاشم

المطلب و بنی ہاشم من خمس دینے سے بعض کو (خیر کا قسم دیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز

خیر و قال عمر بن عبد العزیز لہ (پہلی صدی کے مجدد التواریخ ۱۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ

یعمہم بذلك ولم یخص قریب لیے عام نہیں اور قرابت والوں میں سے بھی ان کی

دون من هو اخرج الیہ وان كان تخصیص جو کہ زیادہ محتاج ہوں ہفتہ نے جن کو اس نے

الذی اعطی لما یشکوا الیہ من دیا کہ انہوں نے محتاج ہونے کی شکایت کی کہ ہم فقیر و محتاج ہیں اور

الحاجة ولما استسہم فی جنبہ من اس لیے کہ ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساتھ واسطہ دینے

توہمہم و خلفائہم انتی اور آپ کو رسول ماننے کی وجہ سے عبادت کی وجہ سے اپنی قوم

و کفار اور اپنے منار کی طرف سے نکالنے اور محتاج بننے میں

آئیں۔

فائدہ:- طیف وہ ہوتا ہے جس سے معاہدہ ہو کہ جب ہم جنگ کریں تو بھی ہمارا ساتھ دے گا۔ اور جب صلح کریں تو بھی صلح میں شریک ہو گا۔ وغیرہ معائنہ اٹھ۔

امام اللہ امام بخاری کی مذکورہ بالا عبارت مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اس کہ امام خمس اپنے بعض قرابت والوں کو دے سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ

بعض کو نہ دے بدل علیہ قولہ دون بعض تو اگر نفس قرابت ہی اس کا سبب

ہو تو جس طرح کہ شوافع فرماتے ہیں کہ بنو المطلب و بنو ہاشم شی واحد تو یقیناً بعض کو

دینا اور بعض کو نہ دینا ترجیح بلا مرجح ہوتا تو معلوم ہوا کہ نفس قرابت ہی سبب نہیں

سبب کچھ اور ہی ہے یا کچھ اور بھی ہے۔ فائدہ:-

۲۔ قرابت و ابرو میں سے بھی وہ بعض اس حکم کے ساتھ مخصوص تھے جو فقیر اور محتاج
تھے میل علیہ قولہ اھج الیہ تو اگر نفس قرابت ہی سبب ہوتی تو فقر و غیر فقر احتیاج
و عدم احتیاج کی کیا وجہ؟ بلکہ سب کو دیتے۔

۳۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا قول نقل کر کے امام بخاریؒ نے اس بات کو اور واضح بنا
نا بہت کر دیا ہے۔ اور فتح الملم جلد ۲ ص ۹۹ میں لکھا ہے۔

ھکذا روی عن عمر بن عبد العزیز یہی حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز سے روایت ہے
انھم بنو ہاشم خاصۃ و کنا قال اور اس طرح زید بن ارقم فرماتے ہیں اسی طرح ابن
زید بن ارقم و ابن ہبیرۃ فی الافصاح ہبیرہؓ نے اپنی کتاب الافصاح میں ذکر کیا ہے۔
الذی ملخصاً۔

علاوہ ازیں حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت جو مسلم جلد ۲ ص ۲۹۹ میں مذکور ہے۔
دلیل واضح ہے کہ بنو مطلب اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ اگرچہ کہنے والے یہ کہہ سکتے ہیں
کہ عدم ذکر عدم شمی کو مستلزم نہیں جیسا کہ اس میں آل الحارث کا ذکر نہیں لیکن دو سکر
حوالہ اور روشن دلائل سے یہ ثبوت بالکل دور ہو جاتا ہے جن میں سے بعض کا تذکرہ پہلے
ہو چکا ہے۔

پانچواں باب

ہم اپنے وعدہ کے مطابق اس باب میں روایات فقہیہ پیش کریں گے امید ہے کہ حضرات ان کو بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔

۱۔ مبسوط اہم سرخسی (ابو محمد بن احمد سرخسی المتوفی فی حدود سنہ ۳۸۰ھ) علیٰ رحمہ اللہ
المتوفی المتوفی ۴۵۲ھ جلد ۲ ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔

وذلك لو صرفها الى هاشمي او مولى	اور اسی طرح اگر زکوٰۃ دی بنو ہاشم کو یا ان کے
هاشمي وهو يعلم بحاله لا يجوز	ظاہروں کو تو جائز نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے
لقوله عليه السلام لا تحل الصدقة	فرمایا کہ صدقہ (مفروضہ) ثابت بالذلائل نہ
لمحمد ولا لاول محمد وعن	تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے
ابن عباس ان رسول الله صلى	جائز ہے نہ اہل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے
الله عليه وسلم استعمل ارقم	اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور نے ارقم
بن ابی ارقم على الصدقات	بن ابی ارقم کو صدقات پر عامل مقرر کیا اسنوں
فاستجيب ابا رافع فجاء معه	نے ابورافع کو کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو
فقال النبي صلى الله عليه	اسنوں نے جب حضور علیہ السلام سے پوچھا
وسلم يا ابا رافع ان الله كره	تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ابورافع اللہ تعالیٰ نے
لبني هاشم غسالة الناس	بنو ہاشم کے لیے لوگوں کی سیل کچیل نہیں جائز

وان مولی القوم من انفسهم و
هذا فی الواجبات الخ۔
کی اور غلام کسی قوم کا اسنی ہیں سے شمار ہوتا ہے
یہ معاملت صدقہ واجبہ میں ہے (نقلی جائز ہے)

۲۔ قدوری رشیخ ابوالحسن بن احمد بن محمد بن جعفر البغدادی المعروف بالقدوری
المتوفی ۴۱۸ھ) ۵۴ میں ہے۔

ولا یدفع الی بنی ہاشم وہم
العلی والعباس والجعفر وال
عقیل والحرث بن عبد المطلب
وموالیہم الخ
زکوٰۃ بنو ہاشم کو نہیں دی جاسکتی (ناجائز ہے)
اور وہ آل علیؑ اور آل عباسؑ اور آل جعفرؑ اور
اہل عقیلؑ اور آل حرثؑ ہیں اور ان کے غلام
کو بھی نہیں دی جاسکتی۔

۳۔ ہذیبہ جلد ۱ ص ۱۸۶ رشیخ علی بن ابی بکر بن الجلیل القرطبی المرغینانی شیخ الاسلام
برهان الدین المتوفی ۵۹۳ھ) میں ہے۔

لا تدفع الی بنی ہاشم لقولہ علیہ
السلام ان اللہ حرم علیکم غسالۃ
الناس الحدیث الی ان قال یخلف
التطوع الخ
زکوٰۃ بنو ہاشم کو جائز نہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام فوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی
میل پچیل تم پر حرم کر دی ہے بخلاف صدقہ
نقلی کے کہ وہ جائز ہے۔

۴۔ کنز الدقائق (آب البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی ۶۶۱ھ میں ہے)
ولا الی بنی ہاشم وموالیہم الخ
جائز نہیں کہ صدقہ بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کو دیا جائے۔

۵۔ شرح وقایہ جلد ۱ ص ۲۹۹ (لصدر الشریعہ عبد اللہ بن سعید المجوبی المتوفی ۶۶۸ھ
میں ہے۔

ولا الی بنی ہاشم وہم الی علیؑ الخ
بنو ہاشم کو زکوٰۃ جائز نہیں اور وہ اہل علیؑ ہیں الخ
۶۔ اور صاحب فہرست القدرہ در کمال الدین محمد بن ہمام عبد الواحد الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ
جلد ۱ ص ۱ ص ۱۴ میں فرماتے ہیں۔

قوله - ولا يدفع الى بنتي هاشم
هذا ظاهر الرواية وروى البوصمة
عن ابی حنیفة انه يجوز الخ الا ان قال
واللفظ المسدود فان لكوفي خمس
الخ هـ احدیث غریب
والمعروف ما فی المسلم جلد ۱ ص ۱۳۳
عن عبد المطلب بن وبیعة الحدیث
وهذا ما وعدت من النص علی
عدم حل اخذها للعامل الهاشمی الخ

زکوٰۃ کا بنو ہاشم کو نہ دینا یہ ظاہر روایت ہے
اور ابو بصیر نے امام ابو حنیفہ سے جو ان کی روایت بھی
نقل کی ہے۔ اور جو خمس الخسر والی روایت ہے
وہ غریب ہے۔ اور صحیح وہ حدیث ہے جو مسلم
میں عبد المطلب بن ربیعہ کے طریق سے مروی ہے
جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہی وہ حوالہ ہے
جس کا ہم نے پہلے دہکے کیا تھا کہ ہاشمی عامل
نہیں بن سکتا کیونکہ اس حدیث میں صراحت
سے مذکور ہے کہ ہاشمی عامل نہیں بن سکتا۔

۷۔ اور صاحب عنایتہ شرح ہدایہ علی فتح القدیر مصری جلد ۲ ص ۲۷۱ راجع الی الدین
محمد بن محمد بن محمد الباری المتوفی ۸۵۶ھ فرماتے ہیں۔

قوله ولا الخ بنتی ہاشم
اقول قال فی النہایۃ لا يجوز
التفعل للہاشمی مطلقا بالاجماع
وكذا يجوز للعتابی كذا فی
فتاوی العتابی۔ انتہی۔

نہایت میں دو ہدایہ کی شرح حاتم الدین حسین
المستغنی المتوفی ۱۱۱۷ھ یا ۱۱۱۸ھ نے لکھی ہے
لکھتے ہیں ان کا قول کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز
نہیں ہے کہ ہوں کہ نفلی صدقہ بنو ہاشم کے لیے
بالاجماع جائز ہے اور اسی طرح غنی کے لیے بھی بنتی۔

فائدہ: یہاں نفلی کو بالاجماع جائز کہا ہے۔ حالانکہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک نفلی
بھی جائز نہیں کما مر من المحلی فی موضع مگر توجیہ النظر ص ۱۳ میں لکھا ہے۔

وقال بعض الفقہاء ان مخالفة داود
الظاهری لا تعدج فی القواعد الجاع
علی المختار الذی علیہ اکثرون
بعض فقہائے کہتے ہیں کہ داود ظاہری کی مخالفت
اجماع میں خلل لگائے نہیں ہے یہی اکثر ائمہ اور محدثین
کا مختار و مرہب ہے (اسی طرح ابن حزم ظاہری)

والمحققون انتہی۔ اختلاف بھی قابل اتفاق نہیں،

- ۸۔ فتاویٰ خانہ المعروف بقاضی خاں برعلکیر مصری جلد ۲ ص ۲۴ و نو کشور جلد ۱ ص ۱۲ میں یہ عبارت دلا بھود المدفع الی بنی ہاشم و ہمدال علی و ملازمین
۹۔ فتاویٰ سر اجیہ نو کشور ص ۲۸ (سر اجدین اودنی فرغ من ترتیب الفتاویٰ ص ۵۶۹) میں بھی یہی عبارت مذکور ہے۔

- ۱۰۔ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد ۱ ص ۲۱ (وفات حضرت عالمگیر ص ۱۱۹) جو علماء ہند کی زمرہ جمعیت کے تقریباً پانچ سو افراد نے مرتب کیا ہے یہ بھی یہی عنوان ہے۔
۱۱۔ اور شرح تنویر جلد ۱ ص ۱۴ میں لکھا ہے۔

ولا یصرف الی بنی ہاشم اور زکوٰۃ نہیں دے سکتے بنو ہاشم کو مگر جس کی
الومن ابطال النص قرابت کو نص نے باطل کر دیا ہے اور وہ
بنو لہب فتح لمن اسلم کما ابواسب (دوغیرہ) کی اولاد ہے پس جو اس
تخل لبنی المطلب انتہی۔ کی اولاد سے سلطان ہوئے ان کے لئے زکوٰۃ جائز ہے
جیسا کہ بنو مطلب کے لیے جائز ہے۔

- ۱۲۔ در مختار جلد ۲ ص ۵۹ مجتہد فی العللۃ علاؤ الدین محمد بن علی الحنفی المتوفی ۸۸۸ھ میں مرقم ہے۔

وعامل یعد الساعی والعاشق اور عامل جو باہر سے وصول کر کے لائے اور چونگی
فیعطی ولو غنیاً لا ہاشمیاً الی میں بیچ کر حمل کرے و ذول کے بیچا ہے تو عامل
ان قال ومکاتباً لہا شمی الی۔ کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اگرچہ غنی ہو مگر ہاشمی کو جائز
نہیں اور اسی طرح ہاشمی کے مکاتب کو بھی جائز نہیں۔

فائدہ۔ مکاتب وہ شرعی غلام ہوتا ہے جس کو مالک یہ کہے کہ اتنی رقم مجھے لاکر دے
مجھے آزاد کر دوں گا۔ اس کے بعد جو رقم غلام کھائے وہ اسی کی ہوگی جب رقم ادا کر دی

تو آزاد ہو جائے گا۔ الا اذا عجز عن بدل المكتات فليراجع له كتب القوم۔

۱۳۔ روالحمہ المعروف بالشمی محتبائی جلد ۲ صفحہ ۵۹ والعلامہ ابن عابدین الشافعی

المتوفی ۲۵۲ھ وکذا فی احکام القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ میں ہے

فلا تحل للعامل المہاشمی تغذیہا زکوٰۃ سیدہ عامل کو جائز نہیں کیونکہ حضور کی

لقبایہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن قرابت کو منکر رکھنا منظور ہے (بحکم حدیث)

شبهة الوسعة وتحل للغنی لانه میں نہیں کی مشابہت بھی اور غنی کے لیے جائز

لا یوازی المہاشمی فی استحقاق ہے کیونکہ غنی ہاشمی کے درجہ شرافت کو نہیں

الکرامۃ فلا یعتبر الشبهة فی حقہ پہنچ سکتا اس کے حق میں شبہ کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(ذیل علی) علی ان منع العامل المہاشمی جیسے کہ ذیل میں ہے۔ اس کے علاوہ ہاشمی پر

من الاخذ صریح فی السنۃ بسطہ حرمت کو صریح حدیث سے ثابت ہے۔

فی الفتح۔ جس کی پوری شرح فتح القدیر میں ہے۔

امام عمر بن نجیم المصری المتوفی ۷۵۰ھ النہر الفائق میں اور علامہ حسام الدین السبکی

المتوفی ۸۵۰ھ النہر الفائق میں لکھتے ہیں۔ اگر حال ہاشمی کو صدقات پر مقرر کیا گیا اور

لو استعمل المہاشمی علی الصدقة اس کو ان صدقات کے علاوہ کسی دوسرے سال سے

فلجری له منها ذرق لا یبغی له لخذ اجرت دیدی گئی تو اس میں حرج نہیں ہو میر لکھا

ولو عمل و رزق من غیرہا فلا یاس ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاشمی کو اس کام

به قال فی البحر وهذا یفید صحتہ پر مقرر کرنا جائز ہے۔ اور ہاشمی غیر زکوٰۃ سے بطور

تولیتہ والت اخذہ منها اجرت لے سکتا ہے مگر مکروہ ہے حرام نہیں

مکروہ لأحرام الخ والمکروہ علامہ شافعی فرماتے ہیں کہ صاحب حجر کے

مکروہ تحذیرہ الخ۔ کلام میں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے

علامہ شامیؒ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ہاشمی کے لیے زکوٰۃ سے اجرت لینا بھی درست نہیں ہے۔

اور علامہ شامیؒ مکاتیب ہاشمی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

لَمْ يَنْهَ اَنَّا لَعَبْجَزَ لِمَتَّقِ الْهَاشِمِيِّ
الَّذِي صَاحِبًا يَدِ اَوْ رَقِبَةً فَمَكَاتِبَةٍ
الَّذِي بَلَقَى مَمْلُوكًا رَقِبَةً اَوْ لَوْ
مِنَ الْبَصَرِ عَنِ الْمَحِيْطِ قَالُوا لَا يَجُوزُ
لِمَكَاتِبِ الْهَاشِمِيِّ وَقَالَ الشَّامِيُّ فِي
الْمَدْلُوْنِ وَنَقَلَ عَنِ الْحَمَوِيِّ اَنَّهُ
يَشْتَرِطُ اَنْ لَا يَكُوْنَ هَاشِمِيًّا۔
اس لیے کہ جب ہاشمی کے آزاد کردہ غلام کو
دینا جائز نہیں جب کہ وہ مال و نفس کا مالک
بھی خود ہو گیا ہو۔ تو وہ مکاتیب جس کی گردن
مالک کے قبضہ میں باقی ہے بطریق اولیٰ اس پر
نابا جائز ہوگی۔ محیط سے بجز میں نقل کیا ہے کہ فقہاء
کہتے ہیں کہ زکوٰۃ ہاشمی کے مکاتیب کو جائز نہیں
تو مقرض کے لیے بھی یہ شرط ہے کہ وہ مدیون و
مقرض ہاشمی نہ ہو۔ مقرض ہاشمی کو زکوٰۃ دینا
درست نہیں ہے۔

اور در مختار جلد ۲ ص ۱۱۱ میں کہتے ہیں۔

وَلَا اِلَىٰ بَنِي هَاشِمٍ اِلَّا مِنَ الْبَطْلِ
النَّصِ قَرَابَتُهُ وَهَمَّ بَنُو لَهَبٍ قَتْلُ
بَنِي الْمُطَّلِبِ ثُمَّ ظَاهَرَ الْمَذْهَبُ
اَوْ بَنُو هَاشِمٍ مِنْ سِوَا اسِ كَزَكَوٰةِ دِيْنَا جَائِزٌ هُوَ
جِسْ كِ قَرَابَتِ اَزْدِ سَے حَدِيْثِ وَدَلِيْلِ بَاطِلِ
بِرْ حَلِیْ هُوَ۔ جِیسے ابوالسب ابی علامہ علیؒ نے ترمذی

خاتمہ: یہ شہم نے سنی دکر ٹوٹنے کے پس چونکہ انہوں نے سب سے پہلے روٹی توڑ کر سان میں ڈال کر
شریہ بنایا تھا اس لیے ان کو اشم کہنے لگے جامع الریز ص ۱۱۱ اور ص ۱۱۲ میں ہے کہ ان کا نام عمرو ہے۔
عمرو العلاء وشم الثریہ لقومہ۔ ورجال مكة مسنون عقبات، بلند قدر عمرو نے
قوم کے لیے شریہ بنایا اس حالت میں کہ مکہ والے قحط سالی کی وجہ سے پیتے دیتے تھے ۱۲۔

کہا ہے کہ بعض بزہم بعض کوڑے کر سکتے ہیں
درست و درست یہی بات ہے کہ مابین

اطلاق المنع وقول العیثی والہاشمی
یحوزہ دفع زکوٰۃ لمثلہ صوابہ
لا یجوز نہر

اور علامہ شامی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ حکم جو مطلق منع کا نقل کیا ہے اس سے سب
زمانوں کے متعلق ممانعت ثابت ہوئی۔ اور اسی
طرح اگر بعض ہاشمی بعض کوڑیں یا غیر ہاشمی ان کو
میں سب ناجائز ہے۔ اور ابو یوسف نے امام ابو یوسف
سے جواز نقل کیا ہے اپنے زمانہ میں کہ زکوٰۃ
کا عوض خمس النخس یا ٹیڑوں کو اب نہیں ملتا جب
نخس النخس نہیں ملتا تو اصل (یعنی زکوٰۃ) ان کو
ملے گی۔ کہ فی الحجر۔

اور نہر میں کھلتے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
بعض بزہم بعض کوڑے کر سکتے ہیں اور ایک
روایت امام عظیم سے بھی یہی ہے۔ علامہ عینیؒ
کا قول کہ بزہم بعض بعض کوڑے کر سکتے ہیں یہ
امام صاحب کا مذہب ہے امام ابو یوسفؒ ان
کے مخالف ہیں درست بات یہ ہے کہ جائز
نہیں امام عظیم کے نزدیک بھی اور یہ صحیح نہیں
نہیں کہ اس جواز کے قول کو امام صاحب
کے پہلے قول پر ترجیح دی جائے جس میں منع

قوله - اطلاق المنع یعنی سواد فی
ذلك كل الزمان وسواء فی
ذلك دفع بعضهم لبعض ودفع
غيرهم لهم وروی ابو عیث
عن الامام انه یجوز الدفع الى
بنی ہاشم فی زمانہ لان عوضها
وہر خمس النخس لعل یصل الیہم
لا ھمال الناس امر الغنائم وعلم
ایصالها الی مستحقہا واذ الیصل
العوض عاد الی المعوض کذا فی البدر
وقال فی نہر وجوز ابو یوسفؒ
دفع بعضهم الی بعض وهو رواية
عن الامام وقول العیثی والہاشمی
یحوزہ ان یدفع زکوٰۃ الی ہاشمی
مشلہ عند الی حنیفۃ وغلطا لابی
یوسف صوابہ لا یجوز ولا یصح حمله
على اختيار الروایة السابقة عن

الامام لمن تأمل الخواص صاحب النہر
 ووجهہ انہ لو اختار ثلاث الروایۃ ما
 صح قولہ خلافا لابی یوسف من انہ
 موافق لہما الخ کلام الشامی۔
 کیا ہے۔ اور صحیح بھی یہی ہے) عند المال۔
 شامی قولہ میں اس لیے کہ اگر امام غلام نے
 نزدیک جائز ہوتی تو خلافا لابی یوسف کا کیا معنی؟
 کیونکہ جب امام ابو یوسف کے نزدیک بھی جائز ہے
 اور امام صاحب کے نزدیک بھی جائز ہے تو خلافا لابی
 یوسف کا کیا معنی؟ ختم

فائدہ ہم نے علامہ شامی کی عبارت بالتفصیل اس لیے پیش کی ہے کہ بعض ناواقف
 دوست جیسا کہ میں نے سبب تالیف میں لکھا ہے، علامہ موصوف کی عبارت کا حوالہ
 دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک سادات کے لیے زکوٰۃ جائز ہے۔

جو بھی سلیم الطبع اور مضبوط مزاج ہے علامہ موصوف کی عبارت سے اندازہ لگا سکتا
 ہے کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ اور ان کی عبارت سے مندرجہ ذیل کے فوائد میں حاصل ہوئے۔
 ۱۔ علامہ حنفیؒ نے جو یہ روایت نقل کی ہے کہ بعض جزو مائتہ بعض کو زکوٰۃ دے سکے ہیں
 علامہ شامیؒ نے صوابہ لایحیون کہہ کر اس کو رد کر دیا ہے۔

۲۔ علامہ ابن عابدینؒ نے سب ازمنہ کی تعلیم کر کے اس روایت کی تردید کر دی
 جو ابو حمزہ سے وکان محتجفا فی ذالک الزمان، لیس کے الفاظ سے نقل کی جاتی ہے
 اور ساتھ ہی و سواہ فی ذالک دفع بعضهم لبعض کہہ کر ان مجتہدین کی تمام تر مجاہد
 تاویلات کی جڑ کاٹ دی ہے۔

۳۔ جو روایت امام صاحبؒ سے منقول تھی (گو یہ نقل خیر معتبر ہے) کہ امام صاحبؒ
 دفع بعضهم بعض کے قائل ہیں صوابہ لایحیون کہہ کر اس کا قلع قمع کر دیا ہے۔

۴۔ ہر ایک مسئلہ کے ساتھ غیر ہاتھی کی قید بڑھا کر بات اور پختہ کر دی ہے مثلاً
 مدین میں غیر ہاتھی۔ عامل میں غیر ہاتھی۔ مکاتیب میں غیر ہاتھی کی قید داسی لیے لگائی ہیں

کہ بات بالکل واضح ہو جائے۔

اب ان بالا تصدیقات کے سننے پڑھنے کے بعد بھی کوئی نصف مزاج یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ درمختار یا شامی میں نامی کے لیے کوکوۃ یا عامل بن کر کوکوۃ کی رقم سے اجرت لینا جائز لکھا ہے۔ ع۔ ہر محل و دانش بیاد گریست۔

۱۴۔ اور علامہ محمد عبدالرحمن الشافعی (الشافعی) ص ۱۴۵ میں لکھتے ہیں۔

واجبوا علی غریب الصدقة المفروضة
علی بنی ہاشم و ہر عن بنی ہاشم
العلی والعباس والجعفر والعلی
والاحمد بن عبد المطلب واختلوا
فی بنی عبد المطلب ففعلوا ما مالک و
الشافعی واحمد فی قولہ وجوزها
ابن حنیفۃ الخ

مسب علامہ رحمہ اللہ وفتنہ کا اس پر اتفاق ہے
کہ صدقہ مفروضہ بنو ہاشم پر حرام ہے اور وہ آل ہاشم و
آل عباس والجعفر والعلی والاحمد بن عبد المطلب
اس میں حضرت امیر کا اختلاف ہے کہ بنو مطلب بھی
اسی حکم میں شامل ہیں یا نہیں تو امام مالک اور اہل شافعی
اور امام احمد (فی روایت شریفہ) بنو مطلب پر بھی
حرام کا فتویٰ دیتے ہیں اور امام غزالی کا فتویٰ دیتے ہیں۔

۱۵۔ اور نیل الاوطار جلد ۱ ص ۱۵ میں ہے۔

ولآل النبی علیہ السلام فقال احمد
الحنیفۃ و ہوا المصحح عن الشافعیۃ و
الحنابلۃ و کثیر عن الزیدۃ انہا
تجوز لہم صدقۃ التطوع دون الفرض
قالوا لان المحرم علیہم انہا ہوا من
الناس وذلک ہوا الزکوۃ لا صدقۃ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہل پر صدقہ مفروضہ
کو حرام سمجھنے والے اکثر ائمہ و شوافع و حنابلہ اور
ہبت سے فرقہ زیدیہ کے علماء ہیں۔ اور دلیل
یہ ہے کہ یہ کچھ بچل مفروضہ صدقہ ہی ہے۔ نفلی
صدقہ بچل نہیں ہے۔ بچر میں لکھا ہے
کہ صدقہ تطوع (نفلی) کو مہر اور مہر پر قبضہ

سہ فائدہ فتح الملکم جلد ۱ ص ۱۵ میں امام مالک کا مسلک امام ابو حنیفہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

التطوع وقال في البصائر خصل صدقة
التطوع بالقياس على الهبة والهبة إلا

۱۶۔ اور شرح ہدایہ جلد ۲ ص ۱۸۹ میں وہی عبارت جو قاضی خاں وغیرہ سے پیش کی گئی
سے مجزوم ہے۔

۱۷۔ حجت اللہ باللہ مترجم جلد ۲ ص ۱۹۰ مع ترجمہ شمس الباقی جلد ۲ ص ۱۹۰

قوله انما هذه الصدقات
هي اوساخ الناس الا اقول
انما كانت هذه اوساخ
لانها تكفر الخطايا
وتدفع البلاء وتفتح فضاء
عن العبد الخ

یہ صدقات میں کچیل ہیں میں کہتا ہوں اس کچیل میں کہ
لوگوں کے گناہ دھو دیتے ہیں اور تکالیف دور کرتے ہیں
یعنی صدقات کی رشتہ بعض تکالیف دور ہوتی ہیں کہ
بعد فی الحدیث الصدقة تمنع متیة السوء
البرص الصفریہ ۵، اور یہ بدعت ثانیہ کے واقع
ہوتے ہیں بندے سے درویشان میں کچھ نہ کچھ میل
آگئی جو میری اہل کے لیے جائز نہیں

۱۸۔ البحر الرائق جلد ۲ مصری ص ۲۲۹ للعلامة زين العابدين ابن نجيم المصري مرسل مشاہد
وغیرہ المتوفی ۸۹۷ھ

قوله وبني هاشم اي لا يجوز
الدفع لهم لحديث البخاري نحن
اهل بيت لا تحمل لنا الصدقة
ولحديث الج دائد مولى القوم
من انفسهم وانا لا ناكل الصدقة
الى ان قال وقيد المصنف في
الكلابي تبعاً لما في الهداية و

بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں بخاری کی حدیث
میں مذکور ہے کہ ہم اہل بیت ہیں اور ہمارے لیے زکوٰۃ
جائز نہیں اور ابو داؤد کی روایت میں موجود ہے کہ غلام
قوم کا قوم ہی میں سے اس کا شمار ہو تب زکوٰۃ ہم
چونکہ صدقہ نہیں کھایا کرتے، لہذا ہم نے غلام
بھی نہیں کھایا کھاتے۔ اور مصنف نے کافی میں ہدیہ
اور شرح ہدایہ کی پیروی کرتے ہوئے پانچ بطون

شروحا بالعلی والعباس
 وجعفر وعقید و حارث و مشی
 علیہ الشارح الزیلعی والمحقق فی
 الفتح القدیر الخ ان قال ونص
 فی البدائع علی ان الکرخی فی
 سنی ہاشم عن خمس من سنی
 ہاشم فكان المذهب التقید
 لأن الثمام الکرخی ممن هو اعلو
 بمذهب اصحاب الخ ان قال
 وهذا فی الوجبات کالزکوة والنذر
 والعشر والكفارة واما التطوع و
 الوقت فيجوز الصرف اليهم الخ
 الخ ان قال واطلق المحکو فی
 سنی ہاشم ولم یقید
 بمن مان ولا بشخص للاشارة
 الخ رد رواية الخ عصمة من الامام
 انه يجوز الدفع الخ سنی ہاشم فی
 زمانه لأن عوضها وهو خمس
 الخمس لم یصل اليهم لذهال
 الناس امر الغنائم وايصالها
 الخ مستحبها واذ لم یصل اليهم

والعلی الخ بخش وال جعفر الخ الخ
 کی قید لگائی ہے اور اسی کو امام زین العابدین علیہ السلام نے
 اختیار کیا ہے اور بدائع میں نص ہے کہ یہاں
 علامہ کرخی و الزیلعی نے جو ہاشم کو پنج
 بزرگوں کے ساتھ متقدم کیا ہے (آل علی وغیرہ) تو
 مذہب دخی ایسی ہو گا کہ جو ہاشم کو ان پانچ حضرات
 کی اولاد سے متقدم کیا جائے ورنہ یہ کہ تمام جو
 ہاشم مراد ہوں) کیونکہ امام کرخی و احتاف کے
 مذہب کو خوب جانتے ہیں یہ حکم وجبات
 میں ہے مثلاً زکوٰۃ نذر عشر کھار اور غنمی
 صدقات اور وقف وغیرہ تو ان (یعنی
 سادات کو) دینا جائز ہے یہی احادیث
 کا بلکہ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے)
 اور ہاشم میں کسی زمانہ اور کسی شخص
 کی قید نہیں لگائی (بلکہ حکم کو مطلق چھوڑ دیا ہے)
 اس میں اشارہ ہے کہ جو روایت ابو نعیم
 نے امام اعظم سے جواز کی نقل کی ہے کہ اس زمانہ
 میں ہاشمیوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ کیونکہ جو
 ان کا حق تھا اس شخص (خمس کا پانچواں حصہ) جب
 ان کو نہیں پہنچا کیونکہ لوگوں نے غنیمت کو
 جہاد کے ترکہ کی بنا پر چھوڑ دیا ہے اور جب

العوض عادوا الى المعوض للمشاركة
 الى رد رواية بان الهاشمي يجوز له
 ان يدفع زكوة الى هاشمي
 مثله لان ظاهر الرواية المنع
 مطلقا وقيد بمولى الهاشمي
 لان مولى الفخري يجوز الدفع
 اليه انتهى كلام صاحب البحر الرائق ملقطاً
 كسب حاصل بھی ہو تو غیر حق کو دی جاتی ہے تو
 اس بند پر جب ان کو خمس خمس میں من کو زکوٰۃ
 دینی جائز ہوگی۔ یہ روایت مردود و رد قابل
 عمل ہے۔ اور نیز اس کا اطلاق میں شامل ہے کہ
 ہو روایت نقل کی جاتی ہے کہ بنو ہاشم بعض
 کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یہ بھی مردود ہے۔ اور بنو ہاشم
 کے غلام کی قید اس لیے لگائی ہے کہ غنی کے غلام کو
 زکوٰۃ دینا جائز ہے اور مولى و غلام ہاشمی کو دینا جائز
 نہیں ہے۔

ہمیں اس عبارت مذکورہ بالا سے چند اہم فوائد حاصل ہوتے۔

۱۔ یہ کہ صدقات پر بنی ہاشم کا مضمون کسی فقہی روایت یا قیاس ہی سے نہیں
 ثابت بلکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یہ دل علیہ قولہ للحديث البخاري
 والحديث الى داود (و غیر ما)

۲۔ بنو ہاشم سے سب نہیں مراد بلکہ بطون خمسہ (پانچ قبیلے) مراد ہیں یہ دل علیہ
 قولہ قییدہ المصنف الخ۔

۳۔ یہ حرمت صدقات مفروضہ میں ہے تطوع (غفلت) و وقت میں نہیں وقت
 میں بھی اختلاف ہے کما مر من افتد کمرہ یہ دل علیہ قولہ و اما التطوع الخ

۴۔ امام کسری حنفی جو کہ اعظم ہیں ہند و عرب الی حنیفہ وہ بنو ہاشم پر صدقات کو حرام قرار دیتے
 ہیں اور ان کو پانچ بطون سے مقید کرتے ہیں۔ یہ دل علیہ قولہ نص فی البدائع الخ

۵۔ جو روایت ابو عصمر نے امام ابو حنیفہ سے حجاز کی نقل کی ہے وہ مردود ہے
 اور قابل اخذ نہیں یہ دل علیہ قولہ لاشارة الى رد الخ۔

۶۔ نیز یہ روایت کہ بعض بزرگ شرم بعض کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مرد و سہیل
 علیہ قولہ بان الہاشمی یجوزہ الخ۔

۷۔ مولیٰ اٹھی کسیے بھی زکوٰۃ جائز نہیں۔ یہ دل علیہ قولہ وقید ہم مولى
 الہاشمی الخ۔

ان فوائد کو مستحضر رکھنا تاکہ ہمیں آگے کام آئیں گے دانستہ آید بکار۔
 فائدہ عظیمہ۔ البحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ میں ہے۔

حضرت عباسؓ اور عمارت حضور صلی اللہ تعالیٰ	عباسؓ و عمارت عثمانؓ للنسبی صلی
علیہ وسلم کے بیچ میں اور حضرت جعفرؓ اور عقیلؓ علی	اللہ علیہ وسلم و جعفر و عقیل
بن ابی طالبؓ کے بھائی ہیں (تو یہ حضور کے چچے زاد	اخوان لعلی بن ابی طالب و هو
بھائی ہوئے) ابو طالب کے چار بیٹے تھے طالب	راعی علیؓ ابن عمر النسبی صلی اللہ
اسی کے نام سے کنیت ابو طالبؓ اور محمّدؐ عرب	علیہ وسلم و کان لدی طالب
کی عادت تھی بڑے بیٹے کے نام سے کنیت	اربعة من الاولاد ولد طالب فہات
کہتے تھے وللتقاوی ایضا راجع لہ کتب	ولم یعقب و کان بینه و
الکفی) طالب کی اولاد تھی پھر دس سال	ببین عقیل عشر سنین و بین
کے بعد حضرت عقیلؓ اور ان کے بعد دس سال	عقیل و جعفر عشر سنین و بین
حضرت جعفرؓ اور ان کے بعد دس سال حضرت	جعفر و علی عشر سنین و اُمہم
علیؓ پیدا ہوئے (اور یہ سب صاحب اولاد تھے)	فاطمہ بنت اسد بن عبد
اور ان کی ماں فاطمہ بنت اسد بن عبد مناف	مناف کذا فی غایۃ البیان
تھی کتاب غایۃ البیان (للعلامة الامیر کاتب	و جہدۃ النسب الخ
الاتقانی المتوفی ۱۰۸۵ھ) اور کتاب جمہور النسب	

میں یوں ہی لکھا ہے۔

بھلا اللہ تعالیٰ و توفیقہ ہم نے چونکہ اس باب میں مسئلہ کے ہر پہلو پر مختصر مگر کارآمد بحث کرنی ہے لہذا ہم یہ بحث بھی مکمل کرتا چاہتے ہیں۔

۱۔ حافظ محب الطبری (رحمہ اللہ) عبد اللہ الملکی المتوفی ۶۹۲ھ اپنی مشہور کتاب فخر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ میں۔

۲۔ اور علامہ قسطلانی (رحمہ اللہ) محمد المصری المتوفی ۸۱۳ھ اپنی مشہور تصنیف منہاج اللدینیہ میں۔

۳۔ اور علامہ زرقانی جلد ۱ ص ۱۴۲ (محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المتوفی ۱۲۲۶ھ) شرح المصاب اللدینیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ (عربی عبارت ہم بوجہ طول نہیں پیش کرتے۔)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے علاوہ آپ کے بارہ چچے تھے ہم بشمولیت آپ کے والد ماجد کے سب کا اختصاراً تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ والد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کی شادی ہوئی تو ان کی عمر سترہ برس تک کچھ زیادہ تھی شام کو تجارت کے لیے گئے اور واپس آتے ہوئے مدینہ منورہ میں بیمار ہو کر انتقال کر گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ابھی ولادت نہیں ہوئی تھی راجح لہ الزرقانی جلد ۱ ص ۱۴۲ و طبقات ابن سعد وغیرہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ الخ تھا اور آپ کی نانی کا نام برہ بنت عبد العزیٰ تھا (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۱) اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دای کی نام فاطمہ بنت عمرو بن عامر تھا۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۱)

۲۔ حارث بن عبد المطلب، عبد المطلب کے سب بیٹوں میں چوتھے اور اپنے چچا عبد المطلب کی موجودگی میں قبل از ولادت اسلام انتقال کر گئے ان کی اولاد حضرت ابوسفیان (یہ حضرت ابوسفیان بن حرب نہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد ہیں۔

و نوافل و ریختہ وغیرہ و عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جو سب صحابی ہیں۔

۳۔ ابوطالب ان کا نام عید بناف ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ و والدہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عینی (ماں اور باپ دونوں کی طرف سے) بھائی ہیں نہ خود ایمان لائے نہ ان کے بڑے بیٹے طالب باقی ان کے تین بیٹے حضرت عقیلؓ حضرت جعفرؓ اور حضرت علیؓ اور ایک بیٹی حضرت ام کلثومؓ سب مسلمان ہوئے۔

بنیہ شرح ہدایۃ جلد ۱۱۱ (لہذا الدین محمود بن احمد العینی المحنفی شارح صحیح بخاری المتوفی ۷۵۵ھ) میں ہے۔

ذهب بعض الشيعة (الشيعة) الى
انه (ابو طالب) مات مسلماً والذي
صح في البخاري بخالفه انتي۔
بعض شیعہ (لوگ) کہتے ہیں کہ ابوطالب ہجو کر رہے
لیکن بخاری وغیرہ میں اس کے خلاف مذکور ہے
اور صحیح ہے (کہ کفر کی حالت میں مرنے)

بخاری کی جس حدیث کی طرف علامہ محقق نے اشارہ فرمایا ہے وہ جلد ۲ صفحہ ۶۷۵ میں ہیں

الفاظ مروی ہے۔

لما حضرت ابا طالب الوفاة
دخل عليه النبي صلى الله عليه
وسلم وعتد ابو جهل وعبد
بن ابي امية فقتل النبي صلى
الله عليه وسلم احمى قلب
لا اله الا الله اخرج لك بهاعة الله
فقتل ابو جهل وعبد الله بن ابي
امية يا ابا طالب اترغب عن
ملة عبد المطلب فقتل النبي

کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت ہوا تو
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس
تشریف لے گئے اور وہاں ابو جہل اور حضرت
عبد اللہ بن ابی امیہ (جو مشرک میں مسلمان ہوئے
ہیں) موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اے میرے چچے لا الہ
الا اللہ پڑھیں تاکہ میں تم سے یہ خدا تعالیٰ کے کلام
شفاعت کر سکوں ابو جہل و عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا
اے ابوطالب اب تم اپنے باپ عبد المطلب کے
مذہب سے ہٹنا چاہتے ہو جب مسلمان نہ ہوا۔ اور اسی

حالت میں فوت ہوگئی، لو حضور نے غویا کہ میں تمہارے لیے
استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کیا جائے دوسرے حضور
کی شفقت کی بنا پر تھا، تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی
بنی کو اور مومن کو کہ حق حاصل نہیں کرنا شروع کر کے لیے استغفار
دو قلم استغفار کریں، اگرچہ قریبی ہی ہوں نہ ہوں جبکہ ان کو
معلوم بھی ہو جائے کہ وہ کفر و شرک پر موت کی وجہ سے،
جہنمی میں (حضور نے پھر دعا کر لی بھی چھوڑ دی)

صلى الله عليه وسلم لو استغفرون
لك ما لم اعلم عنك فغفرت
ما كان للنجي والذين امنوا
ان يتغفروا للمشركين ولو
كانوا اولي قربي من بعد ما تبين
لهم انه اصحب الجحيم

اور جلد ۱۸۱ میں اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

کہ اسحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر بار بار یہ
کلمہ پیش کرتے رہے اور ابو بکر اور عبد اللہ بن ابی
ایمنہ بھی بات دہراتے رہے کہ تو اپنے باپ عبد المطلب
کی علت کو ترک کر کے ہے، یہاں تک کہ آخری بات
ابو طالب نے جو ان کلمہ کو دہرائی تو اس پر عبد المطلب کی اہمیت پر ہی
ہوں اور اس کو اور الالہ اللہ نہ ماننے سے انکار کر دیا۔

فلم يغفل رسول الله صلى الله
عليه وسلم ليعرضها عليه
ويعود ان بتلك المقالة حتى
قال ابو طالب آخر ما كلمهم
به هو على ملة عبد المطلب
والج ان يقول لا اله الا الله الحديث

یعنی یہی حدیث تبخیر بعض الفاظ و اسناد مضمون مسلم جلد ۱۸۱ میں مذکور ہے۔ اور

صحیح مسلم جلد ۱۸۱ میں یہ روایت بھی منقول ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ عرب کا عذاب بے غیور میں سے
ابو طالب کے ہر گاہ کہ ان کو کفر پر کہتے تھے جسے حضور کی بڑی بھڑک
کی، اس کے پاؤں پر لگا لگے، جوتے ہوں گے جس
کی وجہ سے وہ غم آگیا ہوگا۔ اعاذ باللہ منہ
ومن سائر انواع العذاب۔

ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال اهل النار
عذابا ابو طالب وهو متعل
بنعيلين يغلي منهما دملعة

ان صحیح روایات سے ان کا بحالست کھڑی وفات کرنا ثابت ہوتا ہے وفات
 سلمہ نہوت میں ہوئی تین دن کے بعد حضرت خدیجہ کی وفات ہوئی (راوی عبد الصمد
 بریلوی حضرات کے مفتی احمد یار خاں صاحب نور العرفان ص ۶۲۵ میں لکھتے ہیں کہ البوطا
 نے کی ایسی خدمتیں کی ہیں کہ سبحان اللہ مگر ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ جنتی نہ
 ہوئے خیال ہے کہ البوطا کے ایمان میں اہل السنۃ میں اختلاف ہے حق یہ ہے
 کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے اللہ

سیرت ابن ہشام مطبوعہ مصر ص ۱۲۱ میں ابن اسحق کی روایت ہے کہ مرتے وقت
 البوطا کے ہونٹ مل رہے تھے حضرت عباسؓ نے درجہ اس وقت تک کافر
 تھے (کا ان لگا کر آقا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم نے جس کلمہ کے لیے کہا تھا
 البوطا لب وہی کہہ رہے ہیں۔ اس روایت میں چند وجوہ سے کلام ہے۔
 ۱۔ یہ روایت تاریخ کی ہے حدیث کی نہیں اور صحیح مسلم و بخاری وغیرہ کے
 مقابل ہے تو ترجیح صحیحین کو ہوگی۔

۲۔ یہ روایت محمد بن اسحق سے ہے جس پر اس بحث کو ختم کئے ہم کلام کریں گے۔
 ۳۔ اس روایت کے سلسلے میں عباسؓ بن عبد اللہ بن محمدؓ گوئندہ راوی ہیں
 اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ صحابی ہیں مگر صحیح کا ایک راوی رہ گیا ہے تو یہ روایت
 منقطع ہوئی جو ہمور کے نزدیک حجت نہیں خصوصاً جب اس کے مقابل صحیح
 و صریح روایت ہو۔

فائدہ۔ بعض علماء کو یہ غلطی ہوئی کہ بخاری و مسلم کے اخیر کے راوی حضرت
 مسیبؓ ہیں جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور البوطا لب کی وفات کے وقت وہ
 موجود نہ تھے اس لیے علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ
 یہ روایت بھی مرسل ہے الخ اس سے وہ بخاری و مسلم کی روایت کی اہمیت کو کم

کہنا چاہتے ہیں، ہم نے اسی لیے علامہ علیؒ کی رہنمائی سے عبارت نقل کی تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شائد علامہ علیؒ بھی اس کے قائل ہیں۔ پہلے تو مرسل حضرات صحابہؓ جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ جیسا کہ را تقریب النواوی حکا میں علامہ نوویؒ لکھتے ہیں۔

امام مرسل الصحابة۔ وهو رواية
عالمہ بدرکہ او بحضوره عقول
عائشة اول ما بدت به رسول
الله صلى الله عليه وسلم
من الوحي الرؤيا الصالحة
فمذهب الشافعي والجمهور
انه يحق به۔ وقال الاستاذ
البواسطي في سفرناخي الشافعي
انه لا يحق به الا ان يقول
انه لا يروى الا عن الصحابي
والصواب الاول انتهى۔

حضرات صحابہ کرام مرسل یعنی روایت جو صحابی نقل
کرے اور اس وقت کہ آپؐ کی روایت کرتے ہوں یا یہ
یا اس وقت سلطان تو ہو گیا ہو مگر موجود تھا جیسا کہ
حضرت عائشہؓ و اہل اکبرہؓ اس وقت موجود بھی تھیں
یہ قسم نہرت میں پیدا ہوئیں فرماتی ہیں کہ اول جو آثار وحی
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ نازل ہوئے وہ سب ہی ہمیں
تھیں جو صحابہؓ قبل از بعثت دیکھتے تھے، اہل شافعی
اور جمہور اہل اسلام فرماتے ہیں کہ ایسا مرسل صحابی حجت
ہے، اہم ابو سنی، سفرناخی، شافعی، اللزب لکھتے ہیں
کہ جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ یہ صحابی
کسی تابعی وغیرہ سے روایت نہیں کرنا بلکہ صحابی
ہی سے روایت کرتے ہوئے تو ایسا مرسل حجت ہوگا

ورنہ حجت نہ ہوگا۔ اہل نووی فرماتے ہیں کہ جمہور
کا مذہب ہی صحیح ہے کہ مطلقاً مرسل صحابی حجت ہو سکتا ہے

اور نووی جلد ۲ ص ۲۸۴ میں فرماتے ہیں مرسل الصحابی حجت عند الجمهور۔ انتہی
۲۔ ایسی ہی عبارت کتاب القراءة للہیثمی (المتمنی ۵۵۶ھ) ص ۴۶ میں مذکور ہے
۳۔ تعلیق الحسن جلد ۲ ص ۴۶ میں حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عراقیؒ سے بھی بعینہا
یہی عبارت پیش کی ہے۔ اس کے علاوہ اگر دومنٹ کے لیے یہ بھی تسلیم

کر لیا جائے کہ یہ حدیث مرسل ہے تو جب کہ کوئی اور مرسل یا مر فوع روایت اس کی تائید میں آئے تو جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ راجح مقدمہ نووی ص ۱۰۰۔

اور اس کی مؤید حدیث مسلم جلد ۱ ص ۱۱۱ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ہیں انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چاہا جان کہ ابراہیمؑ کے پاس تیس سال قیامت کے دن گواہی دے گا کہ میں نے جو اب دیا کہ اگر مجھے قریش کے عداوت میں نہ ہو تو میں تیری آنکھیں پٹھائی کرتا (یعنی کھڑکتا) جو تجھے خوشی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے نبی آپ (ہدایت کا راستہ تو بتا سکتے ہیں) مگر میں آپ محبت کرتے ہیں اس کو چھوڑتا ہوں (ہدایت

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنہ قل لا الہ الا اللہ اشہد انک یوم القیمۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علی ذلک الجنع لا قدرت یہا عینک فانزل اللہ تعالیٰ انک لا تہدی من احببت ولكن اللہ یدہدی من یشاء

وہ دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے (آپ کا نہیں)

غنیۃ الطالبین ص ۱۱۱ میں ہے فال دعوة الیہ علیہ السلام والہدایۃ لیس الیہ لانہ علیہ السلام قال بعثت ہادیا و لیس الی من الہدایۃ شئ الا کہ دعوت الی الاسلام تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کام ہے۔ ہدایت دے دینا ان کا کام نہیں کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں ہدایت کا راستہ بتلا تو سکتا ہوں ہدایت دے نہیں سکتا۔ اس کے علاوہ بھی کئی صحیح احادیث اس مضمون کی موجود ہیں کہ البرطالاب کی وفات کفر پر مبنی (ملاحظہ ہو حاشیہ سیرت النبی از علامہ سید سلیمان ندوی ج ۱ ص ۲۳۳) طبع لاہور۔

گو حضرت ابو ہریرہؓ ہجرت کے بعد کشتہ کو مسلمان ہوئے اور البرطالاب کی وفات کے وقت موجود نہ تھے۔ لیکن جمہور کا مذہب جیسا کہ پہلے ہم نے پیش کیا ہے یہی

ہے کہ مرسل صحابی کا حجت ہے نیز ہم نے اس کو تائید کے لیے پیش کیا ہے۔

تذریب الراوی۔ للامام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) مصری ص ۲۸
وجہ التیسی ص ۱ و تعلیق الحسن جلد ۲ ص ۸ و ص ۲۸ للتحقق الزموی تلمیذ مولانا عجمی
المتوفی ۱۳۲۴ھ) و انکار السنن ص ۱۷۹ و ص ۱۳۱ و مقدمہ نووی ص ۱۶ و میزان الاعتدال
جلد ۱ ص ۱ و انکاد السنن مقدمہ اعلا السنن ص ۲۴ و اللفظ الآخر (لفظ انکاد السنن) میں
الضعیف یکفی للاعتبار وهذا ضعیف روایت سے تائید ہو سکتی ہے بلکہ
مجمع علیہ بین المحدثین إلہ محدثین کا اتفاق سکھتے۔

توجب ضعیف روایت سے تائید جائز (بلکہ محدثین کا اتفاق) ہے تو
یہ مذکورہ بالا صحیح روایت جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کیوں قابل تائید نہیں
ایک اعتراض اور اس کا مدلل جواب۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب یہ کہہ دیں کہ یہاں سلم کی روایت میں لعمہ
کا لفظ ہے جس کا معنی ہے کہ اپنے چچا کو کہا تو جب آپ کے ابوطالب کے بغیر بھی اور
بہت سے چچے تھے تو ہو سکتا ہے کہ کوئی اور مراد ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نووی جلد
ص ۱۹ اور فتح الملہم جلد ۱ ص ۱۹ میں ہے

فقد اجمع المفسرون علی انہا
نزلت فی ابی طالب وکذا نقل
اجماعہ علی هذا النزاج
(المتوفی ۱۳۱۱ھ) وغیرہ إلہ
سب اہل تفسیر کا اتفاق ہے کہ یہ آیت
راکب لائندی إلہ ابوطالب کے حق میں
مازل جوی اہم نزاج وغیرہ بھی اس اجتماع
کو نقل کیے ہیں۔

نیز مسلم جلد ۱ ص ۱۱ میں ہے۔

عن عبد اللہ بن المحارث قال سمعت
العباس یقول قلت یا رسول اللہ ان
حضرت عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے
اپنے چچا حضرت عباسؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں

ابطلاب كان يحوطك وينصرك
ويعضبك هل فعله ذلك
قال نعم وجدته في غمرات
من النار فلخرجته الى ضحاح
کرمیں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ حضرت ابوطالب کا کیا حال ہوگا وہ تو آپ
کی حفاظت کرتا تھا مگر آج آپ کے لیے لوگوں سے
جھگڑتا (ناراض ہوتا) رہا تو کیا اس کو نفع پہنچے
گا آپ نے فرمایا میں نے اس کو جہنم کی گہری آگ
میں پایا اور میں نے اس کو نکالا مگر وہی آگ کی طرقت
وہیں ملے اس کا کچھ تخفیف ہوئی البتہ میری نسبت

اس کا سبب بنی

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عباسؓ ان احسانات کے متعلق
سوال کرتے ہیں جو ابوطالبؓ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کئے اس سے معلوم
ہوا کہ وہ روایت جو محمد بن اسحقؒ نے (لبنہ) حضرت عباسؓ سے نقل کی ہے۔ وہ
صحیح نہیں کیونکہ جب حضرت عباسؓ نے ابوطالبؓ سے کلمہ توحید خود سنا تو حضرت
عباسؓ ضرور فرماتے یا رسول اللہ ابوطالبؓ نے تو وہ کلمہ (لا الہ الا اللہ من قال دخل الجنة)
پڑھا تھا۔ حضرت عباسؓ نے جب خود سنا تھا تو اس کو کیوں نہ پیش کیا جو ان سے سنا
کا ذکر فرماتے معلوم ہوا کہ ابن اسحقؒ کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ نیز حضرت ابن عباسؓ
سے جو مسلم ج ۱ ص ۱۵۱ اھون اھل السناد الحدیث پیش ہو چکی ہے۔ اس کی واضح دلیل
ہے کہ ابوطالبؓ کی وفات کفر پر ہوئی ہے۔

نیز حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ ابوطالبؓ کی وفات ہوئی
تو میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا کہ آپ کا چچا گمراہ وفات

پاچکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر دفن کرو مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

ابو داؤد وحید اصلاً ان عمك الشيخ الضال قد مات قال اذهب فنوار
اباكَ الخ ترجمہ گزر چکا ہے۔

۲۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۱۹۔ ۳۔ طبقات ابن سعد المتوفی ۲۳۰ھ جلد ۱ ص ۹۷

قسم اول۔ ۴۔ بیہقی جلد ۲ ص ۳۹۸۔ ۵۔ نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۸۱۔ ۶۔ الدرر الیہ ص ۱۳۵

۷۔ مسند احمد جلد ۱ ص ۹۷۔ ۸۔ ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۳۲۔ ۹۔ وفتح الملم جلد ۱ ص ۱۹۷
کہ آپ کا چچا بڑھا گمراہ مر چکا ہے حضور نے فرمایا جا کر چھپا دو (یعنی دفن کر دو)

اور شرح منہب جلد ۵ ص ۲۵۸ اور بیہقی جلد ۲ ص ۳۰۵ میں روایت ہے حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے میانجی تک کہ یہ آیت (ما کان للشیء
والذین آمنوا) نازل ہوئی۔

ابو داؤد و طیالسی (المتوفی ۲۴۳ھ) ص ۱۹ اور منفی الاخبار لابن جبار و

(المتوفی ۲۵۲ھ) ص ۲۶۹ اور نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۸۲ میں ہے فقلت انہ مات

مشروعاً فقال اذهب فنوار کہ وہ مشرک مر گیا ہے آپ نے فرمایا کہ جا کر دفن کر دو۔ اس
کو امام شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۸۲ حضرت امام شافعی
کی یہ روایت کتاب اللہ ص ۱۵۱ ج ۲ اور سند شافعی ص ۱۲۵ میں مذکور ہے۔

ہم نے اصولی طور پر چند اشارے کرتے ہیں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔

فائدہ۔ سید احمد بن سید زبیری ہلالان نے اسنی المطالب فی سجات ابی طالب کے
نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اس قسم کی ضعیف اور موضوع مدیش پیش
کی ہیں ہم نے اصولی طور پر ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ یہاں ہم حافظ الدنیا ابن
حجر عسقلانی کی ایک مختصر مگر جامع اور نفع عبارت پیش کرتے ہیں۔

بحوالہ فتح للہم جلد ۱ ص ۱۹۷ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رسالہ

قال الحافظ بن حجر وقت علي بن
جمعه بعض اصل الرخص اكثر
فيه من الاحاديث الواهية الغاللة
علي اسلام الي طالب ولا يثبت
من ذلك شئ وقد لخصت
منه في ترجمة الي طالب من كتاب

ديکھا ہے کہ جس کو ایک رافضی نے جمع کیا ہے
اور اس میں کمزور ضعیف اور وہیات ہوائیں
ابو طالب کے اسلام پر نقل کی ہیں اور ان میں سے
ایک چیز مدیث، بھی ثابت نہیں جیسا کہ
میں نے اپنی کتاب الاصابة فی تذکرۃ الصالحین
میں ان کا خلاصہ درج کر دیا ہے۔

الاصابة الخ

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ محمد بن اسحق کا کچھ معمولی سا تعارف کرائیں گے کہ کتب
اسماء الرجال میں اس پر بہت بسط سے کلام کیا گیا ہے ہم یہاں چند حوالے پیش
کر دیتے ہیں تاکہ وہ بصیرت کا ذریعہ ہو جائیں یہاں دو بحثیں ہیں۔ اول محمد بن اسحق کا
حضرات محدثین کے نزدیک کیا درجہ ہے؟ ثانی ارباب تاریخ کے ہاں ان کا
کیا درجہ ہے؟

بحث اول :- حضرات محدثین کے نزدیک محمد بن اسحق بن یسار (المتوفی ۱۵۸ھ)
کا درجہ یہ ہے جو مندرجہ ذیل درج ہے۔ توجیہ النظر ص ۲۹۔

۱۔ قال ابو زرعة ابن اسحق ليس
يمكن ان يلقب له بشئ الخ
حدث ابو زرعة راضی فرماتے ہیں کہ ممکن نہیں
کہ محمد بن اسحق کے لیے کسی چیز کا فیصلہ کیا جائے۔
(یعنی ضعیف ہے اور ناقابل احتجاج)

۲۔ الجوهر النقي للعلامة الماروني (المتوفی ۴۹۹ھ) جلد ۱ ص ۱۵۵ میں ہے۔
الکلام فی ابن اسحق مشہور۔ کہ محمد بن اسحق کے بارے میں حضرات محدثین
کے نزدیک کلام مشہور ہے۔

۳۔ فی سنن الکبریٰ للبیہقی فی باب تحریر قتل مالہ روج میں ہے۔

وہذا فی جلد ۱۲۱ الحفظ علیہ وسلم
ما ینفذ بہ ابن اسحق الخ
حنبل رحمہ اللہ جس روایت کو تینا محمد بن اسحق
پیش کرے اس سے بچتے (اور اعتنا کرتے) ہیں۔

۴۔ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی جلد ۱ ص ۱۶۳ میں ہے۔

حدیثہ سیئل عن درجۃ الصلۃ الخ
ابن ابی نعیم کی روایت جھوٹ ہے۔

۵۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۱۶۴ میں ہے۔

قال الدارقطنی لا یحتج بہ الخ
امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحق قابل تصدیق نہیں۔

۶۔ الدراریۃ لابن حجر ص ۱۹۳ میں ہے۔

ابن اسحق لا یحتج بہ ما انفذ بہ
ابن اسحق حجب احکم میں سے کوئی حکم پیش

من الاحکام فضلاً عما اذا انفذہ
کرے تو وہ قابل احتجاج نہیں ہے جیسا کہ جب

من ہوا ثبت منہ۔ انتہی۔
اس سے زیادہ ثقہ اس کے مخالف ہوں۔

۷۔ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۹۰ للہندی (المتوفی ۶۵۶ھ) وفتح الملیح

ص ۱۴۰ للسخاوی (المتوفی ۹۰۲ھ) تلمیذ حافظ ابن حجر میں ہے۔

قال احمد ابن اسحق رجل یتکتب
امام احمد فرماتے ہیں کہ ابن اسحق سے تاریخ کی باتیں

عنہ المعاذی واذا جملہ الحلال
تو کبھی جاسختی ہیں لیکن جب حلال و حرام کا مسئلہ ہو تو

والحرام اردنا قوماً ہکذا الخ
ہم ایسی قوم کے طالب ہوں گے اور ہاتھ کی انگلیاں

قبض کریں (جو ہاتھ کی انگلیوں کی طرح مشہور ظاہر

بابہ اندھ و مضبوط ہوں۔

۸۔ کتاب الصنعاء ص ۵۵ للنسائی میں ہے محمد بن اسحاق لیس بالقوی

محمد بن اسحق قوی نہیں ہے

۹۔ تاریخ خطیب بغدادی (المتوفی ۴۶۳ھ) جلد ۱ ص ۲۲۶ میں ہے۔

قال محمد بن احمد عبد اللہ
محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زبیر (محدث مشہور)

بن نمیر محمد بن اسحق بیرونی
عن المجہولین بواطیل الخ
فرماتے ہیں کہ ابن اسحق مجہول راویوں سے بالکل
درستی میں پیش کرتا ہے۔

۱۰۔ میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۲۴ میں ہے۔
وما انفرد به ففیه نکتۃ الخ
جس روایت کو تینا محمد بن اسحق پیش کرتے تو اس میں
نکتہ ہوتا ہے۔

۱۱۔ زاد المعاد جلد ۱ ص ۱۴۱ حافظ ابن القیم (رحمۃ اللہ علیہ) امام احمد بن حنبل کے حوالہ
سے لکھتے ہیں۔

قال احمد هذا حديث منكرو
وقعی ابن اسحق۔
یہ روایت منکر ہے از ابن اسحق کو ضعیف اور
واہی قرار دیا۔

۱۲۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔
قال مالک ابن اسحق دجال من
الدجالۃ الخ
امام مالک فرماتے ہیں کہ ابن اسحق دجال ہے
دجالوں میں سے۔

۱۳۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۱۱ میں ہے۔

قال سلیمان الیغنی کذاب و
قال هشام بن عروہ کذاب وکان
یحییٰ بن سعید ومالك یحرفان
ابن اسحق وقال مالک دجال من
الدجالۃ وقال یحیی بن سعید
نالعطان اشهد ان محمد بن اسحق
کذاب وقال یحیی بن معین
لیس بذاك الخ۔
سلیمان الیغنی فرماتے ہیں کہ ابن اسحق کذاب
ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحق کذاب
ہے یحییٰ بن سعید امام مالک و بہت گمراہ
کرتے تھے۔ ابن اسحق کو امام مالک کہتے ہیں کہ
ابن اسحق دجال ہے دجالوں میں سے یحییٰ بن
سعید القطان فرماتے ہیں کہ میں شامت میں
ہوں کہ محمد بن اسحق کذاب ہے یحییٰ بن معین کہتے
ہیں کہ ابن اسحاق کسی قابل نہیں۔

فائدہ: میزان الاعتدال جلد ۳ میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

واردی عبارات التبیح دجال جرح کی عبارتوں میں سبک زیادہ ردی عبارت
کذاب الخ کذاب دجال کی ہے یعنی وہ روایت جس میں
کذاب دجال روی ہو تو وہ گری ہوئی اور مردود قرار
سمجھی جاتے گی

ہم نے یہ چند حوالے نقل کئے ہیں درند چالیس سے زائد اور ہر ایک پاس موجود ہیں
بعضی لاعلم و ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے اس قول سے رجوع کیا تھا۔ مگر
کتب اسماء الرجال میں ایک بھی صریح و صحیح حوالہ مذکور نہیں کہ امام مالکؒ نے رجوع
کیا ہو۔ بعض نے یہ تو کہہ دیا کہ ممکن ہے کہ امام مالکؒ نے رجوع کیا ہو۔ بعض نے یہ تو کہہ دیا
کہ امام مالکؒ چونکہ ابن اسحاقؒ کے پاس بیٹھے نہیں اور اس کو جانتے نہیں تھے
اس لیے یہ کہا ہے مگر یہ کسی نے بھی کتب اسماء الرجال میں نہیں لکھا کہ امام مالکؒ
نے رجوع کیا ہے۔ اچھا ہم ایک منٹ کے لیے مان بھی لیں کہ امام مالکؒ نے رجوع
کر کیا ہے لیکن یہ مان بھی کتنے ہیں کہ وہ کذاب ہے ہشلم بن عروہؒ کہتے ہیں کہ کذاب ہے
اور یحییٰ بن حیدر القطانؒ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے اسی طرح
جو پہلے حوالے پیش کئے گئے انہوں نے رجوع نہیں کیا یا اگر کیا ہے تو بتلایا
جائے وَاللّٰہُ الْمَنُّ وَشُّ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ۔ بعض لوگوں نے ابن اسحاقؒ
کی روایات کو قبول بھی کیا ہے اور بعض نے مثلاً مولانا عبدالحی لکھنویؒ وغیرہ نے کچھ
اعتماد اس پر بظاہر کیا ہے مگر کتب اسماء الرجال کے مقابلہ میں ان کی بات قابل
قبول نہیں ہم اس پر زیادہ کلام نہیں کرتے اختصاراً عرض کرتے ہیں مقدمہ ذیل میں ص ۴۹
میں ہے۔

مولانا عبدالحیؒ لہ آواز شاذۃ حضرت مولانا عبدالحیؒ کی بعض شاذ آراء ہیں

تقبل فی المذہب واستسلامہ
لکتاب التجرید من غیر ان یتعرف
داخلہا لا یکون مردنیاً عند
من یصرف ما ہذا لک انتہی۔
جزء سبب (معنی) میں غیر مقبول ہیں اور کتب
جرح و تعدیل میں ان کا کسی طرف مائل ہو جانا
بغیر ان کے مقامات کی تحقیق کے ارباب فن
کے ہاں ناقابل قبول ہے (محصلاً)

قول فیصل یہ ہے کہ محمد بن اسحق کی ایسی روایت جو احکام اور حلال و حرام کی نہ ہو۔
اور کوئی اہم بات بھی نہ ہو۔ قرآن و حدیث صحیح سے متعارض بھی نہ ہو۔ اور اس کی سند
میں مجہول و مدلس راوی بھی نہ ہو اور تنہا محمد بن اسحق نہ ہو بلکہ اس کا کوئی متابع اور شاہد بھی
ہو۔ تو اس کی روایت تسلیم کر لی جائے گی مثلاً فضائل وغیرہ میں اس کی روایت مان
لی جائے گی لیکن جب صحیح حدیث کے مقابل ہو تو ناقابل قبول ہے مثلاً جس
مسئلہ کی وضاحت ہم نے کی کہ بخاری و مسلم وغیرہ میں البوطالب کا بحالت کفر زنا مروی
ہے اور محمد بن اسحق کی روایت میں مسلمان ہونا ثابت ہو تب رجو کہ سیرت ابن شام
میں منقول ہے، تو اول اس روایت میں ایک راوی مجہول ہے پھر صحیح سے متعارض بھی
ہے تو محمد بن اسحق کی روایت تسلیم نہ ہوگی محمد بن اسحق کے متعلق یہی محقق نے لکھا ہے و
ہذا هو الحق وللتفصیل موضع اخر۔

بحث ثانی محمد بن اسحق کا درجہ تاریخ میں۔ بعض علماء نے تاریخ میں ان کو امام
کیا ہے۔

۱۔ البیہقی والنسائی لابن کثیر جلد ۴ ص ۱۱ میں ہے۔

محمد بن اسحق امام فی المعانی الخ کہ محمد بن اسحق تاریخ میں امام ہے۔

۲۔ قانون الموضعات ص ۲۸۵ میں ہے اس کے قابل احتجاج ہونے میں اختلاف

مختلف فی الاحتجاج بہ والجمہور علی قبولہ فی السیر الخ۔
ہے لیکن جمہور سیرت میں اس کی بات
کو مانتے ہیں۔

اس قسم کے اور بھی بہت سے اقوال ہیں مگر خوف طوالت کی وجہ سے ہم پیش کرنے سے قاصر ہیں حق بات اس بحث میں بھی یہ ہے کہ مطلقاً تاریخ نہیں ان کی بات جھٹ ہو ایسا نہیں بلکہ ان اشیاء میں جھٹ ہے جو شاذ نہ ہوں اور اہل کتاب سے نہ لی گئی ہوں وغیرہ ذلک من الامشیاء القادحة
۱۔ تذکرۃ الموضوعات میں ہے۔

قال احمد ثلاث کتب ليس لها
اصول المفادى والملاحم والتفتير
فمن اشهرها (كتب المغازى)
مغازى محمد بن اسحق وغان
ياخذ من اهل الكتاب الخ۔
ام احمد فرماتے ہیں کہ تین قسم کی کتابیں ہیں جو
اکثر بے اصل ہوتی ہیں۔ تاریخ جنگوں کے
واقعات اور تفسیر ان مشہور بے اصولی کتابوں
میں کتاب محمد بن اسحق کی بھی ہے۔ اور یہ اہل کتاب
(یہودی اور نصاریٰ) روایت کر لیا کرتا تھا۔

۲۔ میزان الاعمال جلد ۳ ص ۲۱ میں ہے۔

قال ابن معين قد حشاني
السيرة من الامشياء المنكرة والاشعار
المكذوبة انتهى۔
امام ابن معین فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی
سیرت کو منکر اور عجیبی روایات اور اشعار
سے چڑھایا ہوا ہے۔

۳۔ موضوعات کبیر ص ۱۱۱ طاعلی القاری (المتوفی ۱۱۱۸ھ) میں ہے۔

كان ابن اسحق ياخذ من اهل الكتاب
محمدا بن اسحق اهل کتاب روایت کر لیا کرتا تھا۔
۴۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۱۶۴ میں ہے۔

والذي تقدر العمل ان ابن اسحق
اليه المرجع في المغازى والايام
المنبوية مع انه لينتد يا شياء الخ
جواب قابل عمل ہے وہ یہ ہے کہ مغازی اور عصر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوات میں ابن اسحق کی
بات مانی جلتی مگر وہ بعض چیزیں شاذ
بھی پیش کرتا ہے۔

قول فیصل تاریخ میں بھی یہی ہے کہ اس کی وہ باتیں قابل تسلیم ہیں جو بالذلیل (نقلیہ و عقلیہ) ثابت ہو جائیں کہ اُس نے وہ اہل کتاب کے نہیں روایت کیں اور کوئی روایت شاذ بھی نہ ہو۔ وہو الحق۔

۴۔ آپ کے چوتھے و چھ ذہیر تھے۔ انہوں نے بھی اسلام کا زمانہ نہیں پایا، اُن کی مذکور اولاد میں سے زہیر اور صاحبزادوں میں ضباطہ و صفیہ و ام المومنین و ام المومنین نے۔

۵۔ ابولسب (نام عبدالعزیٰ ہے) ان کے دو بیٹے تھے اور معتب مسلمان ہوئے۔ طبقات ابن سعد میں تصریح کی کہ ابولسب کا لقب عبدالطلب ہے دیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ ابولسب نہایت حسین و جمیل تھا۔ اور عرب میں گئے چہرے کو مشعل آتش کہتے ہیں فارسی میں بھی آتشیں رخسار کہتے ہیں۔ ۶۔ غیداق نام صعب ہے۔ ۷۔ مقوم۔ حضرت حمزہؓ کے عینی بھائی تھے۔ ۸۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الشہداء المتوفی شہید اسلام۔ ۹۔ ضرار۔ اسلام کا زمانہ نہیں پایا، حضرت عیسیٰؑ کے عینی بھائی ہیں۔ ۱۰۔ حضرت یحیٰیؑ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ۱۱۔ جلیل نام مغیرہ ہے۔ ۱۲۔ قثم بچپن میں فوت ہوئے۔ ۱۳۔ عبد اللعبد بچپن میں وفات ہوئی۔ عبد اللہ کے عینی بھائی ہیں۔ ۱۴۔ اوجیر السیر مراد ہے میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صرف نو چچوں کا ذکر ہے۔ ۱۵۔ مارث، الزبیر، جلیل، ضرار، مقوم، ابولسب، ابوطالب حضرت حمزہؓ اور حضرت عیسیٰؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کھاسبہ کے سب سے چھوٹے حضرت عیسیٰؑ تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے صرف ان کا ذکر کیا ہے جو جوان ہوئے اور اُن کا تذکرہ نہیں کیا جو بچپن میں فوت ہو گئے تھے اور بعض ناموں میں بھی کچھ فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فائدہ۔ عبدالطلب کی مختلف بیویوں سے یہ اولاد تھی
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھ بھوپھیاں تھیں۔ حضرت صفیہؓ۔

عائکہ، برصاریا، ام حکیم، اسمیتہ، یاعیمتہ، برقا، یابریہ، اردوی (کذا فی سیمۃ النبی الجلیل
 ولوجز السید ص ۵۵) ملا امام الی الحسین، محمد بن الفاروق المتوفی ۲۹۵ھ
 وزاوا المعاد جلد ۱ ص ۱۲۱) ہم نے بہت سادہ ویکٹر صفحہ مسائل اور تاریخ میں صرف
 کر دیا ہے۔ مگر کیا کرتے طلبہ کرام کے افادہ کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا ہے اب ہم
 اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

رجع الحدیث

۱۹۔ مرقا الفلاح اور الطحاوی شرح نور الایضاح مطبوعہ مصر ص ۴۲ میں وہی
 عبارت ہے، جو البحر الرائق سے ہم نے پیش کی ہے اور حضرت مولانا الحافظ المحامی
 استادی و استاد علماء السند محمد اعزاز علی صاحب نے نور الایضاح کے عربی حاشیہ
 ص ۱۵ میں یہ عبارت مذکورہ از البحر الرائق نقل کی ہے اور اسی کے قریب عمدة الرعاۃ
 جلد ۱ ص ۲۹۹ میں مولانا عبدالحی تحریر فرماتے ہیں۔

۲۰۔ فتاویٰ برہنہ جلد ۲ نوکشتہ ص ۵

وہ باو لا علی وزعکبش وجہر وحقیل
 کہ حضرت علیؓ و عباسؓ و جعفرؓ و عقیلؓ اور عمار بن عبدالمطلبؓ
 عادت بن عبدالمطلب و زہلولی ایشان
 کی اولاد میں کسی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور نہ
 ان کے غلاموں کو۔

۲۱۔ مالاہ ص ۲۹ قاضی ثنار اللہ صاحب پانی پتی (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

بنی ہاشم ووالی آزاذہ مگر صدقہ فضل و
 بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کو زکوٰۃ دینی جائز
 اول صدقہ فضل بنی ہاشم یا وہ کہ زکوٰۃ بر
 نہیں ان کو پہلے نقلی صدقات دینے جائیں
 ایشان حلیم است۔
 کیونکہ زکوٰۃ ان پر حلیم ہے۔

۲۲۔ ام غزالی محمد بن محمد غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) اپنی کتاب کیسیلے سعادت میں

جس کا اور ترجمہ بنام کسیر ہدایت شائع ہو چکا ہے فرماتے ہیں

اسی سبب کہ زکوٰۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے۔ اور زکوٰۃ اس پانی کی مانند ہے جس سے نجاست دھوئی جاتی ہے اسی وجہ سے زکوٰۃ اور صدقہ کا مال چنگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و ظلم اور آپ کی اہل پر حرام ہے۔

۲۳۔ بہشتی زیور حصہ سوم ص ۲۷ میں مولانا تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباسؓ یا حضرت جعفرؓ یا حضرت عقیلؓ یا حارث بن عبد المطلب کی اولاد ہو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثلاً عشر اور صدقۃ الفطر نذر اور کفارہ دینے جائز نہیں۔

۲۴۔ تعلیم الاسلام حصہ چہارم ص ۸۵ میں ہے سید اور بنو ہاشم کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
۲۵۔ حقوق اور فرائض اسلام ص ۸۲ میں ہے اسی طرح بنو ہاشم کے تین خاندانوں اہل علیؓ اہل عباسؓ اور اہل حارث و غیرہ کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ (دوسرے دلائل سے اہل جعفرؓ اور اہل عقیلؓ کا بھی یہی حکم ثابت ہے)

۲۶۔ المصلح العقیدۃ والنفعیہ جلد ۱۱ میں ہے صدقات لوگوں کے مال کی میل ہے کہ نہ محمد کے لیے حلال ہے نہ اہل محمد کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔
۲۷۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۱۲ھ لکھتے ہیں کہ سید کو زکوٰۃ دینی درست نہیں۔

۲۸۔ رحمتہ للعالمین جلد ۲ ص ۲۳۲ بھی یہی مضمون موجود ہے۔

۲۹۔ رسائل ارکان العربیہ مولانا کریم بخش صاحب ص ۳۲ میں ہے۔ صحیح اور معتبر یہی ہے کہ بنی ہاشم اور اولاد علیؓ و عباسؓ و جعفرؓ و عقیلؓ و حارث کو زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ دینا درست نہیں۔

۳۰۔ براہین قاطعہ ص ۸۱ میں ہے کہ زکوٰۃ بنی ہاشم کو جائز نہیں کیونکہ اس کا انکس ہے (محصلہ)

۳۱۔ امداد القادری المعروف بفتاویٰ اشرفیہ جلد اول میں ہے۔

سوال :- سیدوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا درست نہیں خواہ حیثیت والا بھی بنی ہاشم ہو یا کوئی اور ہو۔

لَقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام لَا يَبِي رَافِعٌ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنَ الْفُسْهُمِ وَانَا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ اَوْدَعَهُ فِي التَّيْسِيرِ عَنِ ابْنِ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَاللَّفْظُ لَهَا وَالشَّامِيُّ وَفِي الْمَهْدِيَةِ وَلَا تَدْفَعُ اِلَى بَنِي هَاشِمٍ لَّا قُلْتُ وَلَا تَحْتَبِرُ يَمَّا يَذْكُرُ مَنْ جَوَازِهَا لَهُمْ لَسَقُوطُ عَوْضِهَا وَهُوَ الْخُمْسُ لَئِنْ قِيَاسٌ فِي مَقَابِلَةِ النَّصِ ثُمَّ هَذَا الْقِيَاسُ لِنَفْسِهِ لَا يَتِمُّ لَئِنْ عَلَيْهِ السَّلَامُ ظَلَّ حُرْمَتَهَا بِكَوْنِهَا اَوْ سَاخِ النَّاسِ لَمْ يَتَعَوَّضْ الْخُمْسُ هُنَا وَانَّمَا هِيَ حِكْمَةٌ مُسْتَقَلَّةٌ فِي مَشْرُوعِيَّةِ حُكْمِ الْخُمْسِ فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ لَمْ يَلْزَمْ مِنْ اَرْتِفَاعِ الْخُمْسِ اَرْتِفَاعُ حُرْمَةِ الزَّكَاةِ -

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو رافعؓ سے فرمایا کہ قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے اور جلتے لیے صدقہ حلال نہیں اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور نہیں اعتبار اس قول کا جو کہ جو صدقہ بنو ہاشم پیش کیا کرتے ہیں کہ جب ان کو خمس نہیں دیا تو زکوٰۃ جائز ہوگی یہ قول اس لیے بھی غیر معتبر ہے کہ نص صریح کے مقابل میں یہ قیاس ہے جو غیر متبرول ہو گا (نص) و یحل ان الصدقة او كما قال، پھر یہ قیاس بھی نام نہیں کیونکہ آپ نے علت اوسلح الناس بتلائی ہے۔ خمس الخس علت نہیں قرردی رافع خمس کا مشروع ہونا تو وہ ایک مستقل حکم ہے علت نہیں جب یہ علت نہ ہوگی خمس کے نہ ہونے سے علت زکوٰۃ نہیں آسکتی۔ زکوٰۃ علت اوسلح الناس ہے جواب بھی باقی، اور خدمت سادات کی ہدایا و صدقات ناقطہ سے ممکن ہے اور وہ ان کے لیے حلال۔ الخ

۳۲۔ علامہ عبدالحی لکھنوی (المتوفی ۱۳۴۴ھ) کے مجموعہ فتاویٰ علیہ السلام جلد ۱ ص ۳۸۱ میں

ہے۔ عیون المذہب میں ہے کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا بالاجماع درست نہیں۔ اور ایسا ہی
برہان شرح مواہب الرحمن سے نقل کیا ہے۔ اور قریباً قریباً یہی عبارت شرح طبری البحر
سے نقل کی ہے اور النہر اللغات سے بھی یہی نقل کی ہے آگے مولانا بحر العلوم کی کتاب رسائل
الارکان سے عبارت نقل کی ہے کہ جو روایت ابو نعیم نے اہم ابو نعیم سے جواز کی نقل کی
ہے مخالفت، روایات صحیح کے۔

وهذا كله خطأ وغلط لانه في لفظ
للتصوم القاطعة
یہ جوڑ کی روایت بالکل غلط ہے کیونکہ یہ نص
قلمی کے مخالف ہے۔

ان مذکورہ بالا عبارات فقہ سے بخوبی یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ سادت کیلئے
زکوٰۃ جائز نہیں ہے بعض اور عبارات بھی موجود ہیں مگر بوجہ طوالت ان کو ترک کیا جا رہا ہے
حضرت مولانا عبدالحی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ جو کہ فتاویٰ جلد ۱ ص ۳۸۱ میں بایں الفاظ
منقول ہے۔ اہم طحاوی کی یہ عبارت (جس کو ہم آگے پیش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ)
اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے اس لیے کہ فقہاء معتبرین میں سے کسی نے اس
قول طحاوی پر فتویٰ نہیں دیا اور جس فقیہ نے مثل ایسا زکوٰۃ قتالیٰ بر جندی شریعتی
کے اس روایت کو نقل کیا ہے صرف اہم طحاوی کے اس قول (فہذا انما
کی روایت پر اکتفا کی ہے اور جلد ۱ ص ۳۸۱ میں ہے اگرچہ اہم طحاوی نے اس کے
خلاف فتویٰ دیا ہے مگر اہم طحاوی کا قول مردود ہے۔ انتہی یہاں دو بحثیں ہیں
ایک یہ کہ علامہ عبدالحی لکھنوی اور ان کے دو سرے مؤید حضرات جن کے فتوے مجموعہ
فتویٰ میں درج ہیں سب اس کے قابل ہیں کہ سادت کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں اور
یہی مذہب ہے، جمہور اہل اسلام کا اس فتویٰ میں ہمیں ان تمام بزرگوں سے سو فیصدی
اتفاق ہے اور یہی مذہب مفتی بہ ہے اور حق ہے اور یہی جمہور صحابہ کرام و تابعین

اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ و اہل نظام ہند محمود سلف اور خلعت کا مذہب ہے وہ بالحق دوسری بحث یہ ہے کہ یہ بزرگ اہم طحاویؒ کے قول کو غیر مختار و مردود قرار دیتے ہیں اگر اہم طحاویؒ جواز کے قائل ہوتے تو یقیناً ان کا قول محمود کے مخالف مردود ہوتا لیکن بحث یہ ہے کہ آیا اہم طحاویؒ جواز کے قائل ہیں یا عدم جواز کے؟ ہماری اصلی غرض تصنیف ہی بحث تھی اور اسی لیے ہم نے اس رسالہ کا نام الکلام الحادی فی تحقیق عبارة الطحاویؒ رکھا ہے اب ہم اس پر کلام کرتے ہیں غور سے سنیں۔

چھاباب

واقف المحروف کہتے ہیں کہ امام طحاویؒ کی عبارت کو نقل کرنے والے دو گروہ ہیں جن میں سے امام طحاویؒ کی کتاب شرح معانی الآثار کا نام تو سنسب ہے مگر کتاب قطعاً نہیں دیکھی دوسرا گروہ وہ ہے جس نے طحاوی شریفؒ تو دیکھی ہے مگر عبارت میں غور نہیں کیا جیسے علامہ عبدالحیؒ اور بعض دوسرے بزرگ اب ہم ان بعض حضرات کے حوالے بتلاتے ہیں جن کی عبارت ہماری نظر سے گزری ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ امام طحاویؒ جواز کے حامل ہیں۔ ۱۔ علامہ عبدالحیؒ اور چند وہ بزرگ جن کے نام مجموعہ فتاویٰ میں درج ہیں۔

- ۲۔ شارح منہج الابحر۔ ۳۔ مصنف النور الفائق۔ ۴۔ علامہ برجندی عبدالحیؒ۔
- ۵۔ علامہ شرنبلالیؒ۔ الیاس زاوہ۔ ۶۔ قتانی۔ ۷۔ صاحب العرف الشذی۔ ۸۔
- ۹۔ سید بلال الدین الخوارزمیؒ کرمانیؒ صاحب الکفایہ شرح ہدایہ۔ ۱۰۔ اور صاحب فتاویٰ برہنہ وغیرہ۔

ہم بعض کی عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

- ۱۔ جامع الرموز (شرح مختصر الوقایہ) مطبوعہ نو لکھنؤ ص ۵۱ الشمس الدین محمد مفتیؒ
- منہج المعروف بقتانیؒ (المفتی ۱۹۶۲ء) میں ہے۔

وفی شرح معانی الآثار للطحاوی وعن
ابن حنیفۃ روایتان وبالجملة فاقخذ الیہ
امام طحاویؒ فرماتے ہیں (اپنی کتاب شرح معانی الآثار
میں) کہ امام صاحب منہج سے روایتیں ہیں اور جواز کی۔

۲۔ عدم جواز کی ہم دقاتل اس کے امام طحاوی ہیں،
جواز کی روایت کر لیتے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری الحنفی ششم العوارض فی زعم الروافض میں فرماتے ہیں۔

قد ستانی لہ کان یعرف بالفقہ وغیرہ
بین بین اقواندہ۔ وقال عبد الحی فی
مقدمة عدة الرعاية مایجمع بین
الفت واللمین والمصیح والمنعیت
من غیر تحقیق وتدقیق ذہوکھا طب
اللیل الجامع بین الرطب والیا بس
ف اللیل انتہی۔

قتانی فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہ سنا تھا اور اپنے ساتھیوں
میں بھی غیر مشہور تھا علامہ عبد الحی لکھتے ہیں کہ روٹے
پتے صحیح وضعیف سب قول جمع کرنا تھا۔ بغیر
تحقیق و تدقیق کے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے
جو رات کو اندھیرے میں جھل سے بکری اٹھا
کر لائے وہی بکرا اندھیرے میں خشک و تر جمع
کر لے گا یہی مثال ہے قتانی کی۔

۲۔ کفایہ شرح ہدایہ جلد ۱ ص ۱۳۸ میں ہے قال الطحاوی وبالجماز تأخذ انتہی
امام طحاوی کہتے ہیں ہم جواز کی روایت لیتے ہیں۔

۳۔ نور الایضاح ص ۱۵۸ میں ہے واختار الطحاوی جواز دفع الزکوة الى
سبیہا شد اللہ۔

امام طحاوی نے اختیار کیا ہے کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ و علی ہذا لقیاس
دوسری عبارات بھی اسی قسم کی ہیں۔ ہم شے نمونہ از خردوارے بتلے جلاتے ہیں۔
اب ہم امام طحاوی کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا مطلب بیان کرتے ہیں اور
براہین پیش کرنے کے بعد اپنی رائے ماننے پر کسی کو مجبور نہیں کرتے۔

امام طحاوی کی عبارت بہت طویل ہے مگر ہم بعض ضروری اقتباسات پیش
کرتے ہیں۔ طحاوی جلد ۱ ص ۲۹ تا ص ۳۰ میں یہ مضمون موجود ہے پہلے امام طحاوی وہ
روایات عرب صدقات علی بنی ہاشم پیش کرتے ہیں جو ہم نے بخاری و مسلم و

دیگر کتب حدیث سے پہلے نقل کی ہیں پھر جلد ۲۹۹ میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ قَدْ جَاءَتْ بَعْدَهُ الْإِثْبَاتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرَةً تَجْرِي بِمِثْلِ الصَّدَقَةِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَلَا يَعْلَمُ سَبَبَ نَسْخِهَا وَلَا عَارِضَهَا
اس کے بعد متواتر حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آچکی ہیں کہ صدقات بنو ہاشم پر حرام ہیں اور ان روایات کو نسخ کرنے والی اور ان سے متعارض کوئی روایت موجود نہیں۔

مِنْ الْإِثْبَاتِ - الْوَاثِقِ

فائزہ۔ امام طحاوی ان احادیث کو متواتر اور ساتھ ہی مرفوع بتلاتے ہیں۔

پھر جلد ۳ میں اپنی عادت کے مطابق نظر اور دلیل عقلی بیان کرتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حلت میں بھی صدقات واجبہ و نفیہ کا ایک ہی حکم ہے جس شخص کے لیے صدقات واجبہ حلال ہیں اس کے لیے نفیہ بھی حلال ہیں و علی العکس تحرمت میں بھی حکم ہونا چاہیے کہ جب سادات پر صدقات واجبہ حرام ہیں تو نفیہ بھی حرام ہونے چاہییں آگے فرماتے ہیں۔

فَهَذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هَذَا الْبَابِ وَهُوَ
یہی دلیل عقلی ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ
قَوْلُ ابْنِ حَنِيْفَةَ وَابْنِ يُوْسُفَ وَهُمَا جَمْعٌ
اور محمد کا یہی قول (دوم سبب) ہے۔

فائزہ۔ امام طحاوی کی اس عبارت سے حرمت صدقہ نافذہ پر اخیار اور حرمت

صدقہ نافذہ بر سادات مفہوم ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں وَالنَّظَرُ الْبَيْتُ الَّذِي عَلَى اسْتِثْنَاءِ
حُكْمِ الْمَغْرَضِ وَالْمَطْلُوعِ إِلَى نَفْطِلَى صَدَقَاتِ بَنِي هَاشِمٍ كَيْفَ لَيْسَ بَعْضُ حَضَرَاتِ مُحَمَّدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْمَحَلِّ وَاسْتِثْنَاءِ الَّذِي يُلَاحِظُ شَارِحُ الْكَزْزِ وَمَالِ الْيَدِ ابْنُ هَاشِمٍ
شَيْئًا كَيْفَ لَيْسَ بِزَوِيٍّ جَائِزٍ نَفْسٍ - غرضی کے لیے حرمت صدقات نافذہ کی کوئی
صمیم و صریح غیر مؤول حدیث تاہنوز نہیں مل سکی۔ وَلَعَلَّ اللَّهَ يُخْدِتُ بَعْدَ ذَلِكَ
أَمْرًا - البتہ کتب فتاویٰ میں کراہت منقول ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم

طبع دہلی میں ہے

الجواب یہ غنی کو ایسا طعام صدقہ نقل کا مکروہ تنزیہیہ ہے اور لو اب پہنچتا ہے
مگر فقیر کے کھانے سے کم۔ فقط اور بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان
صاحب لکھتے ہیں اگرچہ غنی کے لیے کوہبت سے غالی نہیں اور اگر یہ شخص غنی ہے اور
نیٹے والا محتاج کو دینا چاہتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو محتاج جیسا کہ اس سے یہ توہرم
ہے کہ لا یخفی الا الرطایا النبویة فی الفتوی الرضویة ج ۳ ص ۲۰۸ طبع ڈچکونٹ فیصل آباد
آگے اہم طحاوی فرماتے ہیں۔

وقد اختلف عن ابی حنیفہ فی ذلک	امام ابو حنیفہ سے اس میں اختلاف منقول ہے
فروی انه لا یاس بالصدقات کلہا	ان سے یہ روایت بھی کی گئی ہے۔ وہ فرماتے
علی بنی ہاشم و ذہب فی ذلک	ہیں کہ صدقات سب واجبہ وغیرہ واجبہ ہذا شہ کے
عندنا ان الصدقات انما	یہ حلال ہیں اور اس روایت کی بہت خیال میں
كانت حرمت علیہم من اجل	یہ دلیل ہے کہ پہلے جو کچھ ان کو بخش دیا تھا اور
ما جعل لہم فی الخنس فلما انقطع	زکوٰۃ ان پر عدم حتی پھر جب خنس بند ہو گیا۔ تو
ذلک عنہم حل لہم ما کان	زکوٰۃ وغیرہ جائز ہوتی چلی ہے۔

حرم علیہم۔

پہلے تو حنیفہ مجہول سے روای مذکور ہے معلوم نہیں کہ روای کون تھا ثقہ یا غیر
ثقة وغیرہ ذلک من الاحتمالات پھر فظربہ نظر اس کا روای ابو نعیمہ ہے جس پر ہم نے
کچھ کلام کیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ فقط عن روایت پر ولاست
کرنا ہے۔ مذہب پر نہیں۔ تیسرے یہ دلیل اہم صاحب کی طرف سے اہم طحاوی
پیش کرتے ہیں۔ یدل علیہ قولہ و ذہب فی ذلک عندنا انما الخنس
کی یہ اپنی بیان کردہ دلیل نہیں آگے فرماتے ہیں غور سے دیکھیں کیونکہ یہی متنازع

فیما عبارت ہے

وقد حدثني سليمان بن شعيب عن ابيه عن ابي يوسف عن ابي حنيفة في ذالك مثل قول ابي يوسف في هذا اتخذ انثى۔

اس عبارت کا ترجمہ راقم از خود نہیں کرتا بلکہ ایک بہت بڑے ذمہ دار عالم کا ترجمہ جو انہوں نے طحاوی نے طحاوی کا ترجمہ کیا ہے اور لاہور میں چھپ چکا ہے نقل کرتا ہے چنانچہ وہ ترجمہ اردو طحاوی شریف جلد ۲ ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں لیکن چونکہ امام ابو حنیفہ سے امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے قول کے موافق بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ حدیث بیان کی مجھ سے سلیمان بن شعیب نے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے وہ امام ابو یوسف سے وہ ابو حنیفہ سے ابو یوسف کے قول کے موافق لہذا ہم اسی قول کو اخذ کرتے ہیں۔ انتہی۔

اب جلتے غور یہ امر ہے کہ فہذا ناخذ کس قول پر متفرع ہے بالکل ظاہر بات ہے کہ امام طحاویؒ یہ تفریع حرف فار کے ساتھ وقد حدثني سليمان کے بعد بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں فہذا ناخذ اور وہ اس روایت کو اخذ کرتے ہیں جس میں امام ابو حنیفہ کا قول امام ابو یوسف کے قول کے عین مطابق ہے اور وہ تحریر کا قول ہے۔ ہم اس کے حل کے لیے ایک اور عبارت پیش کرتے ہیں جو اس کو اور زیادہ واضح کرتی ہے۔

علامہ عثمانی فتح الملہم جلد ۲ ص ۱۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بعد قول الطحاوی في هذا اتخذ	امام طحاوی کا یہ قول دفعہ ناخذ صریح ہے
وهذا صريح في ان الطحاوی ما	کہ امام طحاوی نے امام ابو حنیفہ سے جو جواز کی روایت
اختار رواية المحل عن ابي حنيفة	ہے وہ نہیں اختیار کی بلکہ وہ روایت اختیار کی
بل اخذ بالرواية التي وافقت	ہے جو امام یوسف اور محمدؒ کے قول کے موافق ہے

قول ابی یوسف وہی ظاہر الروایۃ اور وہ ظاہر روایت ہے جس کو امام طحاوی نے
النتی ذکرھا اولاً من استواء حکم پہلے بیان کیا ہے کہ صدقات واجبہ و فضیہ
التصدیع فی الفریضة والتطوع انتی سب سادات پر عزم ہیں۔

بالکل واضح ہے کہ فیہذا ناخذ اس روایت کے ساتھ ہے جو امام ابویوسف اور محمد کے
قول کے موافق ہے اور حرمت صدقات کی روایت ہے۔
سبب غلطی۔

چونکہ فیہذا ناخذ کا جملہ امام طحاوی نے امام ابوحنیفہ کی غیر مشہور روایت کو پیش
کرنے کے بعد اور قد حدثنی سلیمان بن شعیب الخ سے اس غیر مشہور روایت
کی تردید کرنے کے بعد کہا ہے اس لیے بعض حضرات کو یہ غلطی ہوئی کہ یہ فیہذا ناخذ
امام صاحب کی غیر مشہور روایت (جو علت صدقات کی ہے) پر تفسیر ہے حالانکہ
امام طحاوی قد مد ظنی الخ سے اس غیر مشہور روایت کی تردید کر کے روایت حرمت کو
اخذ کرتے ہیں۔ اسی لیے امام ابوبکر الجصاص الرازی احکام القرآن جلد ۳ ص ۱۲۱ میں اور
علامہ بدر الدین العینی عمدة القاری جلد ۴ ص ۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔

قال الطحاوی هذه الرواية عن كروانك روایت امام عظیم سے غیر مشہور ہے۔
الجحيفة ليست بمشہورة الخ

اس سے بھی یہ بات بالکل عیاں ہو گئی کہ امام ابوبکر الجصاص اور علامہ عینی
جو علم کے پہاڑ ہیں وہ دونوں امام طحاوی کے حوالہ سے یہ نقل کرتے ہیں کہ جو حدیث کی روایت
امام ابوحنیفہ سے غیر مشہور ہے۔

غلطی کرنے والے حضرات نے حضرت امام طحاوی کے اس قول پر بالکل سوجھ بوجھ
انہوں نے وقد حدثنی سلیمان بن شعیب الخ سے یا سند بیان کر کے امام
صاحب سے جواز کی روایت کو رد کر کے امام صاحب کی وہ روایت لی ہے جو امام

ابو یوسفؒ کے قول کے موافق ہے اور وہ عدم جواز کی ہے۔ اگر بغیر کر کے تو قطعاً غلطی واقع نہ ہوتی اسی لیے جو ذمہ دار محدث و فقیہ میں مثلاً امام ابو یوسف جصاصؒ علامہ عینیؒ حافظ ابن ہمامؒ وغیرہ سب اس سے یہی سمجھے ہیں کہ امام طحاویؒ حرمت کے قول کو اخذ کرتے ہیں وہ بالحق۔ اس کے بعد ضرورت تو نہیں کہ ہم اس پر زیادہ روشنی ڈالیں مگر زیادہ لطیفان و یقینان کے لیے ہم اس کی دوبارہ تشریح کرتے ہیں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ امام طحاویؒ باب قائم کرتے ہیں۔ باب الصدقات علی بنی ہاشم۔ اور ہمت سی احادیث پیش کرنے کے بعد ان کو متواتر اور مرفوع کہتے ہیں اور یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ یہ مفسد و مخدع بھی نہیں اور ان سے متعارض روایت بھی کوئی موجود نہیں۔

۲۔ محدثانہ پیرایہ میں بحث کر کے پھر اپنی عادت کے موافق نظر (دلیل فقہی) بیان کر کے فرماتے ہیں یہی سب قول ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ کا۔

۳۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کی غیر مشہور روایت نقل کر کے اپنی طرف سے اس کی دلیل پیش کرتے ہیں اور پھر وقد حدثنی سلیمان بن شعیب الخ سے امام ابو حنیفہؒ کا وہ قول بالسند پیش کرتے ہیں جو امام ابو یوسفؒ (اور محمدؒ) کے قول کے موافق ہے (اور غیر مشہور روایت کی تردید کر کے) فہذا نأخذ فرماتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا تصریحات کے بعد غلط فہمی کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی لکھنے والے حرمت صدقات بر بنی ہاشم پر حدیث بلکہ احادیث مرفوعہ متواترہ غیر منسوخہ و لا متعارضہ بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد دلیل عقلی پیش کرتے ہیں اور اور اسی کو حضرات ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول و مذہب بتلاتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ کی غیر مشہور روایت کی تردید کر کے امام طحاویؒ وہ قول جو امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ (اور محمدؒ) کا متفق ہے اس کو اخذ کرتے ہیں عجیب معاملہ ہے کہ امام طحاویؒ کو تویذ مشہور قول کی تردید کر کے مشہور قول پر تصریح بٹھاتے ہیں مگر وہ ان جھڑپ

کے ہاں جواز کی دلیل بن جاتی ہے۔

۴۔ امام طحاویؒ اس کے بعد جلد اصل میں فرماتے ہیں۔

فان قيل افتكره بها على مولیٰ اگر کوئی کہے کہ کیا بنی ہاشم کے غلاموں پر بھی تم
سبحی هاشم قيل له نعم صدقاً کو مکروہ کہتے ہو تو اس کو جواب دیا جائے گا کہ
لحدیث الجاف رفعہ الخ ہاں مکروہ دیکھ رہی ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ کی حدیث
(وکنہ فی احکام القرآن ج ۳ ص ۱۲۴) اس میں بوجہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ایک طرف تماشا ہے ان حضرات کے نزدیک جو یہ کہتے ہیں کہ امام طحاویؒ جواز کے قائل ہیں یعنی امام طحاویؒ اصول یعنی سادات پر تو صدقات کو جائز سمجھتے ہیں اور فروع یعنی ان کے غلاموں پر صدقات کو مکروہ و حرام قرار دیتے ہیں فروع پر تو اس لیے صدقات حرام تھے کہ ان کے اصول پر حرام تھے عجیب تماشا ہے کہ اصول پر حلال اور فروع پر حرام ہے۔ ایں کار از کواید و مرداں چنین کنند۔

۵۔ طحاوی کے سب باب کو اوّل سے آخر تک بخیر مطالعہ کریں کہیں صراحتاً کیا نہ ہو گیا۔ ایک بھی ایسی جزئی نظر نہ آئے گی جس سے یہ سمجھا جائے کہ امام طحاویؒ جواز کے قائل یا مائل الی الجواز ہیں یہ ان بعض حضرات کی بھیڑ چال تھی سا محمد اللہ تعالیٰ بعز و فضلہ کہ ایک کو غلطی ہوئی تو پھر دوسرے بزرگوں نے اس کو نقل کرنا شروع کر دیا۔ اور امام طحاویؒ کے قول فہمذاناخذ کو محرف کر کے بالجواز ناخذ کر دیا جس سے مطلب کیا سے کیا ہو گیا۔ فزعہم اللہ تعالیٰ رحمة واسعة الى يوم القيمة۔ آمین۔

فائدہ ۱۔ بعض حضرات فقہاء کو کرام کو جب یہ غلطی ہوئی کہ یہاں ایک غیر نظر ہر روایت سے جو ولایت کرتی ہے کہ صدقات بنو ہاشم پر حلال ہیں رہم فی الفضلہ تعالیٰ ابو عاصمہ کی اس روایت پر کلام کیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ قائل اخذ نہیں اور امام طحاویؒ کی عبارت کا مطلب بھی پیش کر دیا ہے کہ وہ بھی جمہور اہل

اسلام کی طرح بنو ہاشم پر صدقات کو حرام کہتے ہیں، تو انہوں نے ترجیح کی وجہ سے نکال کرنا شروع کر دیں اور ظاہر روایت کو ترجیح دی اتنے بطل کے بعد ضرورت تو نہیں مگر ہم ان میں سے بعض کا ناکہ بھی بتلا دیتے ہیں۔

۱۔ البحر الرائق جلد ۲ مصری ص ۲۶۷ و اعلاء السنن جلد ۹ ص ۵۵ میں ہے۔

فالحاصل ان التصحيح قد اختلف
والا ولی العل بظاهر الروایة انتہی
حاصل یہ ہے کہ جب تصحیح میں اختلاف ہو گیا تو
اولیٰ یہی ہے کہ عل ظاہر روایت پر ہو۔

۲۔ ایضاً جلد ۲ ص ۸۵ و انظار الاعداد علی ما فی المتنون الا یعنی ظاہر یہی ہے
کہ جو کچھ متون کے اندر ہے اسی پر اعتماد ہو۔

۳۔ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد ۱ ص ۳۸۵ اور در مختار میں ہے۔

قالوا ان فی رسم المحدثی ان ما اتفق
علیه اصحابنا کما فی الروایات
حضرات فتنائے کلمہ کے مقتضی کے قواعد
میں یہ بھی ہے کہ جہاں ہمارے اصحاب اویضا روایت
اور مؤلف متفق ہوں وہی مستحسن ہے۔

۴۔ مقدمہ عمدة الرعاۃ ص ۱۱ میں شرح ہدایہ لائن ششم سے (بواسطہ میری زاوہ)
نقل کرتے ہیں۔

اذا صح الحديث وكان على خلاف
المذهب على الحديث ويكون
ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده
عن كونه حنفياً بالعل به فقد
صح عن الامام ابی حنیفة اذا صح
الحديث فهو مذهبي الى ان قال
فلو وجد روايتان فالراجح هو ما
که جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے اور
مذہب کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کیا جائیگا اور یہی
حدیث پر عمل کرنا مذہب ہوگا۔ اور امام صاحب کا مقلد
حدیث پر عمل کی وجہ حقیقت سے خارج نہ ہوگا امام صاحب
سے محدث کا تعلق نہ ثابت ہوگا اگر آپ نے فرمایا کہ جب حدیث
صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ پس اگر کسی مسئلہ
میں دو روایتیں پائی جائیں اور ان میں سے ایک

وافق الاحادیث المصطفویة و روایت حضور کی احادیث کے موافق ہوا جو مولانا نے
حالیق اقوال جمہور علماء ائمہ کے موافق ہوا اسی کو قبول کیا جائے گا۔

۵۔ احادیث نبویہ مسائل فقہیہ اور تفاسیر قرآنیہ غیر متداول اور غیر معتبر مگر تہوں سے نقل
کرنا جائز نہیں راجع مقدمہ مہمۃ الرعایہ ص ۱۲ اور جن کتب سے جواز نقل کیا جاتا ہے وہ غیر مشہور
ہیں تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔

و غیر ذلک من وجوہ التوجیع۔ لیکن ترجیحات کی ان وجوہ کی یہاں قطعاً
کوئی ضرورت نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

اب ہم علل حرمت صدقات علی بنی ہاشم پیش کرتے ہیں بنو ہاشم
پر صدقات کے حرام ہونے کی علتیں جو اس ناہنجیر کی نظر سے گزری ہیں وہ صرف
تین ہیں ہم ان تینوں کو پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اہل کے لیے صدقات جائز قرار
دیتے تو لوگوں کا طعن ہوتا کہ دیکھو اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے اتنی رعایت
کی ہے اور اس علت پر بعض حضرات قرآن کی یہ آیت قُلْ لَا اسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ
اِحْدًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی پیش کرتے ہیں۔ باع فتح الملہم ص ۱۰۷ و جلد ۱۱ عذاء الی
شیخ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اس وجہ کو حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔

ہمارے موضوع سے اس بحث کا زیادہ تعلق تو نہیں مگر چونکہ اس آیت کی جو
عوام انکس بلکہ بعض خواص بھی تفسیر کرتے ہیں اس تفسیر کے باوجود عقلاً و عقلاً دلیل
ہونے کے سنگ بنیاد ہی شیعہ پر ہے لہذا ہم اس غلط تفسیر کی تردید کرنا اور صحیح
تفسیر کا پیش کرنا قرآنی آیت کی صحیح خدمت اور اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔
حضرات شیعہ کا اس آیت سے استدلال۔ قُلْ لَا اسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اِحْدًا اِلَّا

المُؤَدَّةُ فِي الْقُرْآنِ ۲۵ سورۃ شوری۔ آپ کہہ دیں کہ میں تم سے کوئی بھی اجر نہیں طلب کرتا مگر یہ کہ تم میری قربت کی محبت کا لحاظ کرو۔ کہ جب یہ آیت اُمّی تو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے آپؐ دریافت کیا یا رسول اللہ کون ہیں آپ کے اولی القربی جن سے محبت کرنی ضروری ہے تو آپؐ فرمایا کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ وغیرہ تو حضرت علیؓ کی مودۃ ضروری ہوئی اور حضرت اصحابِ ثلاثہؓ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی مودت ضروری نہیں تو جب حضرت علیؓ کی مودت ضروری ہوئی تو ان کے احکام ماننے بھی ضروری ہوں گے اور ان کی خلافت ماننی پڑے گی تو ان کی خلافت اور اہل بیت کی خلافت ثابت ہو گئی اس روایت کو بخاری و مسلم و مسند احمد کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ لیکن اولاً شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (المفتی ۲۸۵ھ) منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں کہ نہ تو یہ روایت مسند احمد میں موجود ہے۔ اور نہ بخاری و مسلم میں آگے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باطل مجھوٹ اور موضوع ہے اور تفسیر ابن کثیرؒ ص ۱۱۱ میں بھی اسی مضمون کی روایت موجود ہے جس میں فاطمہؓ و ولدها رضی اللہ اللہ عنہم کے الفاظ ہیں لیکن سند میں حسین الاشقر راوی ہے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں شیعی محرق۔ کہ وہ جہلاً مجتہد متعصب شیعوں سے۔

دو ثانیاً یہ سورۃ بالا اتفاق مکی ہے اور حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ کی شادی ۳۲ھ میں غزوہ بدر کے بعد ہوئی اور حضرت حسنؓ ۳۳ھ میں اور حضرت حسینؓ ۳۴ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جو حضرت مثلاً حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے وہ اس آیت کی تفسیر کا مصداق ہوں اور اہل مکہ کو یہ حکم ہوا کہ تم دوستی رکھو میرے اہل بیت سے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔ اور اگر اس سے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے نکاح کرنے سے قبل مراد ہوں تو حضرت جعفرؓ

جو ان کے بڑے بھائی ہیں اور ابتدائی دور کے مسلمانوں میں سے ہیں وہ کیوں اس کا حصہ نہیں؟ نیز حضرت فاطمہؓ کے علاوہ ان کی تین ہم شیر گان حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ مودت فی القرنیٰ کا مصداق کیوں نہیں جب کہ شیعہ حضرات کی مستند کتابوں مثلاً اصول کافی مع الصافی حصہ ۱۲، حصہ دوم وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ وہ بھی اس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں ہیں۔

وَمَا شَاءَ الْقُرْنِیٰ مِیْنُ الْفِتْرِ دَلاَمَ هَیْ جَوْعَ عَمَدَکَ لِیْسَ هَیْ اَدَّ جِبْ مَخَاطِیْنِ کُوْ قُرْیٰ کَا عِلْمَ هُوْ کَا تَوَ الْقُرْیٰ بِالْاَلْفِ وَاللَّامِ کَمَا جَلَّیْ کَا اَدَّ جِبْ مَعْلُومَ هِیْ نَیْنِیْنِ بَلْکَ اَنْ کَا وَجُودَ هِیْ اَبْجِیْ تَمْکَ نَیْنِیْنِ تَوَانِ کُو الْقُرْیٰ کِیْسَ کَمَا گِیَا رَنُحُو کَا مَسْکَ هَیْ کَمَا مَحْصُودَ هُوْ تَوَالِ دَاخِلَ هُوْ کَا دَرْدَ نَکْرَہَ لَیَا جَا نَیْ کَا شَیْخَا قُرْیٰ رَا جَعِ کَتَبَ النُّحُو

اور ابوعباسہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ رسالت پر قطعاً اجر نہیں طلب کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ لَوْ اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اَوَّلَیْہِ لَوْ کُنْہُ مَعِیْ کہ میں تم سے اجر نہیں طلب کرتا تبلیغ پر۔ اگر یہی مراد ہو جو رد افضل کہتے ہیں تو لغویاً اللہ تعالیٰ شان نبوت پر صمد آئے گا کہ آپ نے اہل کے لیے اجر کا مطالبہ ضروری قرار دیدیا۔ اور ان سے بطور اہم مودت لازم قرار دیدی۔

وَمَا شَاءَ جِبْرُ الْاَمْرِ اَمَامَ الْمُفَسِّرِیْنِ تَرْجَمَانِ الْقُرْآنِ حَضْرَتِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ سے صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۱۱ میں جو حدیث مروی ہے وہ اس معنی کے خلاف ہے (اور یہی صحیح بھی ہے)

عن العباس بن عبد المطلب عن رسول اللہ ﷺ فی القُرْیٰ	حضرت ابن عباسؓ سے رسول اللہ ﷺ فی القُرْیٰ
اَوْ اَوَّلَیْہِ لَوْ کُنْہُ مَعِیْ	کی تفسیر لکھی گئی حضرت عبید بن جریجؓ نے جلدی سے
حَبِیْبِیْنِ قَبْلَیْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	کہا کہ آل عمرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضرت
وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَّمْتُ اَنَّ الَّذِیْ	ابن عباسؓ نے فرمایا تو نے جواب دینے میں جلدی

صلی اللہ علیہ وسلم لیکن بطن من قدیش
 الا مکان له فیہم قدیۃ فقال لا
 ان فصلہ اما بینہم و بینکم من
 کی ہے اصل بات یہ ہے کہ قریش کا کوئی بھی قبیلہ
 ایسا نہ تھا جس کے ساتھ کسی قریشی اقربیت تھی اور حضور نے
 فرمایا کہ قریش جو چکر اور تعداد درمیان قریش ہے
 ان کا لحاظ نہ کرو۔

القدیۃ الحدیث

یعنی جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ فرماتے تو قریشی آپ کو تکلیف
 پہنچاتے آپ نے فرمایا کہ قریش کا خیال نہ کرو یہ ناجائز حرکتیں نہ کرو تو قریش سے قریش
 کی قریش ملادے اہل بیت کی ملاؤ نہیں اور یہی صحیح ہے۔ اسی تفسیر کو جبہ حضرت غفرین
 کرم نے صحیح کہا ہے۔ اور اولی القریش کی جو تفسیر اہل بیت کی جاتی ہے اس کو رد کیا ہے
 فرصت نہیں کہ ہم عبادتیں نقل کریں اسی آیت ۲۵ سورہ شوریٰ کی تفسیر میں مذکور
 ذیل دیکھ لیں۔ تفسیر ابن جریر طبری (الموتوفی ۳۲۰ھ) ان کی تفسیر سے پہلے کوئی مفصل
 تفسیر نہ تھی۔ معاًلم التنزیل (امام فہرست) (الموتوفی ۳۵۶ھ) تفسیر کبیر (امام رازی) (الموتوفی ۴۳۵ھ)
 حازن لعلو الدین علی بن محمد بن ابراہیم فرغ منہ ۳۵۲ھ) تفسیر مدارک (علامہ عبد اللہ بن
 احمد بن محمد النعمانی) (الموتوفی ۳۸۵ھ) اور فتوح الجلال (العلی بن سیوطی) (الموتوفی ۳۹۱ھ) فتح الرحمن
 ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب (الموتوفی ۳۸۶ھ) تفسیر ابن کثیر (الموتوفی ۷۴۴ھ) رقمطرح
 سید محمد اویسی الخفصی (الموتوفی ۱۲۴۲ھ) موضع القرآن شاہ عبدالقادر (الموتوفی ۷۲۳ھ) فتح
 الباری کتاب التفسیر آیت مذکورہ حافظ ابن حجر عسقلانی (الموتوفی ۸۵۲ھ) وغیرہ۔ یہ یاد رہے
 کہ حضرات صحابی کرام حضرت ازواج مطہرات اور حضرات اہل بیت سے ہر سنی
 مسلمان کی والہانہ محبت ہے اور وہ ان میں کسی سے بغض نہیں رکھتے جیسا کہ رد انقض
 کا دتیرہ سب سے کہ وہ بلا وجہ حضرات صحابہ کرام سے بغض و کینہ رکھتے ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ممکن ہے کسی صاحب کو یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ ہم نے تسلیم کر لیا کہ الا المودۃ

فی القدر کی تعمیر جو اہل بیت سے کی گئی ہے وہ عقلاً و نقلاً باطل ہے اور قرآنی سے
قبائل قریش مراد ہیں۔ لیکن ان سے بھی محبت تو مطلوب ہے تو اس صورت میں پھر یہ قرآنی
لازم آئے گی کہ جبکہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسالت پر کوئی اجر طلب نہیں کرتے
تو پھر مودۃ فی القدر یعنی قریش سے تعلق و مودۃ رکھنے کا اور اس کے مطالبہ کا کیا
مطلب؟ حالانکہ آپ تبلیغ احکام پر کوئی چیز طلب نہیں کرتے تھے (کما هو
شان الرسالة والنبوة) تو اس کا جواب بعض تفاسیر مذکورہ میں دو طریق سے
دیا گیا ہے۔ ہم نہایت ہی اختصار سے صرف دو حوالے عرض کرتے ہیں جو سہل
الحصول ہیں۔ اول یہ کہ *إِلَّا الْمَوَدَّةَ*۔ استثناء متصل ہے (جو مستثنیٰ ائمہ کی جنس سے
ہو جیسے جاء فی القوم الذیذکر زید قوم ہی کا ایک فرد ہے راجع کتب النسخ)
اور مطلب اس طرح ہے جس طرح اس مندرجہ ذیل شعر کا۔

لا عیب فیہم غیلان سیوفہم بہمن خلول من قسح الککائب

(ہامش جلد ۱۰ ص ۳۳)

کہ میرے محمد و عین میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کے کہ ان کی تلواریں فوجی
دستوں کو قتل کرنے کے سبب کند ہو چکی ہیں یعنی اتنے بہادر ہیں کہ دشمنوں کو مارتے
مارتے اور قتل کرتے کرتے ان کی تلواریں کند ہو چکی ہیں تو اگر کوئی عیب ہے تو یہی ہے
کہ ان کی تلواریں کند ہو چکی ہیں حالانکہ جنگ میں تلواروں کا کند کر دینا عین شجاعت و
بہادری ہے اور یہ کوئی عیب نہیں۔

تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ میں تم سے کسی قسم کا اجر نہیں مانگتا مگر اگر
جو کہ حقیقتہً اجر نہیں کہ مودۃ فی القدر کی کو ملحوظ رکھو اگر اس کو اجر کہا جائے تو میں یہی
اجر سمجھوں۔

ثانی استثناء کو منقطع بنایا جائے (جو مستثنیٰ ائمہ کی جنس سے نہ ہو جیسے جاء

القوم الجاهل، کہ حمار (گدھ) قوم کافر نہیں، تو اس لحاظ سے قول باری تعالیٰ لفظ اجڑا
پر ختم ہو گیا۔ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا۔ یعنی تو کہہ دے کہ میں تبلیغ پر تم سے کوئی
اجر نہیں مانگتا پھر اَلَا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ سے یہ بتلایا کہ

لَٰكِنْ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تَوَدُّوا قَدِ اسْتَيْسَرَ لَكِن مِّن قُرْبَىٰ تَكُونُونَ فِيهِ قُرْبَىٰ
التي هي قُرْبَىٰ تَكُونُونَ فِيهِ (جدا لین مٹ) کرنا ہوں جو تمہاری بھی قربت ہے۔

ایک اور اہم فائدہ

قرآن عزیز پر آپ میں ایک بات کہیں ہے اِنَّمَا يُبِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اللہ کا یہی ارادہ ہے کہ تم سے
گندمی باقیں دور کر دے اے نبی کے گھر والو اور تاکہ تمہیں پاک کرے پاک کرنا افضیول
کاریاں بھی اہل بیت کے متعلق وہی عقیدہ ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت
علیؑ حضرت فاطمہؑ و حضرات حنینؑ ہی اس سے مراد ہیں۔

مگر اولاً۔ یہاں سیاق و سباق سے خود معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرات
ازواج مطہراتؑ مراد ہیں۔ کیونکہ یہاں انہیں سے مخاطب ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہاں ضمیر جمع مذکر کی ہے عَنْكُمْ اور وَيُطَهِّرْكُمْ
اگر اس سے حضرات ازواج مطہراتؑ مراد ہوتیں تو عَنْكُمْ اور وَيُطَهِّرْكُمْ
ہوتا اس کے متعدد جوابات ہیں مگر ہم قرآن کریم حدیث شریف اور عربی کے چند
حوالے عرض کرتے ہیں کہ عنکم وغیرہ میں ذکر کی ضمیر نامث کی طرف بھی عام ہو سکتی ہے
یعنی جمع مذکر کی ضمیر مؤنث کے لیے آسکتی ہے عا قرآن کریم میں ہے۔ رَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَزَيِّنُوا لِي خُطَابَ حَضْرَتِ سَارِہِ عَلِیہَا السَّلَام سے
کیا تھا علیؑ انصیر، یہاں غیہم کا خطاب صرف حضرت سارہؑ علیہا السلام سے
ہوا۔

۱۱ وَقَالَ لَهُمْ اُكْتُؤْا۔

یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت صفورہ علیہا السلام کو کہتا
علی التفسیر (حالانکہ اُکْتُؤْ جمع مذکر ہے)

۳۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ میں بایں الفاظ ایک ٹکڑا ہے۔

فخرج النبي صلى الله عليه وسلم حضور صلى الله تعالى عليه وسلم حضرت عائشة
فانطلق الى حجرة عائشة فقال کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا سلام
السلام عليهما اهل البيت ودعته ہو تم پر لے اہل بیت انہوں نے کہا وعلیکم السلام
الله فقلت وعليك الحديث ابو ورحمۃ اللہ الخ

اس حدیث نے صاف کر دیا کہ اہل بیت کا اصل و صحیح مصداق حضرات
ازواج مطہرات ہی میں نکاحی اپنی بیوی کو کہتا ہے۔ فلا تعجبی انی تمشعت
بعد کمر یہ نہ خیال کرنا کہ میں تمہارے بعد اُواس ہو چکا ہوں۔ مخبر موسیٰ کہتا ہے۔ عی
فلو مثلت حرمات النساء سواکم اگر تو چاہتی ہے تو میں تمہارے سوا
عورتوں کو حرام کر دوں۔ ان دونوں شاعروں نے دجن کا کلام عربی کے طرز پر معتبر اور
مستند ہے، اپنی اپنی بیوی کو جمع مذکر کلمہ کی ضمیر سے خطاب کیا ہے۔

ثانیاً۔ اہل بیت میں حضرات ازواج مطہرات کے ساتھ وہ حضرات بھی
شامل ہیں۔ نقلہ الشوكاني في تفسيره فتح القدير جلد ۳ ص ۱۱۱ عن

الترمذي وابن جرير وابن المنذر والحاكم وغيرهم
رجع الحديث الى حجة قوية هي ان علي بن ابي طالب اس لیے اگر عتقت ہوتی تو میں اس سے
زیادہ کلام کا موقع تھا۔ کیونکہ عتق کا حکم ستم میں غزوہ بدر میں نازل ہوا۔ فَاُكْتُؤْا مَعَكُمْ
عَنْكُمْ مَعَكُمْ طيباً آلا یہ کہ کھا و جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے کھانا حلال اور طیب
تو بد باطن لوگ یہاں بھی کہہ سکتے تھے کہ تمہاری عتق کی مدد سے کنبہ پروری کا لحاظ رکھا گیا ہے
مگر ایسے شبہات کا کیا اعتبار ہے؟

زکوٰۃ کی فرضیت میں جو اختلاف تھا ہم نے پہلے باب میں لکھ دیا ہے۔ اگر اس گروہ کا کثرت مان لیں کہ زکوٰۃ سترہ میں دجیا کہ سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۵۱۸ میں لکھا ہے فرض ہوئی ہے اور سترہ کو مکہ مکرمہ بھی فتح ہو چکا تھا۔ اور نیز زکوٰۃ کے ساتھ بہت سی قیود بھی ہیں مثلاً ما نصاب سونے یا چاندی یا عروض تجارت کا موجود ہو۔ ۲۔ فرض بھی نہ ہو۔ ۳۔ حاجات اصلہ سے بھی فارغ ہو۔ ۴۔ جولان حول بھی ہو جائے یعنی مال پر پورا سال گذر جائے۔ وغیرہ اللہ۔

توانی شرائط کے بعد زکوٰۃ میں مال کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا اور خصوصاً جبکہ مکہ مکرمہ بھی دارالاسلام بن گیا تھا۔ اگر زکوٰۃ کی وجہ سے کتبہ بڑی کا طعن ہو سکتا ہے تو غنیمت کی وجہ سے یہ طعن بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے کیونکہ غنیمت کی مشروعیت سترہ میں ہوئی اور اہل بیت کا حصہ خمس الخمس ہے یعنی مجموعہ غنیمت کا پچیسواں حصہ اگر سال میں دسٹس یا بیسٹس مرتبہ جہاد ہو تو حضرات اہل بیت کا یہ حصہ بہستوران کے لیے متعین ہے۔ اور دوسرے گروہ جو یہ کہتا ہے کہ زکوٰۃ مکہ مکرمہ میں فرض ہو چکی تھی لیکن نصاب میرسنہ میں فرض ہوا تو بے شک یہ محل طعن ہوتا خصوصاً جب کہ حضرت ابن عمرؓ کی وہ روایت کہ نصاب کے پہلے سب کچھ دے دینے کا حکم تھا ساتھ ملالی جائے مگر اس کو کیا کریں کہ وہی زمانہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے فتر کا زمانہ تھا۔ بغیر چند حضرات کے سب بھوک میں مبتلا تھے تو ایسی حالت میں پھر وہی مخدوہ لوٹ کر عائد ہوتا ہے کہ جہاں سے نہیں ملتا یعنی زکوٰۃ اس کے جائز ہونے میں تو طعن ہو اور جہاں غنیمت کلبے شمار مال بعض مواقع میں حاصل ہوا ہو اس کے دینے میں طعن نہ ہو۔ اور جب کہ ابتدائے اسلام تھا اور طعن کا موقع بھی بہت زیادہ تھا تو طعن نہ ہو چلو ہم یہ سب کچھ دو منٹ کے لیے تسلیم کر لیتے ہیں کہ زکوٰۃ اہل بیت کو اس لیے نہ دی کہ محل طعن تھا لیکن سوال یہ ہے کہ طعن اگر کرتے تو کون کرتے؟ حضرت صحابہ کرامؓ

تو ہرگز طعن نہ کرتے۔ اگر نہ فتنہ ہوں تو وہ باوجود اس کے طعن سے باز نہ آئے سو تو بہت
دکھ میں ہے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۚ
فَإِنْ أَعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطُوا
مِنْهَا إِذَا هُمْ يَلْعَنُونَ ۚ

بعض لوگ آپ کو طعن دیتے ہیں خیرات مانگتے
میں سو اگر ان کو اس سے ملے تو راضی ہوتے ہیں
اور اگر نہ ملے تو وہ نادم ہوتے ہیں۔

اور اگر مشرکین و یہود اور نصاریٰ ہوں۔ وہ تو اس سے بڑے بڑے طعن کرتے ہیں
تو کیا ان کی وجہ سے حق نہ لگے۔ کلام کلام۔

وفوق ذلك كله - اگر یہ عمل طعن ہوتا بھی مگر آپ کے بیان کرنے کے بعد یہ طعن
حضرات صحابہ کرامؓ سے بالکل دور ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ میں روایت
موجود ہے کہ جب جنگ حنین کی غنیمت (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوات
میں سب سے زیادہ اس جگہ سے حاصل ہوئی) مانگنے کا وقت آیا تو انصار کو کچھ بھی نہ دیا گیا۔
ولم يعطوا الا نصار مشيئا الحديث - انصار کو کوئی چیز بھی نہ دی بعض کے قلوب
میں یہ خیال ہوا کہ لڑائی تو ہم نے کی اور غنیمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
قریبی بھائیوں کو دیدی جب حضور نے یہ سنا تو فرمایا: کیا تم جاہل نہ تھے اور خدا تعالیٰ
نے میرے ذریعہ سے تمہیں ہدایت نصیب کی کیا تمہارے اندر تشمت و افتراق نہ
تھا میرے ذریعے سے اتحاد و اتفاق ہوا اخیر میں فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ
اپنے گھروں کو اونٹ بکریاں اور مال لے کر جائیں اور تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم) کو ساتھ لے کر جاؤ۔ یہ سب بڑا محل تھا طعن کا مگر آپ کی تقریر سن کر سب
راضی ہو گئے اور اس طعن کی وجہ سے آپ نے اپنا فیصلہ نہ توڑا کیونکہ حکم ہی یہی تھا
بہر حال یہ علت نہیں بن سکتی ہاں ایک صوفیانہ رنگ میں حکمت ضرور ہے ہم
بھی اس کے قائل ہیں۔

دوسری علت جو حدیث شریف میں بیان کی گئی ہے اندہ لاجل لکھ لعل
 البيت من الصدقات انما هي عسالة الهميدى وان لکھ فی خمس الخمس
 لمایغنیہ انتی۔ زاد الطیرانی فی الکبیر کثر الاعمال جلد ۳ ص ۳۸۵ و مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۹
 ونصب الرأیہ جلد ۲ ص ۳۵۵ والدہ راہ جلد ۱ ص ۱۹۷۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل بیت تمہارے لیے صدقات
 حلال نہیں کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کی میل ہے اور تمہارے لیے غم الخس کافی ہے
 اس میں صدقات کا میل کچل ہونا تو علت ہے، اور اس میں نزاع نہیں لیکن غم الخس علت نہیں
 نہ نقل اور نہ غفلت، نقلاً تو اس لیے کہ اس میں ایک روئے ہے جس کا لقب غش ہے
 اور نام حسین بن قیس ہے۔

۱۔ کتاب الضعفاء صغیر امام بخاری ص ۹ میں ہے۔

حسین بن قیس البوعلی الرجی و حسین بن قیس البعلی جرجی جس کو غش کہتے ہیں
 یقال له غش عن عکرمۃ، مثلاً احمد عکرمۃ سے روایت کرتے ہیں امام احمد نے اس
 حدیث انتی۔ کی روایت کو چھوڑ دیا تھا۔

فائدہ ۱۔ یہ روایت بھی عکرمۃ سے ہے (تمام طرق میں)

۲۔ کتاب الضعفاء امام نسائی ص ۱۱۱ میں ہے۔

متروک الحدیث انتی۔ یہ بالکل متروک الحدیث ہے۔

۳۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۹ میں ہے۔

فیہ حسین بن قیس الملقب بغش کہ اس روایت میں حسین بن قیس ہے جس کا
 وفيہ کلام کثیر الخلق۔ لقب غش ہے حضرت عکرمۃ نے اس میں بہت
 کلام کیا ہے۔

۴۔ بیہقی جلد ۳ ص ۱۶۹ میں ہے۔

تفرد به ابو علی الرجبی المعروف
بخش وهو ضعیف لا یحتاج به
ورواه ابن حبان فی کتاب الضعفاء
وقال حنن بن قیس الرجبی ابو علی
ولقبه حنن کذبہ احمد وترکہ
ابن معین الخ

اس روایت کو فقط ابو علی رجبی جو حنن سے
مشہور ہے روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف اور قابل
احتجاج ہے ابن حبان نے کتاب ضعفاء میں کہا
ہے کہ امام احمد نے اسے کاذب کہلے اور امام
ابن معین نے اس سے روایت ترک کر
دی ہے۔

۵۔ نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۹۳ میں

قال الحاكم ثقة وقال في تنقيح
التحقيق لعبد تابع الحاكم علم
توثيقه فقد كذبہ احمد وقال
مرة هو متروك الحديث و
كذا قال النسائي والدارقطني الخ

امام حاکم نے اس کو ثقہ کہا ہے مگر صاحب
تنقیح نے حاکم کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام حاکم
کا ساتھ اس کو ثقہ کہنے میں کسی نے نہیں دیا۔ امام
احمد کہتے ہیں کہ وہ مجہول ہے اور ایک دفعہ فرمایا
کہ وہ مترک الحدیث ہے اور یاسی امام نسائی اور امام
دارقطنی نے کہا ہے۔ (امام دارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ)

۶۔ الدررۃ من ۱۳ میں ہے۔

فيه حديث بن قيس وهو واحد اتجه
۴۔ تقریب التہذیب فاروقی ص ۹۳ میں ہے مترک من السابغۃ ساتویں طبقہ کے
روایۃ میں سے ہے اور مترک (المحدیث) ہے۔

۸۔ قانون الموضوعات ص ۲۵ میں ہے ضعیف عند اهل العلم الى ان
قال ضعیف عند المحدثین الا تمام اهل علم اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۹۔ تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۶۳ و ۳۶۵ میں ہے۔

عن ابن معین والی زرعة ضعیف امام ابن معین والی زرعة سے ہے کہ وہ ضعیف

ابو حاتم بھی ضعیف ہیں کے ساتھ منکر الحدیث بھی
 کہتے ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ اس کی احادیث منکر
 ہیں اور اس روایت نہ لکھی جائے امام نسائی کہتے ہیں کہ
 وہ متروک ہے عقلی کہتے ہیں کہ تمار وایتیں کیا کر رہے
 بن عدی کہتے ہیں کہ نہ بہت ہی ہونے کی اس کی حد
 ضعف کی طرف بہت زیادہ قریب میں جوڑنا گئے
 ہیں کہ اس کی احادیث بہت زیادہ منکر ہیں بڑی
 جانتیں اور امام ابن الجوزی نے امام احمد سے نقل کیا
 ہے کہ انہوں نے اس کو جھوٹا قرار دیا امام دارقطنی
 کہتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ بزار کہتے ہیں کہ وہ
 کمزور روایتیں پیش کرتا ہے علی بن مرینی کہتے
 ہیں کہ میرے نزدیک وہ قوی نہیں۔ امام مسلم
 کہتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ امام ساجی کہتے ہیں
 کہ وہ ضعیف ہے۔ امام باطل حدیثیں پیش کرتا ہے
 محدث ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ سند کے اندر ضعیف
 راوی تھے اس لیے بھلے قدر روایتیں روایت جھوٹا ہے

قال ابن ابی حاتم عن ایبہ ضعیف
 الحدیث ومنکر الحدیث قال البخاری
 احادیثہ منکرۃ جداً ولینکتب حدیثہ
 وقال النسائی متروک الحدیث قال
 العقیلی لایتالیح علیہ وقال ابن عدی
 هو اقل الضعف اقرب منه الی الصدق
 وقال الجوزقانی احادیثہ منکرۃ جدا
 فلا یکتب ونقل ابن الجوزی من
 احمد انه کذبہ وقال الدارقطنی منکرۃ
 الحدیث وقال البیہقی البزار لم یسن
 الحدیث وعن علی بن المدینی لیس
 عندی بالقوی قال الامام مسلم
 متروک الحدیث۔ قال الساجی ضعیف
 الحدیث متروک یحدث بالحدیث
 لموطیل وقال ابن حبان یقتضب
 الاختیار ویلزم رواية الضعفاء بالثقة

۱۰۔ علامہ ذہبی میزان الاحوال جلد ۵ ص ۲۵۵ میں انہیں حضرات محدثین کے مذکورہ

بالا اقوال نقل کرتے ہیں۔

دیکھئے حضرت امام بخاری امام نسائی امام احمد امام بیہقی امام دارقطنی امام معین
 ابو جریمی امام جمال الدین زلیحی حافظ ابن حجر اور صاحب تفتیح وغیرہم شہرت الیٰ تعالیٰ کہتے ہیں کہ
 راوی قابل احتجاج نہیں ہے اور حافظ ابن حجر منجۃ الضکر ص ۵۹ میں حدیث

متروک کی تعریف کرتے ہیں۔

القسم الثانی من اقسام المردود وهو ما یكون بسبب ثبوت الراوی بالکذب وهو المردود انتی۔
قسم ثانی مردود کی یہ سبب کہ راوی متهم بالکذب (جھوٹا) ہو ایسی حدیث کو (حضرت محدثین کی اصطلاح میں) متروک کہتے ہیں۔

فائدہ ۱: امام حاکم کا کسی روایت (یا راوی) کو صحیح کہہ دینا حضرات محدثین کرام کے نزدیک ہمیشہ قابل تنقید رہا ہے۔

علامہ ذہبی ٹیخیں المستدرک جلد ۲ ص ۶۱ میں ایک روایت کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں وہ روایت یہ ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت الکیس علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہے امام حاکم کہتے ہیں صحیح و لا یخجاء۔ یعنی یہ روایت صحیح ہے امام بخاری اور امام مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔

قلت بل موضوع قبح الله
من وضعه وما كنت احسب ان
الجهل یبلغ بالحاکم الى ان یصح مثل
هذا واسناده هكذا الخ
میں کہتے ہوں کہ یہ موضوع ہے اللہ تعالیٰ ہاک
کہے اس کو جس نے اس کو وضع کیا ہے میرا
یہ خیال نہ تھا کہ امام حاکم اتنا جاہل ہے۔ جو
ایسی روایت کو صحیح کہتا ہے حالانکہ اس کی
سند ہے (یعنی اس میں واضحین ہیں)۔

۲۔ ابکار المنہ ص ۵۵ میں ہے (ایک روایت کی تحقیق میں) فی تصحیح الحاکم
نظر الخ امام حاکم کا اس روایت کو صحیح کہہ دینا محل نظر ہے۔

۳۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۸۵ میں ہے۔

الحاکم یصح فی مستدرک احادیث
ساقطه ویکثره اللک ثم هو شیعی
امام حاکم مستدرک میں بہت لٹری ہوئی احادیث
کو بکثرت صحیح کہہ جاتے ہیں۔ اور وہ مشہور شیعہ

مشہور من غیر تعرض للشیخین و
قال ابن طاہر سالت ابا اسمعیل
الانصاری عن الحاکم فقال امام
فی الحدیث رافضی جلیث۔ قال
الذهبی اللہ یحب الانصاف ما
الرجل برافضی بل شیعہ۔ فقط الخ

ہیں۔ ابو جعفر اور حضرت عمرؓ کو کچھ نہیں کہتے امام
ابن طاہر کہتے ہیں کہ امام حاکم حدیث کے حق
میں امام ہیں مگر رافضی جلیث ہے علامہ ذہبیؒ
کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے انصاف
کی بات یہ ہے کہ وہ شیعوں سے برا نہیں سمجھا جاتا
شیعہ والا اگر رافضی نہیں جو ہر شیعہ کو کفر کا کڑا کر تا ہو۔

۴۔ تدریب الراوی ص ۱۱ میں ہے۔

ولقاریہ صحیح ابی حاتم وابن حبان
فی التاھل

متدرک حاکم کے قریب ہے، قابل میں صحیح ابی حاتم
اور صحیح ابن حبان۔

۵۔ فتح المغیث شرح الفیتہ الحدیث ص ۲۴ میں ہے۔

والیستی بدالی حاکم فی التاھل۔

امام ابن حبان بستی قابل میں امام حاکم کے قریب ہیں۔

۶۔ مقدمہ ابن صلیح ص ۹ میں ہے۔

ولقاریہ فی حکمہ صحیح ابی حاتم
وابن حبان لستی الخ

متدرک حاکم کے قریب ہے، قابل میں صحیح ابن
حبان و صحیح ابی حاتم۔

۷۔ کتاب التوسل مطبوعہ دار ابن تیمیہ ص ۱۱ میں ہے (وہذا تذکرۃ الحفاظ

للمذہبی ترجیحة امام حاکم)

وقالوا ان الحاکم یصحح احادیث
وہی موضوعۃ مکذوبۃ عند اهل
المعرفة بالحدیث وکذا الا احادیث
کتیبة فی مستدرکہ یصححہا وہی
عند الثمۃ اهل العلم بالحدیث موضوعۃ

حضرت محدثین نے کہہ دیے کہ امام حاکم ایسی احادیث
کو بھی صحیح کہہ جاتے ہیں جو جعلی اور موضوع ہوتی ہیں
اور مستدرک میں اکثر وہ ایسا کرتے حالانکہ محدثین
کے نزدیک وہ موضوع ہیں۔

۸۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۴۵ میں ایک راوی محمد بن جعفر سے ایک روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ساڑھے سات سو سال تک دنیا پر حکمران رہے علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔
 اخذ جہ الحاکم فی متدیکہ فشان امام حاکم نے اس روایت اور اس جیسی دوسری
 الکتاب بدو یا مثالہ انتہی ضعیف روایات سے کتاب کو معیوب کر دیا ہے۔

۹۔ مقدمہ زرطی ص ۱ میں ابن وثیر کی العلم المشہور سے نقل کیا ہے۔

ووجب علی اهل الحديث ان ينفذوا من قول الحاکم ابی عبد الله فانہ کثیر الخلل ظاهر السقط۔
 علامہ حدیث پر واجب ہے کہ امام حاکم کی روایت سے بھاگیں کیونکہ وہ کثرت غلطی کرتے ہیں۔
 کھٹے طور پر گری ہوئی روایات پیش کرتے ہیں۔
 دوسری روایت مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۴ اور تفسیر طبری جلد ۱ ص ۱۰ اور
 نصب الذریعہ جلد ۲ ص ۴۰ اور طبرانی فی الکبیر اور الدرر البہرہ ص ۱۶ میں ہے۔

عن مجاهد قال کان آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل لہم الصدقة فجعل لہم خمس الخمس انتہی۔
 حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ آپ کی اہل پر صدقہ حرام تھا۔ اس لیے ان کے لیے خمس الخمس مقرر ہوا ہے۔

مگر دو وجہ سے یہ روایت بھی غیر مقبول ہے۔ اولاً یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ
 حضرت مجاہد سے جو روایت کرنے والا راوی ہے اس کا نام خسیف بن عبد الرحمن
 ہے گو اس کو بعض نے ثقہ بھی کہا ہے لیکن امام نسائی محض ص ۱۱ میں فرماتے ہیں
 لیس بالقویۃ انہ میزان الاعتدال ص ۲۱ میں ہے۔ تنکہ احمد وقال مستد
 لیس بالقویۃ وقال البوحاتہ فکلہ فی سوء حفظہ (مات ۳۱۰)
 کہ امام احمد نے اس کو ترک کر دیا تھا اور نیز فرمایا کہ وہ قوی نہیں ہے اور امام ابو حاتم
 فرماتے ہیں کہ سہو حفظ کی وجہ سے ان میں کلام کیا گیا ہے۔

وثانیاً۔ حضرت مجاہد تابعی ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا

تو ان کی روایت مرسل ہے ہم مرسل کے متعلق بعض محدثین کا مذہب نقل کرتے ہیں بغور دیکھیں۔

۱۔ کتاب علل الترمذی جلد ۲ ص ۲۳۹ میں ہے۔

والحدیث اذا كان مرسلاً فإنه لا يصح عنه اكثر اهل العلم بالحدیث قد ضعه غير واحد منهم انتهى۔ حدیث جب مرسل ہو تو وہ ضعیف ہوتی ہے اکثر اہل علم کے نزدیک۔ اور بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

علا وفي مقدمة نووي مذهب الشافعي والمحدثين وجههم وجماعة من الفقهاء انه لا يحتج بالمرسل الخ امام شافعی اور محدثین میں سے جمہور اور فقہاء میں سے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مرسل حدیث قابل احتجاج نہیں۔

علا مقدمة مسلم ص ۲۲ میں ہے و المرسل من الروایات فی اصل قولنا وقول اهل العلم بالخبر ليس بحجة الخ مرسل روایت ہمارے قاعدہ کے تحت اور اکثر اہل علم و اہل تاریخ کے نزدیک حجت نہیں۔

۳۔ کتاب التقرارۃ بیہقی ص ۱۳۱ میں ہے۔

وهو ضعيف من حيث انه مرسل الخ ۵۔ تدریب الراوی ص ۱۱ میں ہے۔

المرسل ضعيف عند الجمهور الخ ۶۔ ابکار المنن میں ہے۔

كونه مرسل يكتفي لضعفه الخ ۷۔ نخبۃ الفکر ص ۱۵۵ میں مرسل پر بحث کی گئی ہے۔

اسی لیے امام جمال الدین زعلی "تخریج حدیث مذکور (جلد ۲ ص ۴۳) کے بعد فرماتے ہیں۔ غریب بهذه اللفظ انتهى۔ ان الفاظ سے یہ روایت غریب ہے شیخ ابن الصمام

فتح القدیر مصری جلد ۲۴ میں فرماتے ہیں ہذا حدیث غریبہ اسی کے قریب الفاظ میں علامہ بدر الدین عینی کے بنیہ شرح ہدایہ میں فراج غریب وہ حدیث ہوئی ہے جو ایک ہی طریق و سند سے ثابت ہو۔ راجع بخزائنہ الفکر ۳۵ وغیرہ من کتب الاصول۔
فائدہ :- ہم نے جو کہا ہے کہ مرسل قابل احتجاج نہیں تو اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ کسی صورت یا کسی امام کے نزدیک بھی مرسل حجت نہیں۔ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرسل قابل حجت ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ تابعین میں سے سب اس امر پر متفق تھے کہ مرسل قابل احتجاج ہے دوسری صدی کے آخر تک حضرات ائمہ میں سے کسی نے مرسل کے قبول کرنے کا انکار نہیں کیا حضرت امام شافعی پہلے وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مرسل کے ساتھ احتجاج کرنے کا انکار کیا ہے۔ (تدریب العاوی ص ۱۷۷ و توجیہ النظر ص ۲۳۵) امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک امام ابوحنیفہ امام احمد اور اکثر فقہاء کرام کا مذہب یہ ہے کہ مرسل قابل احتجاج ہے۔ الخ (مقدمہ نووی ص ۱) مرسل حجت ہے مگر چند شرائط کے ساتھ جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے۔
 ۱۔ توجیہ النظر ص ۱۵۲ و مقدمہ فتح الملہم ص ۳۳ میں ہے

فاذا لم یکن مسنداً غیر المرسل
 فالمرسل یحتج بہ الخ
 جب مرفوع روایت موجود نہ ہو اور مرسل ہی ہو تو مرسل حجت ہے۔
 مگر ساتھ ہی کہتے ہیں۔

ولیس ہو مثل المتصل فی القوة الخ
 (مقدمہ فتح الملہم ص ۳۳)
 کہ مرسل قوت میں مرفوع و متصل کے برابر نہیں۔

اور جس مسئلہ کے ہم دہلے ہیں اس میں بقول امام طحاوی صحیح حدیث ہی نہیں بلکہ احادیث متواترہ ہیں کہ بنی ہاشم کے لیے صدقات مطلقاً حرام ہیں محض اوساخ ان بنی بننے کی وجہ سے نجس ہو یا نہ ہو۔

یہاں تک جو کلام ہم نے کیا وہ فقہ دروایت تھا اب ہم اس پر غلط کلام کرتے ہیں امام ابو بکر الجصاص
الرزازی بخفی احکام القرآن جلد ۲ ص ۳۳ میں فرماتے ہیں۔

فليس استحقاق سهم من الخمس اصله لتحرير
الصدقة على بني هاشم لان الشراة والمساكين وابن
السبيل لا يحقون سواهم الخ ولم تحرم عليهم الصدقة
فدل على ان استحقاق سهم من الخمس ليس باصل
في تحرير الصدقة على بني هاشم الخ

بناشیم کا مفہمت کے قس بہ قس ہو نا ان پر حرم صدقات کی
علت نہیں ہے نہ کیڑی تھوں۔ میکٹوں، اور ساقوں کو بھی قس
عق ہے حالانکہ ان پر صدقات حرام نہیں ہیں اس سے معلوم ہوا
کہ بناشیم پر صدقات حرام ہونے کی دلیل اور علت قس نہیں
ہے۔

تیسری علت افہامی اوصاف الناس الحدیث ایک حدیث میں ہے عنالة الایدی الحدیث یہ علت ہے کہ چونکہ صدقات
اوساخ اور میل کچل ہیں اس لیے سادات کے لیے حرام ہیں۔

۱۔ فتح الملہم جلد ۲ ص ۳۸۵ میں ہے۔

والاصل في كل حكم ان يبقی ما
دامت العلة باقية الخ

اصل ہر حکم میں یہ ہے کہ جب تک علت
باقی ہوگی حکم بھی باقی ہوگا۔

۲۔ مجموعۃ فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد ۱ ص ۲۸۳ میں لکھا ہے۔ صاحب الفصولین نے لکھا ہے

ان الحكم اذا ثبت بعلة فما بقى شيء
من احكام العلة لبق الحكم بقائه انتهى۔

کہ جب کوئی حکم کسی دلیل و علت سے ثابت ہو تو
جب تک وہ علت باقی ہوگی حکم بھی باقی ہے گا۔

صدقات سے نہ تو اوساخ ہونا دور ہوا و نہ قیامت تک وہ سادات کے لیے جائز

ہوں۔ ہماری اس تحقیق کے بعد کسی احتمال کی ضرورت نہیں جیسا کہ صاحب اعلام السنن
نے (۹۷۰ صفحہ ۱۰۱) تحریر کیا ہے کہ اگر خس کو علت تسلیم بھی کر لیں تو اصل تشریح کی علت

ہوگی نہ کہ بقا۔ کی جیسا کہ طواف میں رمل اگر کر چلنا کہ قریش کرنے کے تھا کہ ان مثالوں
کو مینے کے بخار نے کھڑو کر دیا ہے حکم ہوا کہ اگر کر چلنا اب باوجودیکہ مکہ میں (ظاہر
کوئی مشرک نہیں مگر پھر بھی اگر کر چلنے کا حکم ہے) خصوصاً جب کہ احادیث حرمت
صدقات بہت سی ہیں اور ان کے خلاف کوئی حدیث موجود نہیں درکہ رکوة و
صدقات سادات کیلئے حلال ہیں) انتہی کلام المرخصاً۔

قد اتهم به بعض رواة هو وقد
اطال صاحب الميزان الكلام على
ذلك فليس بمالٍ لتخصيص ذلك
العمومات الصحيحة
علامہ ذہبی نے اس حدیث کے راویوں پر
پروری جرح کی ہے۔ تو یہ روایت ان احادیث
میں عامہ کی تخصیص نہیں کر سکتی کیونکہ یہ روایت
بہت گری ہوئی ہے۔

یہ نقل دروایتی تحقیق تھی۔ مثلاً بھی اس کی ترویج ہوتی ہے کہ جب وہ مال اوساخ
الٹا ہے تو خواہ ہاشمی سے ہو یا غیر ہاشمی سے وہ تو سوخ ہی ہے گا۔ تو کیا درست
کہ ہاشمی ہاشمی کی سوخ و میل تو کھائے اور وہ اس کے لیے جائز ہو اور غیر ہاشمی کی سوخ
اس کے لیے حرام ہو قاعۃً بَرَوَا یا اَوَّلًا اَلْبَاب۔

ایک بحث اور بھی کر لینی چاہیے تاکہ یہ باب بھی مکمل ہو جائے وہ بحث یہ
ہے کہ حضرات ازواج مطہرات بھی اہل میں داخل ہیں یا نہیں مسلم جلد ۲ صفحہ ۶۹ میں
نزیہ بن ارقم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان سے

قال (حصین) له ای لزید بن ارقم
یا زید الیس نساۃ فی اہل بیتہ
قال نساۃ من اہل بیتہ ولکن اہل
بیتہ من حرم علیہ الصدقة الخ
حضرت حصین نے سوال کیا کہ کیا آپ کی حضرت
ازواج مطہرات اہل بیت نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ
ہاں اہل بیت۔ تو میں لیکن اہل بیت ازواج میں
نکھر کر آہوں (وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہیں وہ اہل
علی وغیرہ میں الخ۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات حضرات ازواج مطہرات پر حرام
نہیں لیکن اصولی طور پر یہ قاعدہ ہے کہ جب صاحب قصد خود کچھ بیان کرے تو اس
کو ترجیح ہوتی ہے۔

کتاب الاعتبار ص ۱۱ للعلامة محمد بن موسى بن عثمان بن حازم (المتوفى ۳۵۹ھ)
میں ہے۔

الموجه الثامن ان يكون احمد
الراويين صاحب القصة فيرجح
حديثه لان صاحب القصة اعرف
بحال من غيره الخ۔
اس بعض دلائل ملاحظ فرمائیں۔

۱۔ کتاب الرواين الى شعبة مطبوعه فاروقى دہلی ص ۲۸ میں ہے۔

حدثنا وكيع (ثقة ثبت) عن محمد
بن شريك (ثقة من رجال ابى داود)۔
قصة ياب جلد ۹ ص ۲۲۲) عن ابن الجـ
مليكة (هو عبد الله بن عبيد الله
تابعى ثقة۔ فتيه من رجال الستة
تقريب ص ۱۲) ان خالد بن سعيد
بن العاص بحث الى عائشة ببقرة
فردتها وقالت انا آل محمد لا
ناكل الصدقة۔
امام ابن ابى شيبة کہتے ہیں کہ ہم سے ایک شخص نے
حديث بيان کی (جو ثقہ اور ثبت ہے) اور وہ محمد
بن شريك سے روایت کرتے ہیں (جو ثقہ ہیں)۔
اور وہ ابن ابى مليكة سے (جو کہ تابعی ہیں اور ثقہ ہیں)۔
روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ خالد بن سعيد
بن العاص نے ایک گائے (صدوق کی) حضرت
عائشہ کے پاس بھیجی انہوں نے رد کر دی اور فرمایا
کہ ہم آل محمد ہیں ہم صدقہ نہیں کتے۔

۲۔ نیل الاوطار جلد ۶ ص ۶۱ میں اس روایت کے بارے لکھا ہے

قال الحافظ واسناده الى عائشة
حسن وهذا يدل على تحريمها الخ
کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس روایت کی
میں حضرت عائشہ سے منع حسن ہے اور یہ حدیث ثابت
کرتی ہے کہ صدقہ حضرات زوجہ مطہرہ پر بھی حرام ہیں۔

محمد رشک ابن بطلان نے اس کے خلاف بھی کہہ ہے مگر اس کے دو سبب
ہیں۔ اول تو ممکن ہے کہ ان کو یہ حدیث ذکر نہ ہو چکی ہو نہ ہو ممکن ہے کہ ان کو

حضرت زید بن رقم کی روایت سے یہ دھوکہ ہوا اسی لیے ہم نے روایت کے بلوی بھی بتلا دیے ہیں اور حافظ الحدیث سے حدیث کا حسن ہونا بھی نقل کر دیا ہے اور کتاب الاعتبار کے حوالہ سے حضرت زید بن رقم کی روایت پر حضرت عائشہؓ کی روایت کی وجہ ترجیح بھی بتلا دی ہے اصل عبارت طحاوی ص ۶۸۶ میں یوں ہے۔

واما الصدقة على اذواجه ففي شرح
البخاري لا بد من ابطال ان الفقهاء قد
اتفقوا على ان اذواجه على السلام لا يدخل
في الذين حرمت عليهم الصدقات
وقال ابن قدامة (المنبى في المغنى)
روى عن عائشة انها قالت انا اكل
محمد لم يحل لنا الصدقة قال
فهذا يدل على تحريمها عليهم الخ
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرات ازواج
مطلقات پر صدقہ کے بارے محدث ابن بطلان نے
شرح بخاری میں لکھ ہے کہ حضرت فقہاء کا اتفاق
ہے کہ آپ کی حضرات ازواج مطہرات ان لوگوں
میں نہیں داخل جن پر صدقات حرام ہیں (لیکن)
امام ابن قدامہ (منبى ابي كتابه في المغنى) فرماتے
ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے
(گاہے) ذکر کرتے وقت کاسہ فرمایا کہ ہم آل محمد
ہیں ہمارے لیے صدقات حلال نہیں۔ تو یہ حدیث
دلائل کرتی ہے کہ ازواج مطہرات بھی صدقات حرام ہیں

سید احمد طحاوی بھی کچھ سی سمجھنا چاہتے ہیں کہ حضرات ازواج مطہرات پر
بھی صدقات حرام ہیں اسی لیے وہ ابن بطلانؒ کے قول کے بعد امام ابن قدامہؒ کی عبارت
نقل کرتے ہیں اور اس پر کوئی گرفت نہیں کرتے کما لا يخفى على من له ذوق سليم
نیز علامہ ابن عابدین شافعی منہج النی علی البحر الرائق مصری جلد ۲ ص ۲۴۴ میں فرماتے ہیں۔

وفي المغنى عن عائشة قلت انا
ال محمد لم يحل لنا الصدقة قال
فهذا يدل على تحريمها عليهم الخ
مغنی (ابن قدامہ) میں حضرت عائشہؓ سے
روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم آل محمد ہیں
ہمارے لیے صدقات حلال نہیں۔

اس حدیث سے حضرات اذواج مطہرات پر بھی حرمت ثابت ہوتی ہے علماء
احناف کثر اللہ تعالیٰ اجاعتہم کی عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
راجع۔ اعلاء السنن جلد ۲ ص ۱۷۱۔

ایک اعتراف اور اس کا جواب

ممکن ہے کہ بعض حضرات کو حدیث مسلم جلد ۱ ص ۱۷۱ و نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۷۱
اور درایہ ص ۱۷۱ وغیرہ میں اس مضمون سے منقول ہے کہ حضرت ربیعہ بن الحارث اور حضرت
عبید بن جریح بن عبد المطلب حضور کے پاس آئے کہ ہمیں شادی کی مہم درپیش ہے اور
ہمارے پاس مالی گنجائش نہیں ہے صدقات پر عامل مقرر کریں تاکہ ہمیں اس ذریعہ سے
کچھ رقم میسر ہو جائے اور ہم اپنا کام چلا سکیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان الصدقات
لا ینبغی لاول محمد انما ہی اوصیاء الناس کہ صدقہ اوصیاء الناس ہے آل
محمد کو لائق نہیں پھر فرمایا کہ حضرت عیث بن جریح (کو بلا وجہ خمس پر مقرر تھے اور فرمایا۔

اصدق عنہما من الخمس کذا وکذا الا کہلے عیث ان کو خمس میں سے اتنا اتنا مال
دے دو کہ وہ (مرد وغیرہ لو کہ سکیں) ان کا مال

یہ شبہ پیدا ہو کر شاید یہاں خمس ان کو بطور عوض عن الصدقہ دیا گیا تھا۔ اس کا
جواب ہم امام نووی (ج ۱ ص ۱۷۱) وفتح الملہم جلد ۲ ص ۱۷۱ کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

یحتمل ان یرید من سہم ذوی القربی من الخمس لانہما من ذوی القربی ویحتمل ان یرید من سہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الخمس انتی۔
ممکن ہے کہ یہ حصہ وہ ہو جو خمس میں سے ذوی القربی کو دیا جاتا تھا کیونکہ یہ دونوں
بزرگ ذوی القربی میں سے تھے۔ اور یہ بھی
احتمال ہے کہ وہ حصہ ہو جو آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو خمس میں سے ملتا تھا۔

اس میں فقط اتنا ہی مذکور ہے کہ ان کو خمس میں سے کچھ حصہ دیا گیا۔

عرض عن الصدقة کا کوئی تذکرہ نہیں۔

فائدہ یہ بعض علما نے جو یہ فتویٰ دیا ہے (ہم کسی مصلحت سے ان کا نام نہیں لیتے)
قلت واخذ الزکوة عندی کہ زکوٰۃ کا لینا (سادات کے لیے) میرے
اسہل من السؤل فافتحی بہ ایضاً انتہی۔ نزدیک کان ہے سؤل کرنے سے اور میری فتویٰ ہے

تو انہوں نے اس قاعدہ اذا ابتلیتم ببلایین فاخترتا اھونھما
پر عمل کیا ہے لیکن ایک تو یہ جہود علی کرام اور امر الیہ و اہل نظام پر وغیرہ کے خلاف ہے
دوسرے اھل دینت مصلح کے خلاف ہے۔ تیسرے یہ قیاس ہے مقابلہ میں نص صریح
کے جو غیر مقبول ہے۔ چوتھے سوال کو بعض صورتوں میں ناجائز وغیرہ اولیٰ ہے مگر
بعض صورتیں جو ان کی بھی ہیں اور حرمت صدقات علی نبی یا شہم بوجہ اوساخ انکس
ہونے کے کسی صورت میں بھی ان کے لیے جائز نہیں اور اس کی علت موبدہ ہے
تو یہ فتویٰ ان کا درست نہ ہو گا وہ ہوا الحق۔
ایک شبہ اور اس کا حل۔

بعض جاہل لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جب شخص بھی نہیں ملتا اور صدقات
واجب بھی سادات کے لیے حرام ہو گئے تو وہ غریب کیا کریں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کیا سادات حرام کھانے پر ہی راضی ہیں حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ لا یخول لمحمد ولا لآل محمد کہ صدقات
نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حلال ہیں اور نہ آل محمد کے لیے تو اس اعتراض
کا حل تو یہ ہوا کہ حضور تو یہ فرمائیں کہ صدقات میری اہل پر حرام ہیں اور اہل اور ان
کے ہم دروکیل یہ کہیں کہ حلال ہیں۔ حضور تو منع فرمائیں اور یہ کہیں کہ ہم تو نہیں
رکنے حضور تو فرمائیں کہ یہ لوگوں کی میل و کجیل ہے اور اہل اور ان کے وکیل کہیں کہ حلال
اور طبیعت ہے حضور تو فرمائیں کہ بوجہ شرافت و کرامت کے میری اہل پر صدقات حرام

ہیں مگر اہل اور ان کے وکیل کہیں کہ جس شرافت کی وجہ سے ہمارا رزق بند ہو وہ شرافت و کرامت ہی درکار نہیں۔

حضور تو فرمائیں کہ میں اپنی اہل کو تمام امت پر فضیلت دیتا ہوں مگر وہ کہیں کہ ہم تو ضرور مخالف ایدی انکس دلوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل ابھی کھا بیٹے گے۔ سبحان اللہ تعالیٰ و کدہم۔ کیا اس ضد کا بھی دنیا میں کوئی علاج ہے؟

حضرت شیخ سعدیؒ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔
چوں دوزخ را خدا بر خیر و کبی مانند نگہبانی
ہماری حضرات سادہ سادہ دوہی پسلیں ہیں جو بھی آسان نظر آئے قبول کر لیں مٹے
من نہ گویم کہ ایں ممکن آن کن مصلحت بین و کار آسان کن

۱۔ یا تو سید ہونے کا دعویٰ ہی نہ کریں کیونکہ عجم میں نسب غلط ہونے کی وجہ سے صحیح نسب اکثر قوموں کی باقی ہی نہیں رہی۔ الا اشارہ اللہ تعالیٰ۔ یوں سمجھیں کہ جو سید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں دس فیصد فی شکل اصلی و صحیح سید نکلیں گے۔ باقی سب ہم پانچ سواردہلی سے آئے ہیں کامصلوق ہیں۔ ہم آپسے پوچھتے ہیں کہ کوئی شخص کتنا ہے میں عباسی ہوں کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ میں صدیقی ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں فاروقی ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں عثمانی ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں علوی ہوں۔ کیوں صاحب ابولہب کے بیٹے حضرت عقیلہ اور حضرت معتبہؓ صحابی نہ تھے ابو جہل کے بیٹے حضرت عکرمہؓ صحابی نہ تھے اور کیا یزید کی اولاد دنیا سے بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے یا اس کی اولاد میں سے کوئی بھی مسلمان باقی نہیں رہا کیا آپسے کوئی ابولہبی ابو جہلی یا ابولہبی یا یزیدی بھی دیکھا یا سنا ہے میں نے تقریباً تیس سال کی عمر میں کوئی دیکھ نہ سکا جو کہ میں ابو جہلی یا ابولہبی یا یزیدی ہوں کیا یہ سب چیزیں تصحیح پر دل نہیں پیریں اس تو میرے کوئی صاحب غلط نہ سمجھیں کہ شاید میں ان حضرات سے دشمنی کرتا ہوں اور

ان کے وجود کا قائل نہیں ہوں میں ان بزرگوں کا دلی معتقد ہوں اور ان میں سے
 باایمان با عمل و اصحاب علم حضرات کا جو نام لکھا نا بھی اپنے لیے فخر سمجھتا ہوں اور اس
 سے بیس فیصدی ان کے وجود کا بھی قائل ہوں مگر نہ اتنی مقدار میں کہ سو فیصدی ہی
 تسلیم کروں اللہم اجبہم الیٰ تبرکتک آمین ثمر آمین۔

۲۔ دوسری اپیل یہ ہے کہ اگر ضرور اس پر اصرار کرتے ہیں کہ ہم سید ہیں تو کم از کم
 آقائے نامہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کریں اور انحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم جس چیز کو آپ کے لیے حرام فرماتے ہیں اسے حرام سمجھیں اور جائز طرق سے کھا کر لیں۔
 اللہم ارزقنا اتباع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراً و علانیۃ۔
 آمین ثمر آمین ویرحمہ اللہ عبد اقبال امینا۔

حالتہ

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ بعض مزید ضروری باتیں بتلا دیں گے زکوٰۃ کے بعض اہم مسائل اور اس کی فرضیت کا وقت تو ہم مقدمہ میں پیش کر آئے ہیں اب یہاں کچھ اور ضروری مسائل سن لیں۔

صدقۃ الفطر: کا حکم سترھ میں جب کہ رمضان کے روزے فرض ہوئے نازل ہوا، اور یہ ہر مسلمان پر واجب ہے بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت عید کی نماز سے پہلے جب کہ مقروض نہ ہو اور حاجات اصلیہ سے فارغ ہو ساڑھے ہاون تولد چاندی یا ساڑھے سات تولد سونایا ان میں سے کسی کے اندازے کا کوئی مسلمان ہو تجارت کا ہو یا غیر تجارت کا۔

فائدہ: زکوٰۃ میں سونے چاندی اور نقد کے علاوہ فقط تجارت کا مال شرط ہے مگر قربانی اور صدقہ فطر میں جو بھی مال حاجت اصلیہ سے فارغ ہو اور نصاب تک پہنچ جائے، اس پر فطرانہ لازم ہے۔

پونے زریعہ گندم یا اس کی قیمت ایک فقیر کو یا کئی فقرہ کو ایک آدمی کا صدقہ یا کئی آدمیوں کا صدقہ دے دے۔ عید کی صبح سے پہلے رمضان میں بھی دینا جائز ہے باقی مسائل یا علماء سے پوچھیں یا کتب فقہ میں دیکھ لیں۔

عشرون زمین کی پیداوار اگر بارانی ہے تو تمام پیداوار کا خرچہ زمین نکالنے سے پہلے دسواں حصہ اور اگر کنوئیں وغیرہ کے ذریعہ سے آبپاشی ہو تو بیسواں حصہ حضرت امام ابوحنیفہؒ

کے نزدیک ہنری وغیرہ پر بھی عشر ہے۔ خود رسولی اور گھس وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ باقی مسائل کتب فقہ میں دیکھ لیں یا پوچھ لیں۔

قسم کا کفارہ :- ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا جس سے اکثر بدن ڈھانپ جائے یا دس مسکینوں کو روٹی کھلانا۔ اگر ان اشیاء پر قدرت نہ ہو تو پھر تین لکھ مار مارنے کھانا۔

کفارہ ظہار :- کے معنی (اپنی منکوحہ بوی کو) اس سے دوسری عورت یا دوسری سے تشبیہ و نیما حکم غلام آزاد کرنا۔ یا ساٹھ مسکینوں کو دو وقت روٹی کھلانا یا دو مہینے مسلسل روزے رکھنا۔ عید روزہ رمضان کھانے کا کفارہ بھی یہی ہے جو کفارہ ظہار کا ہے۔

باقی مسائل کتب فقہ میں بالتفصیل موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں یا کسی مجتہد دار عالم بانی سے پوچھ لیں۔

نذر :- ومنت کے ایک ہی معنی ہیں مثلاً بعض صورتیں اس کی یہ ہیں اے اللہ اگر میرا غلام کا ہو گیا تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا نماز پڑھوں گا وغیرہ۔ یا مجھے یا میرے کسی عزیز کو شفا ہوئی تو اتنا صدقہ کروں گا۔ یا میرا بھائی اور بیٹا بے لاست گھر آ گیا تو اتنی رقم تیرے نام پر دوں گا۔ جب یہ کام ہو جائے تو اس کو وہ چیزیں کرنی ضروری ہوتی ہیں۔ اور اس پر وہ واجب ہوں گی۔

مگر یہ یاد رہے کہ صدقہ فطر بعشر کفارہ زمین و قتل خطا و ظہار و ایثار و تہ و کفارہ رمضان وغیرہ ان سب کے مصرف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصرف ہیں کافر اخی و یمید

لے دس مسکینوں کو روٹی کھلانا دو وقت پیٹ بھر کر کھانے فقط صبح یا فقط شام کو کھانا جمع کر دیکو اور احتیاط یہی ہے کہ وہی مسکین دست کو بھیجیں جسوں نے صبح روٹی کھائی تھی۔ راجع عینی برہم لکھ جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ اور اگر کچا مانجھے تو ہر مسکین کو اتنی مقدار کا ہے جو صدقہ فطر میں ایک پر واجب ہوتا ہے یعنی پونے دو دیر گرام ایک مسکین کو دے دینا درست نہیں۔ راجع ہدایہ اولیں صفحہ ۲۹ وغیرہ کتب الفقہ والفتاویٰ۔

وغیرہ جن پر زکوٰۃ جائز نہیں وہ یہ نہیں لے سکتے۔ کھاتر مفضلہ۔
باقی قربانی کا گوشت نفل صدقات و خیرات۔ سلم و کافر قری و غیر قری ہاشمی و
غیر ہاشمی سب لے جائز ہیں۔

فائدہ۔ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد ۲ ص ۲۱ میں ہے۔
تصدق بچرم اغنیہ از قبیل تطوعات است قربانی کی کھال کا صدقہ کرنا نفل صدقات
و صدقہ تطوع محکوم علیہ بچرم صرف آں میں سے ہے اور نفل صدقات بنی ہاشم وغیرہ پر
بنی ہاشم وغیرہ نیست الحرام نہیں ہیں۔

لیکن یہ بات ملحوظ خاطر ہے کہ قربانی کا چمڑا چمڑے کی شکل میں نفل صدقات اس
کو فروخت کر کے اس کی رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے (شرح التئیر ص ۲۱)

فائدہ۔ یہاں لکھنے کی زیادہ ضرورت تو نہ تھی کیونکہ ہمارا خیال ہے اس پر مستقل
رسالہ لکھنے کا حکم چونکہ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے اس میں زیادہ تاخیر مناسب نہیں معلوم ہوتی
البحر الرائق مصری جلد ۲ ص ۲۹۸ اور شامی جلد ۲ ص ۱۸۱ اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں یہ مندرجہ
ذیل عبارت موجود ہے کہ نذر لغير الله رکعات ما كان لمن كان فافهم حرام ہے۔

واما النذر الذي ينذره الله
العوام على ما هو مشاهد كان
يكون للسان غائب او مريض
اوله حاجة ضرورية فيآلى الى
بعض مزاوات الصلوة فيجعل
سورة على رأسه ويقول يا سیدی
وہ نذر جس کو عوام الناس مانا کرتے ہیں جیسا کہ
بطور مشاہدہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کا کوئی آدمی
غائب ہو یا مریض ہو یا کوئی اور ضروری حاجت
ہر طورہ بعض حضرات اولیاء اللہ کی قبور پر جا کر
اپنے سر پر پردہ ڈال کر کہتے ہیں۔ اے میرے
مردرد مولیٰ، فلاں بن فلاں اگر میرا غائب آگیا

لہ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶ میں ہے کہ قربانی کا گوشت ذمی (یعنی غیر مسلم کو اسلامی حکومت میں رہتا ہو) دینا جائز ہے ۱۲۔

فلان بن فلان ان رد غائبی او
عوفی مریضی او قضیت طبعی
فلک من الذہب کذا ومن الفضة
کذا ومن الطعام کذا ومن الشمع
کذا ومن الزیت کذا فهذا
النذر باطل بالجماع لوجوه منها
انه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق
لا يجوز لانه عبادة والعبادة للمغلق
لا يجوز ومنها ان النذر لله ميت
والميت لا يملك . ومنها ظن ان الملت
يتصرف في الامور دون الله تعالى
واعتماده بذالك كفر انتی .

یا شفاء لی میرے مریض کو پاؤں ہوگی میری
حاجت تو تجھے اتنا سونا یا اتنی چاندی اور اتنی طم
دہنہ یا کچا ، اور اتنی موم بقیال اور اتنا تیل و چراغ
جلانے کے لیے ، دو رنگا قریہ نذر بالا جماع بالکل
چند وجوہ سے ایک تو اس لیے کہ یہ نذر ہے
مخلوق کے لیے اور نذر مخلوق کے لیے جائز نہیں
کیونکہ نذر عبادت اور عبادت مخلوق کی نہیں
جائز دوسرے اس لیے کہ جس کے لیے نذر دی
جاتی ہے وہ میت ہے اور وہ (اس کو قبض
کر کے اکیلا نہیں ہو سکتی تیسرے اس لیے کہ
اسے یہ گمان بھی ہو سکتا ہے کہ میت متاعا میں تصرف
کرتی ہے حالانکہ اس کا یہ عقائد کو اطلاق کفر ہے

یہ اس صورت میں ہے جب کہ قبر کے پاس جا کر کے اور جب دودست
پکار کر کہے تو اس کے متعلق مجروحہ فتاویٰ مولانا عبدالحی عجلہ ام ۲۵ وغیرہ میں فتاویٰ برائے یہ
کر رہی تھیں (الموتی ۵۸۲) سے نقل کرتے ہیں۔

من قال ارواح المشائخ حاضرة
تعلو یكفر الخ

جو یہ کہے کہ بزرگوں کی ارواح حاضر ہیں اور
جہانے بحوالہ اقوال کی جانتی ہیں تو وہ شخص کافر ہے

ہم اس رسالہ میں اس سکر پر نہ زیادہ بحث کرتے ہیں نہ زیادہ حاشیہ آرائی
کی ضرورت ہے۔ ہم نے نذر کا معنی کرتے ہوئے یہ بحث ضعیف آپ کے سامنے پیش
کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو ہم اس پر ایک مستقل رسالہ تصنیف
کریں گے انشاء اللہ العزیز۔

حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ

حضرت امام ابو حنیفہؒ (المولود ۸۰ھ) کے باپ ہی ہونے میں یہ جملہ حضرات ائمہ حدیث مثلاً علامہ خطیب بغدادی الشافعیؒ (المتوفی ۳۲۰ھ)۔ علامہ لودی الشافعیؒ (المتوفی ۶۷۹ھ)۔ علامہ شمس الدین زہبی الشافعیؒ (المتوفی ۷۴۸ھ) حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ)۔ علامہ شمس الدین الخادی الشافعیؒ (المتوفی ۹۰۲ھ) امام زین الدین عراقیؒ استاد حافظ ابن حجر عسقلانیؒ علامہ ابوسعید محالی البغدادی الکفری بن محمد منصور المروزی (المتوفی ۲۵۲ھ) (راجع سیرۃ النعمانی جلد ۱) و امام دارقطنی الشافعیؒ (المتوفی ۳۸۵ھ) (راجع تذکرۃ الموضوعات ص ۱۱) اور امام ابن شعیبہؒ (راجع قانون الموضوعات ص ۲۲) اور امام محمد بن سعدؒ (راجع وقایع المتوفی ۲۳۲ھ) متفق ہیں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے حضرت انسؓ کی وفات ۹۳ یا ۹۴ھ کو بصرہ میں ہوئی۔ اس میں ان حضرات کا اتفاق ہے باقی تین حضرات صحابہؓ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی مات بالکوفۃ ۸۲ھ اور حضرت سہل بن سعد الساعدی مات بالمذینہ ۹۹ھ اور حضرت ابوالطفیل عمار بن واثلہ مات بکربلاء ۱۰۰ھ اور حضرت عمار بن واثلہ کی بالاتفاق سب حضرات صحابہؓ میں آخر کو وفات ہوئی (راجع تذکرۃ الموضوعات ص ۱۱) میں اختلاف ہے مگر تحقیق یہی ہے کہ حضرت عمار بن واثلہؓ کو بھی دیکھا ہے (روبو الحق) وللتاس فیما لبعثنا مذاہب۔ حضرت طلحہ بن علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرات محمد بن کرامؓ میں جو اس کے قاتل ہیں کہ محض کسی صحابی کی ملاقات سے آدمی تابعی ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ نہ

تک رہنا اور روایت نقل کرنا تابعی ہونے کے لیے شرط نہیں ذیل الجواب ج ۲ ص ۲۳۱ اور
امام ابو الفرج محمد بن اسحاق بن ندیم (المتوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں (مکان من التابعین لقی
عدة من الصحابة الا (الفهرست لابن ندیم ص ۲۹۵) یعنی امام ابو حنیفہ تابعین میں سے تھے
متعدد حضرات صحابہ کرام سے ان کی ملاقات ہوئی ہے غرضیکہ امام ابو حنیفہ روایت تابعی ہیں۔
امام صاحب کافن حدیث میں درجہ

علامہ ذہبی نے ایک کتاب لکھی ہے (جس کا نام تذکرۃ الحفاظ رکھا ہے) جس
میں وہی لوگ درج کئے ہیں جو حافظ الحدیث کہلاتے ہیں اور تعریف انہیں کی کی ہے۔
(بعض وہ لوگ بھی ضعیف ہیں جس کی وجہ سے بعض کی سبب سے تعریف انہی کی بیان کی
ہے جو ان کے نزدیک حافظ الحدیث ہیں) علامہ ذہبی وہ بزرگ ہیں جن کو حافظ ابن حجر
عسقلانی الشافعی نے بحوالہ النکح ص ۱۱ میں اور مولانا عبد الرحمن صاحب مبارک پور شیخ غیر مقلد
نے ابکار المنن ص ۱۶ میں لکھا ہے۔ قال الذہبی وهو من اهل الاستقلال التام
فی نقد الرجال ابو علامہ ذہبی نے کہا جو کہ مرتب رجال میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔
چنانچہ علامہ موسوی تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں ابو حنیفہ امام تھے پرہیزگار تھے
کان اماماً ودعاً عالماً متعبداً اکبیر الشان ابو عالم تھے عامل تھے عبادت
گذر تھے بہت بڑی شان کے مالک تھے حافظ ابن عبد البر کتاب الاستقامة جلد ۲ ص ۱۵۱
میں لکھتے ہیں کہ امام و کبریا بن الجراح (المتوفی ۱۹۷ھ) نے حضرت امام ابو حنیفہ سے بہت
حدیثیں سنیں اصل الفاظ یوں ہیں وقد سمع منہ حدیثاً کثیراً ابو عالم کلام میں
امام کا درجہ خطیب تاریخ جلد ۱۳ ص ۱۶۱ میں لکھتے ہیں۔ الناس عیال علی ابی حنیفہ
فی الکلام ابو عالم ابو حنیفہ کی عیالی میں علم کلام و عقائد میں فقہ میں درجہ علامہ تاج الدین
سیکی المتوفی ۷۷۵ھ نے طبقات جلد ۲ ص ۱۶۴ میں لکھا ہے۔ وفاته ابی حنیفہ فقہ
ذوق ابو امام ابو حنیفہ کی فقہ بہت مشکل فقہ ہے (اسی لیے لوگ بھی اسی فقہ کے زیادہ

منکر ہیں) جن بعض لوگوں نے تعصب کی بنا پر امام صاحب پر اعتراض کئے ہیں اور جن وجہ سے اعتراض کئے ہیں وہ جمہور علماء کے نزدیک غیر مقبول ہیں دراجع خطیۃ القدس ص ۵۵ لنواب صدیق حسن خان ؒ۔ و کتاب القرۃ ص ۲۹ للبیہقی و حزر القرۃ ص ۳۲ للامام البخاری و تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴ و میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۵۲ و جلد ۲ ص ۵۶ و خیرات الحان ص ۴ و کتاب الانتقام ص ۱۲ و تعلیق المحن جلد ۱ ص ۴۹ و غیدہا من الکتب و المتفصیل لا یسعہ هذا المقام کتاب المناقب جلد ۲ ص ۲۲ لحافظ کورنی اور کتاب المقاتل ص ۲ و انتقام ص ۱ میں لکھا ہے کہ عباسی خلیفہ البرجس منصور نے امام صاحب کو قید خانہ میں زہر دیا (اس لیے قید کیا تھا کہ انہوں نے قاضی القضاۃ بنفے سے انکار کیا تھا کہ ظالم بادشاہ میں اور جائز و ناجائز فتوے دینے پڑتے ہیں۔ اور شاہ میں ان کی وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت امام ابو حنیفہ ؒ کی ذات گرامی پر طعن کرنے والوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر طعن سے کون بچ سکا ہے؟ جمہور عباد میں پیش کر دیتے ہیں۔ ۱۔ جزو القرۃ اہم بخاری ص ۳۳ میں ہے۔

ولم یبج کثیر من الناس فی	بعض لوگ بعض کے عیب بیان کرتے ہیں
کلام بعض الناس فیہم	اس سے کم ہی کوئی بچا ہوگا لیکن اہل علم ایسے
الی ان قال ولم یلتفت اهل	کلام کی پروا نہیں کیا کرتے مگر دلائل اور براہین کے
العلم فی هذا الغور الا یبسان و	ساتھ اور اس قسم کا کلام جس کے بارے میں
حجة ولم یسقط عد التمس	کیا جائے تو اس کی علت میں فعل اذ نہیں ہو سکتا
الادبیرہان ثابت وحجة والكلام	موجب اس پر برہان و دلیل پیش کیا جائے
فی هذا کثیر انتہی۔	اس قسم کے واقعات بے شمار ہیں۔

۲۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۲ میں لکھتے ہیں۔

قلت کلام الاقدان بعضہم فی بعض ہم غیر بعض کے متعلق کلام کہتے ہیں

بعض فیعابہ فی سبھا اذا لوج لك
انه لعداوة اولمذهب والحمد
ما یخوہ منہ الا من عصمہ اللہ وما
علمت ان عصرا من الوعصار سلم
اہلہ من ذالک سوى الانبیاء
والصدیقین والموشئت لودت
من کرار یس الخ۔

تو وہ قابل افتخار نہیں ہر آخروما جب کہ کسی
دشمنی یا نہی تعصب اور عداوت کی بنا پر جو اس کے
وہی سبب سکستہ ہے جس کو خدا تعالیٰ پہلے۔ مجھے کوئی
زمانہ ایسا نہیں معلوم کہ جس میں بعض کا بعض میں
کلام نہ ہو اور بغیر حضرات انبیاء علیہم السلام
والسلام و قدس علی افسر اور صدیقین کے اگر میں ان کی
تجزیہ کلام ہوا، فہرست بیان کر دے تو دفترک دفتر کا تیرہ

حضرت امام مالک

امام ابن عبد البر نے کتاب الاختار فی مرجع الشیخۃ الفخرۃ الفقہاء ص ۳۷۳ و ص ۳۷۴ میں
اور امام ابو الفرج اعظمی (المتوفی ۵۹۶ھ صاحب الاغانی) نے کتاب المقاتل ص ۱۲۰
میں اور قاضی شمس الدین احمد بن خلدون (المتوفی ۸۰۶ھ) نے وفیات الامیاء جلد ۱ ص ۳۹
میں لکھا ہے کہ جب جعفر بن سلیمان (خلیفہ منصور کا چچا) مدینہ کا گورنر بنا تو امام مالک
راہ الملوک و سلسلہ کا فتویٰ اس کے سامنے پیش ہوا۔ وہ یہ فتویٰ تھا کہ جس سے
جبراً طلاق لی جائے تو وہ طلاق نہیں ہوتی یہ امام مالک کا مذہب ہے احناف کے نزدیک
واقع ہو جاتی ہے (راجع کتاب الفقہ) تو امام مالک کو تنگ کر کے کڑوں سے مارا گیا اور
شکلیں باندھیں گئیں یہاں تک کہ ان کا بازو اکھڑ گیا۔ مگر امام مالک یہی کہتے رہے۔
من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالک بن انس اقول طلاق
المنکرہ لیس بشتی۔ جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو خود پہچانتا ہی ہے جو نہیں پہچانتا
میں بتلا دیتا ہوں کہ میں مالک بن انس ہوں میں کتا ہوں کہ منکرہ کی طلاق نہیں واقع
ہوتی۔ فتویٰ تو دوسرے حضرات ائمہ نے بھی دیا تھا مگر ان کے ساتھ یہ حرکت کیوں
نہ ہوئی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ نے لوگوں سے جبراً بیعت لی تھی خلیفہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ

جب لوگوں کے سامنے یہ سکہ پیش ہوگا کہ جبر اطلاق نہیں ہوتی تو وہ خود بخود سمجھ لیں گے کہ جبر ابعیت بھی نہیں ہوتی اور یہ حکومت پر ضرب تھی لہذا حضرت امام مالک کو یہ سزا دی گئی۔ فاحفظہ و مات مالک رحمہ اللہ تعالیٰ۔
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی المولود ۱۵۰ھ بہت بڑے امام ہیں جو علم حدیث علم تفسیر نحو و لغت و فقہ وغیرہ میں مکمل امام ہیں اور وہ ثقہ فقیہ امام عابد عادل عابد ہیں ہزاروں حضرات ان سے علم حدیث میں مستفید ہوتے عالم اور زاہد مکتے کے ساتھ ساتھ مجاہد بھی تھے حق کے بیان کرنے میں کسی مروت لائم کی پروا نہ کرتے تھے۔ تاریخ میں موجود ہے کہ حضرت امام شافعیؒ کو بعض نفس پرستوں نے اصرار من ابلیس کا خطاب دیا بعض اہل عراق و مصر نے ان پر ایسی تہمتیں لگائیں کہ ان کی وجہ سے یمن سے دارالسلام تک ہجرتی اور بے عزتی سے قید کر کے بھیجے گئے کہ ہزاروں آدمی ظامت کرتے تھے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کے حلقہ میں سر جھکاتے ہوئے تھے۔ دراجح صیغہ یمان ص ۵۶) گویا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت یوں بھی ادا کی کہ مجاہد بھی بنے علم بھی نمازی بھی اور غازی بھی ان کے فضائل بہت بے شمار ہیں المتوفی ۲۰۴ھ (رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ الی الیوم القیمۃ آمین)
حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت امام احمد بن حنبل المولود ۱۶۲ھ انہوں نے جب قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے کا فتویٰ دیا تو مسلسل اکیس برس تک پکے بعد دیگرے ماموں، رشید، معتصم واثق نے امتحان لیا مگر امام احمدؒ ایک مضبوط چٹان تھے جو ٹس سے مس نہ ہوئے حالانکہ بڑے بڑے امام حدیث مثلاً علی بن مدینی، شیخ بخاری وغیرہ نے خلق قرآن کریم کے بارے میں مجبوراً اثبات میں جواب دیا۔ دراجح تاریخ خطیب جلد ۱ ص ۲۸، ۲۹۔

محدث ابن جوزی حنبلی (المتوفی ۷۵۹ھ) من قب احمد ص ۲۳ تا ص ۳۵ میں لکھتے ہیں کہ محدث ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے سنا رہا کہ امام احمد بن حنبلؒ کو امام بچہؒ ابن معینؒ ابو خثیمہؒ اور دوسرے مشہور بزرگوں پر ترجیح دیتے ہیں مگر ان کی اتنی شہرت نہ تھی جتنی کہ ان کے امتحان کے بعد ہوئی۔ مولانا محمد علی مرحومؒ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

عشق مجنوں کے لیے ناقہ لیلیٰ کے سرا

شرط یہ بھی ہے کہ داوی پرخنار بھی ہو

حضرت امام ابن حنبلؒ کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی فرحمہ اللہ تعالیٰ ورحمۃ اللہ علیہ

ضمیمہ تشیع کا اجمالی نقشہ

چونکہ اس کتاب میں شیعہ کا بھی ذکر ہے اور عادتہ المسلمین شیعہ کے عقائد و افعال سے واقف نہیں ہیں اس لیے افادہ کے لیے تھوڑی سی بحث اس کی بھی یہاں کی جاتی ہے مذہب کی صداقت کی نشانی

مذہب کی صداقت اور روحانیت مذہب کے بانی اور اصول مذہب کی صحت و حقانیت اور خلوص اور لئیت پر مبنی ہوتی ہے اگر مذہب کا پیش کرنے والا صادق مصدق اور اخلاقی گیر کٹر میں اتنے بلند پایہ کا ہو کہ دنیا اس کے مقابلہ و برابری سے عاجز ہو جائے۔ اور اصول مذہب وہ ہوں کہ جس کو بھی عقل سلیم حاصل ہو تو اس کو ایک اصل پر بھی جائے انگشت ہناؤں نہ ملے تو وہ مذہب مقبول و قابل اخذ ہو گا۔ اور اگر مذہب کے بانی ایسے ہوں جیسے روافض کو ملے ہیں اور اصول وہ ہوں جو ان کو میسر ہوئے ہیں تو وہ کسی بھی صاحب عقل و عظیم الطبع کے نزدیک بھی قابل اخذ نہیں بانی کون ہے اور اصول مذہب کیا ہیں ہم اجمالی مگر کار آمد اور ستم (مختل و مختلف) چند حوالے پیش کرتے ہیں غور سے سنیں۔

اس مذہب کا بانی ایک یہودی تھا

عبداللہ بن وہب بن سبا اس کا نام تھا قالہ المقرئ فی الخط والاشمار المرونی
۸۳ھ شیعہ کی مشہور کتاب رجال کشی و جس پر ان کے اسماء الرجال کی بار بار

(ہے) مکہ میں ہے

ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ
بن سبا کان یہودی یا فاسکو و
والی علیاً علیہ السلام و کان
یقول ہو علی یہود فیکہ فی یوشع
بن نون وصی موسیٰ بالعلوم
فقال فی اسلامہ بعد وفات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی علی علیہ السلام مثل ذالک
و کان اول من اشہر القول بغرض
امامۃ علی و اظہر البرۃ من
اعدائہ و عاشت مخالفیہ و
اکثرہم فمن ہما قال من خالف
الشیعۃ ان اصل التشیع ماخوذ
من اليهودیۃ انتہی۔

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن
سبا پہلے یہودی تھا پھر اسلام لایا اور حضرت علیؑ
سے محبت کا دعویٰ کیا اور وہ اپنے زمانہ یہودیت
میں حضرت یوشع بن نونؑ وصی حضرت موسیٰ علیہما
السلام کے بارے میں بھی بہت علوم (زمانہ) کرتا تھا
اور اس نے اسلام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
وفات کے بعد حضرت علیؑ کی اہمیت کو فرض کیا
ہے اور جو اس کے گمان میں حضرت علیؑ کے مخالف
تھے اس نے ان پر تبرکات اور مغانوں کو فساد
نظارہ کر تارک اور کاذب بنا گیا۔ پس اسی وجہ سے
جو لوگ مذہب شیعہ کے خلاف ہیں کہتے
"ہیں کہ تشیع کی بنیاد یہودیت پر ہے۔"

میاں گو مذہب شیعہ کا یہودیت سے ماخوذ ہونا مخالفین کا قول قرار دیا گیا ہے
مگر اس میں کیا بات مذہب ہونا اور امامت حضرت علیؑ کا ضروری قرار دینا اور مخالفین
پر تبرک کرنا اور ان کو کافر و مرتد قرار دینا (جو شیعہ مذہب کی شک بنیاد ہے) اور ان سب
اشیاء کو عبد اللہ بن سبا کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ عبارت مخطوطہ سے ظاہر ہے تسلیم
کیا گیا ہے جو اس پر شاہ عدل ہے کہ یہی عبد اللہ بن سبا بنیانی مذہب شیعہ کا ایک
رکن ہے اس کو وہ مخالفین کی طرف منسوب کر کے جان بچانا چاہتے تھے مگر خود چھینس گئے۔

المجھاسبے پاؤں یاہ کا زلف نہ لڑیں لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آگیا

ہم اس پر اس مختصر رسالہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھنا چاہتے بس یہی بتلانا چاہتے ہیں کہ مذہب شیعہ کے بانیوں میں سے ایک یہ عبد اللہ بن سبا (پروردہ یہودی) تھا اور ظاہر اسلام قبول کر کے دین اسلام کی تخریب کی جو نذر و منت اس نے مانی تھی ایک حد تک اس میں وہ کامیاب ہو گیا اور اسی ابن سبا کے تعلیمی اسول پر دین واحد میں تقریباً اسی وقت غول ہوئے۔ غلا، کیسانہ، زیدیہ، بھنسیلیہ، امامیہ، معتزلہ، جہمیہ، کرامیہ وغیرہ تمام اسی تالاب کی چھوٹی ٹپسی نمایاں ہیں (راجع کتاب الخطوط والامارات تقریری و تاریخی طبری المتوفی ۳۱۰ھ) واللہ واللہ والمصل للعلامة عبد الکرم شہرستانی (المتوفی ۵۴۰ھ) ذکر فرقہ سبائیہ والتفصیل لایعجزہ المقام۔

حضرات صحابہ کرام سے عدوت

ہم مختصری تمہید پیش کرتے ہیں تاکہ مطلب سمجھ لینا آسان ہو جائے۔

۱۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلے گئے تھے تو قریش نے اعلان کیا کہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کو قتل یا گرفتار کر کے لائے گا تو اس کو سواؤنٹ بطور انعام دیے جائیں گے حضرت سراقہ بن مالک دین شعم بن عمرو بن تیم بن مدح بن عبد مناة بن علی بن کنانہ بھی کنانی المتوفی ۲۲ھ نے جب کہ مسلمان نہ ہوئے تھے ان بزرگ شخصیتوں کا تعاقب کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر کو جب دیکھا تو ارادہ بد (قتل کا) مضبوط کر لیا اور قتل کرنا چاہا مگر متعجب و ہراس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور کامیاب نہ ہوا یہ مفصل واقعو صحیح بخاری جلد ۵۵۴ میں مذکور ہے۔ ہمارا مقصد تاریخ کے اس ٹکڑے سے ہے جس کو حافظ المغرب ابو سعید بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر المالکی (المتوفی ۴۶۳ھ) نے کتاب الاستیعاب مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۵۸۱ میں اور حافظ عز الدین علی بن محمد بن اثیر (المتوفی ۷۰۲ھ)

نے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۶۹ میں نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت حضرت سراقہؓ بن مالکؓ سے فرمایا۔

کیف اذا البست سوارى کسوی الخ یعنی کیا ہی ہوا کہ ہوا وہ وقت جب تم سر پہ کھنٹی پہننے کے لیے حضورؐ کی پیشین گوئی تھی جو کہ باذن الہی ان کو سونے کے کنگن پہننے کی اجازت دی گئی تھی قرآن میں ہے۔ وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی ۙ وَكَرَّ اَبْ اُپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ کہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت جس کو بھی کسی حکم سے ششٹی فرمائیں اس میں کیا کلام ہے اور نہ اس سے مختار کل ہونا لازم آتا ہے۔ فافهم عجیب تماشا ہے کہ جس ذات کو اپنے خاندانی لوگوں نے وطن مالوت ترک کر دینے پر مجبور کر دیا تھا کھانے کے لیے بیٹ بھر کر نان جویں بھی میسر نہیں تھی پہنے کے لیے مکلف جنگل تو کیا عمدہ مکان بھی حاصل نہیں تھا آرام کرنے کے لیے کوئی نرم و گرم بستر ابھی دستیاب نہیں تھا مگر اس بزرگ ہستی نے باذن الہی کسری کی حکومت کے کنکڑوں کا وعدہ حضرت سراقہؓ بن مالکؓ سے کیا۔

بستر خاک کا دو پارچے کھیل کی گلاہ تاج خسرو ہے یہی تخت سلیمان بھی اور یہ وعدہ حضرت عمرؓ کے سنہری زمانہ خلافت میں پورا ہوا اور مسجد نبویؐ میں حضرت سراقہؓ بن مالکؓ کو کسری کے کنگن پہنائے گئے اور دیکھنے والوں نے عالم کی نیرنگی کا تماشا دیکھا۔

کیف اذا البست الخ میں جو حکمت سمجھ آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسے سراقہؓ رضی اللہ عنہ آج تو تم خدا تعالیٰ کے سچے پیغمبر کو دنیا کی لالچ کے لیے قتل یا گرفتار کرنا چاہتے ہو مگر وہ وقت کیا ہی مبدا کہ ہو گا جب تم مسلمان ہو گے اور تمہارے لیے خدا تعالیٰ دروول برحق کی رضا و دنیا و مافیہا سے ہتر ہوگی تم کسری کے کنگن پہننے کے اور تمہیں

یہ انعام خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری میں حاصل ہوا۔ دین بھی وجہ اتم حاصل ہوگا اور دنیا بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے گی۔ ہجرت کے اس واقعہ میں حضرت ابوبکرؓ کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تفصیلی پر جان رکھ کر سفر کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے لہذا ایسی بزرگ شخصیت کے عداوت رکھنا اور ان کی خلافت کو تسلیم نہ کرنا سراسر اسلام دشمنی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت کے مترادف ہے اعادنا اللہ تعالیٰ منہ اور پھر حضرت عمرؓ کی ذات گرامی سے بغض و کینہ اور ان کی خلافت حقہ کا انکار جن کے دور خلافت میں کسریٰ کے خلاف مسجد نبوی میں پہنچے اور آپ کی پیش گوئی پوری ہوئی اسلام کی کرن سی خدمت ہے؟

۲۔ شیعو اکثر حضرات صحابہ کرام کو کافر اور مرتد کہتے ہیں کہ بغیر ان تین چار حضرات کے سب مرتد ہو چکے تھے (احتجاج طبرسی ص ۹۵) معاذ اللہ تعالیٰ۔

ما من الامة احد يبيع مكرها
غير علي واربعته۔
امت میں سے کسی نے حضرت علیؓ اور سب چار آدمیوں کے سوا حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی

(یعنی سب اختیار سے بیعت کی بغیر ان پانچ حضرات کے شیعو کے خیال میں)

حیاب القلوب جلد ۲ ص ۶۴ میں ہے۔ حسن مند کے ساتھ حضرت امام باقرؓ سے بہ سند حسن از امام باقر روایت کر دے است کہ صحابہؓ بعد از حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرتد نہ ہوئے مگر حضرت نضر سلمان والیزہ و مقدادؓ بالہ تعالیٰ امگرتین آدمی حضرت سلمانؓ۔

حضرت ابوذرؓ اور حضرت مقدادؓ۔

کتاب الاختصاص میں نیز روایت کافی ص ۱۱۵ و رجال کشی ص ۱۱۵ و احتجاج طبرسی طبع ایران ص ۱۱۵ میں ہے۔

عن أبي جعفر قال كان الناس
اهل ردة بعد النبي صلى الله
عليه وسلم الا ثلاثة مقلداً والوذراً
وسلماناً۔
امام ابی جعفرؑ فرماتے ہیں کہ لوگ (یعنی حضرات صحابہؓ)
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد
ہو گئے تھے مگر تین۔ حضرت مقدادؓ، حضرت
ابوذرؓ اور حضرت سلمانؓ۔

کتاب الاختصاص میں ہے

سمعت ابا عبد الله عليه السلام
يقول ان النبي صلى الله عليه وآله
ادته الناس على اعتابهم
كهار الا ثلاثة سلمان
والوذر وعمار۔
روبو بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفرؑ
صادقؑ سے سنا ہے جو کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ کی وفات کے بعد سب لوگ یعنی یعنی
حضرت صحابہؓ (مرتبہ ہو گئے تھے مگر تین سلمانؓ،
حضرت ابوذرؓ، حضرت سلمانؓ اور حضرت عمارؓ)۔

غور کیجئے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایک لاکھ چوبیس
ہزار صحابی تھے (صحیح بخاری الانوار ص ۵۴) مگر ان کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی تیس سالہ تعلیم کا نتیجہ خیر الاعم سے یہ ہوا کہ وفات کے بعد معاً سب مرتد ہو گئے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابی جو پہلے جا دو گئے تھے اور پھر سلمانؓ ہو گئے۔ فرعون کے
اشد عذاب سولی وغیرہ کی دھمکی سن کر بھی یہ کہیں خائف نہ آئے۔ اذنت قاضی۔ اے
فرعون اے نابکار فرعون تجھ سے جو بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ ہم دین حق کو نہیں چھوڑ
سکتے حالانکہ ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت کا برکت بخوارانہ نصیب ہوا
تھا اور یہ بھی علم ہے (قواعد شریعیہ کی روشنی میں) کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
امت خیر الاعم ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مفضل امت تکالیف کو دیکھ کر اور
سن کر بھی مرتد نہ ہوئی اور خیر الاعم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تیس سال
رہ کر پھر بھی مرتد ہو گئی حالانکہ ان کو کوئی بھی تکلیف و دہمیش نہ ہوئی تو کیا یہ بڑا

راست شان نبوت پر حملہ نہیں کہ نعوذ باللہ متنے معصہ تک دن کو رات کو
سفر میں حضرین مسجد میں میدان جنگ میں آپ تعلیم دیتے تھے لیکن جب حضور دنیا سے
تشریف لے گئے تو یہ معاشرہ بد ہو گئے۔ اسی لیے گاڈ فری ہیگنسن عیسائی مورخ نے
اپنی کتاب اپالوجی (ترجمہ اردو ص ۶۶) میں ان کے متعلق نہایت کج لکھا۔ عیسائی
اس کو یاد رکھیں تو چھا ہو کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مسائل نے وہ درجہ
نشہ دینی کا آپ کے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو عیسیٰ (علیہ السلام) کے ابتدائی پیروؤں
میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے جب عیسیٰ کو سولی پر لٹے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے
ان کا نشہ دینی جا تا رہا۔ اور اپنے مقتدا کو موت کے چنچہ میں گرفتار چھوڑ کر چلیسے برعکس
اس کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گروائے اور آپ
کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر دشمنوں پر آپ کو غالب کیا۔

۳۔ شیعہ دیگر حضرات صحابہ کرام پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً زیادہ طعن
کرتے ہیں آپ ضرور اس بات کا لحاظ کریں کہ جب بھی ان کی کوئی مجلس ہوتی ہے
تو اس میں دیگر صحابہ کرام شیعہ زیادہ تبرا وہ حضرت عمر فاروقؓ پر کرتے ہیں بلکہ بہت
سے نہایت ترقے وضع کر کے ان کے ذمہ لگاتے ہیں بعض مندرجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے پیٹ پر لات ماری اور حمل گرایا اور
حضرت علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹ کر لے گئے (اور بنو ران سے حضرت
ابوبکرؓ کی بیعت کرائی) حصار العیون جلد ۱ ص ۱۵۲ شیعہ کی مشہور و معروف کتاب ہے۔

افسوس کہ یہاں حضرت علیؓ کی بہادری جس کو درہ خیبر اکھاڑا کس نے۔ اور
علی مشکل کشا وغیرہ الفاظ سے وہ یاد کرتے ہیں وہ کہاں گئی؟ غور فرمائیے کہ اس جعلی رام
کہانی اور حضرت علیؓ کی شجاعت و بہادری کا کیا جوڑ ہے؟

فائدہ :- اور جس روایت میں ہے کہ خیبر کا دروازہ جس کو ستر آدمی بھی نہیں کھیل

سکتے تھے حضرت عائشہؓ نے اٹھا کر دیا تھا۔ اس کی سند باطل ہے (راجع میزان الاعتدال ص ۳۲ جلد اول جلد ۲ ص ۲۱۵ و تقریب ص ۴۹)۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا گھر جلایا۔ راجع کتاب المراضی ص ۴۵ و التحقيق ص ۲۳۲ و ظل و نخل جلد ۱ ص ۲۵ وغیرہ من الکتاب۔

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک تازیانہ دکوڑا مارا حضرت فاطمہؓ کو جس سے ان کو اشد صدمہ ہوا۔

۴۔ فذلک دخلت صلیب وغیرہ میں حضرت عمرؓ ہی کا ہاتھ تھا وغیرہ ذالک من الواقعات والخوافات الواہیات۔

۵۔ اسی لیے ان میں سے غالی قسم کے لوگ آٹے کا عمرؓ بنا کر شہد سے بھرتے ہیں اور تلوار مار کر کہتے ہیں کہ ہم نے عمرؓ کو قتل کیا اور شہد پی کر کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمرؓ کا خون پیا (استفادۃ من بعض المحققین)۔

۶۔ حضرت عمرؓ پر اور حضرت ازواج مطہراتؓ پر اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عثمانؓ پر وہ سب زیادہ تبرک کرتے ہیں دیکھئے ان کی مشہور کتاب تحفہ العوام جلد ۱ ص ۲ جب تک حضرت کے تین اصحاب حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پر اور دو ازواج پر لعنت و تبرک نہ کرے تو مصیبت سے نہ اٹھو۔ حضرت ازواج مطہراتؓ میں سے دو حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور حفصہؓ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اب اس بات پر غور کرنا ہے کہ ان لوگوں کو ان حضرات سے عموماً اور حضرت عمرؓ سے خصوصاً کیوں دشمنی ہے کیا وجہ ہے کیا علت و سبب ہے حضرت عمرؓ کی خلافت کے اخیر ۲۳ برس تک مسلمانوں نے چھتیس ہزار شہر و قلعے فتح کئے گویا ایک دن میں نو شہریاں تلے اپنے قبضہ میں کر لے رہے چار ہزار بیٹا نور اور میکوں کو بچھڑایا حضرت عمرؓ کے مقبوضہ ممالک کا رقبہ بائیس لاکھ مربع میل تھا (ابن ہشام)

تذکرہ علامہ مشرقی جلد ۱۶۹، ان ممالک میں خصوصیت سے عراق و ایران شامل تھے شام اور مصر وغیرہ بھی انہی مفتوحہ ممالک میں تھے۔ ایران جو کہ مجوسیوں کا ملک تھا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں منسوخ ہوا اور کسری کے خزانے مسجد نبویؐ میں آکر تقسیم ہوئے حضرت سقر بن مالک کو کسری کے خزانے پینا کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری کی گئی جب یہ لوگ ایرانی (مجوسی) گرفتار ہوئے اور اپنی سلطنت کے پرزے پرزے ہوتے دیکھے تو جس آگ کی وہ پوجا کرتے اب وہ ان کے دلوں میں بھڑک اٹھی اور ان میں سے بعض ہیکار نظامہ اسلام میں داخل ہو گئے اور انہوں نے نام کی محبت اہل بیت سے ظاہر کی اور اس پردہ میں وہ ایرانیّت کی اصل الاصول مجوسیت کی روح کا احیا کرتے رہے حضرت عمرؓ سے اس لیے زیادہ دشمنی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج بھی سب سے زیادہ شیوخ ایران اور عراق میں موجود ہیں کیونکہ انہوں نے ان کے ایران کو اسلامی ملک بنایا تھا ان کو گرفتار کر کے غلام بنایا ان کی صدیوں سے جو حکومت پنچہ مضبوط تھی۔ اس کا ایک تخت تختہ الٹ دیا ان کی عزت و زلت بدل گئی ان کی شہر بانو کسری کی لڑکی (لوتدی بن کر آئی) ان کے خزانے اور تخت و تاج ان کے سامنے حضرات صحابہؓ میں تقسیم ہوئے۔ یہ سب کچھ دیکھتے رہے گڑ میں زہر ملایا۔ اہل بیت کی (براہ نام) محبت میں لوگوں کو دھوکہ دیکر اسلام پر کاری ضرب لگاتے رہے نہ اسلام سے محبت نہ اہل بیت سے ان کی محبت بس کھنرے مجوسیت سے اور اسلام مٹانے سے تھی اور ہے اہل بیت سے محبت کا مظاہرہ کر لیں۔ احتجاج طبری ص ۱۶۵ میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے خاوند حضرت علیؓ سے یوں خطاب کیا۔

یا ابن ابی طالب اشملت شملہ
یا ابن ابی طالب مانہ جنین در چرم بر نشین
شدہ و شل غائبان در غارِ مگر بخیر (حق یقین)

کہ اے ابوطالب کے بیٹے بچہ کی طرح (ماں کے رحم میں) چھپ کر بیٹھا ہے۔ اور
 تہمت زدہ کی طرح خانہ نشین ہو گیا، کیا نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت فاطمہؑ نے حضور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہی تعلیم حاصل کی تھی کہ اپنے خاوند کو خصوصاً اہم بہن کو
 یہ سب کچھ کہنا جائز ہے اگر یہی ہے اہل بیت کی محبت تو واقعی ہم اس سے بیزار ہیں
 ۷۔ گر دلی این بہت لعنت بردلی۔ اگر کسی مکان کی نیو اور بنیاد کچی ہو تو مکان کی عمارت
 کبھی بچی ثابت نہیں ہو سکتی اور امت تک جو احکام و عقائد قرآن کریم اور احادیث
 پنجیں وہ حضرات صحابہؓ اور حضرات ائوال ج مطہراتؑ کے ذریعہ سے ہی پہنچیں جب قرآن
 کریم جمع کرنے والے کافر اور مرتد ہیں اور جن سے احادیث منقول ہیں وہ کافر و مرتد ہیں تو
 جس دین کی بنیاد ہی غریب ہو وہ دین نہ ہوا بچوں کا کھیل ہوا اور جس دین کے بانی اور کان
 عبد اللہ بن سبا اور ایرانی مجوسی ہوں اور عتد متعہ۔ بدار۔ و تکھیر صحابہؓ ہو تو وہ ولیدہ اس شعر کے
 مصداق ہیں۔

گر بہرہ و سنگ وزیر دیکوش را دلوان کنند این چنین ارکان دولت ملک را دلوان کنند
 دین میں جتنی خرابیاں پیدا ہوئیں ان کے بانی ہی لوگ ہیں ہم چند تاریخی شواہد پیش
 کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ کتاب الفرق فی الفرق (للامام عبدالقادر بغدادی الشافعی المتوفی ۳۲۹ھ)
 ص ۱۱ میں ہے۔

وما ظہرت البیع والضلالت دین کے اندر بدعتیں اور گمراہیاں نہیں بھیلیں
 الا من ابتلہ السبایا کما روی مگر قیدیوں کی اولاد سے (یعنی ایرانی وغیرہ جو
 فی الجہاد الخ قید ہو کر آئے) جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

۲۔ تاریخ خطیب (علامہ بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ) جلد ۲ ص ۲۰۸ میں ہے۔

ولما جاء الرشيد بشاكر دأس غلبہ رشید کے سلسلے بڑا زمین شاکر نامی راضی

الزنادقة ليضرب عنقه قال اخبرني
 له تعلمون المتعلم منكم اول
 ما تعلمونه الرضا والقدر قال
 اما قولنا بالرفض فاننا نريد به
 الطعن على الناقلة (راى الصحابة)
 فاذا ابطلت الناقلة اوشك ان
 ينطلي المنقول (راى الدين الخ)

پیش کش کیا گیا تاکہ اس کو قتل کیا جائے تو ریشہ
 نے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ تم سب کے پہلے شیعوں میں
 اور تقدیر کا انکار لوگوں کو کیوں کھلاتے ہو۔
 متا کرنے جواب دیا کہ ہم جو شیعوں میں رہیں
 میں حضرات صحابہ کی تکفیر ہے اسکا جس میں تو
 اس لیے کہ ہمارے عقائد میں مذہب حضرات صحابہ
 پڑھیں کرنا ہے یاقین مذہب کہ کافر و مرتد بن کر

باطل کریں گے تو جو دین ان سے منقول ہے وہ خود بخود باطل ہو گیا
 دیکھئے کتنی وضاحت سے شاکر زبیدی نے اقرار کیا کہ ہم مذہب اسلام کو باطل
 کرنا چاہتے ہیں اور اس کی واحد صورت یہی ہے کہ ہم حضرات صحابہ کو کافر و مرتد
 کہیں۔ ہم اس پر چند حوالے اور پیش کر دیتے ہیں جن کا مطلب یہی ہے کہ الفاظ یہ نہیں
 ۳۔ اصابعہ فی تذکرۃ الصحابة ص ۱۸ لابن حجر عسقلانی

۴۔ الیواقیت والحوادث ۲۲۶ لاجلہ الوطاب شعرائہ الملتونی ۱۳۱۳ھ۔

۵۔ کتاب المعتد باب سوم فصل چہارم فضل اللہ تواریخی معاصر شیخ سعدی۔

(شیخ سعدی متوفی ۱۳۱۳ھ)

فائدہ ۱۔ یہ مذکور وجہ اصل علت ہے مگر بعد کے بعض جاہل یہ سمجھ گئے کہ ان کو اہل
 بیت سے واقعی محبت ہے اور وہ اس کو نیک نیتی سے اسلام سمجھ کر پھینک گئے۔
 فشتان مابینہما۔ فتامل۔

حضرات صحابہ کو ہم سے عداوت کے فتنہ عجیب اور ایرانی ہونے کی ایک واضح
 دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ کو جس آدمی نے شہید کیا ہے وہ حضرت مغیرہؓ بن
 سبغہ کا ایک مجوسی غلام تھا جس کا نام فیروز اور کنیت ابو لؤلؤ تھی۔ راجع کتب التاریخ۔

اکمال فی اسرار الرجال ص ۶۰ وغیرہ اور حضرت عمرؓ کی شہادت مہر زمان کی وسیع کاری کا نتیجہ ہے جو قسطنطنیہ کا بادشاہ تھا گرفتار کر کے مدینہ طیبہ لایا گیا زبان سے منافقانہ کلمہ پڑھا مگر دل میں کفر تھا (لاحظہ ہو فیض الباری ص ۴۲۳)

اور حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے والا اسود تجیبی مصری تھا وہوالہ ص ۷۰ راجع احوال ص ۶۰ وغیرہ۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے دشمنی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ بنایا جن کی وجہ سے اسلام خوب بھلا اور پھولا۔ شیعہ سے ایک سوال۔

حضرت شہر بانو بنت کسری حضرت عمرؓ کی خلافت میں لوٹدی بنا کر مدینہ میں لائی جاتی ہے اور اس کا نکاح حضرت حسین بن علیؓ سے ہوتا ہے ان سے بڑے بڑے امام پیدا ہوتے ہیں خصوصاً حضرت امام زین العابدینؓ اصول کافی کتاب الحجہ ص ۲۹۶ باب مولد علی بن الحسین (درع شریعہ الصالحی کتاب الحجہ جز سوم حصہ ۲ ص ۲۰۵ و ص ۲۰۶) میں ہے۔

عن اب جعفر علیہ السلام قال لما قدمت بذت یزد جرد علی عمر الی ان قال فقال له امیر المومنین علیہ السلام ذالک خیرھا وجہا من المسلمین وَاَحْسَبُهَا بَیِّنَةً فَعَدَّهَا فَجَاءَتْ حَتَّى وَضَعَتْ يَدَهَا عَلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ امیر المومنین علیہ السلام مَا اسْمُكَ فَقَالَتْ جِهَانُ شَاهِ

حضرت ام جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جب (دفینت میں) نوشیروان یزدجرد کی بیٹی بھی حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوئی (پھر لگے فرمایا) تو حضرت عمرؓ کو حضرت علیؓ نے کہا آپ کو حکم صادر کرنے کی ضرورت نہیں آپ اس لڑکی کو اجازت دیں کہ مسلمانوں میں سے جس کو بھی پسند کرے اس لوٹدی کہ اس مسلمان کی غنیمت کا حصہ شہداء کے ہیں (یعنی اس کو اس کی غنیمت کا حصہ سمجھ لیں) آپ اس کو اختیار دیں گے اس سے اس لئے کہ حضرت حسینؓ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا حضرت علیؓ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے کہنے لگی جہان شاہ حضرت علیؓ نے فرمایا بلکہ تمہارا

فقال لها امير المؤمنين بل
 شهر ياذنكم قال للحسين يا
 ابا عبد الله ليلدن لك منهلخير
 اهل الارض فولدت علي
 بن الحسين الخ

نام شہر بانو ہے اور پھر حضرت حسین سے فرمایا
 کہ تمہارے ہاں اس لڑکی کے بطن سے ایک بچہ
 پیدا ہوگا جو دنیا میں سب سے بہتر ہوگا آخر کا حضرت
 علی بن حسینؑ ملقب بزین العابدین پیدا ہوئے۔
 فائدہ یہ انکے آٹھ عشر میں سے چوتھے نمبر کے امام

ہیں۔ (المستوفی صفحہ ۹۵)

اگر حضرت عمرؓ کی خلافت غاصبانہ تھی اور وہ مرتد تھے معاذ اللہ تعالیٰ تو یہ
 غنیمت جو مرتد کے ہاتھ سے تقسیم ہوئی لازمی نتیجہ ہے کہ حرام ہوگی تو یہ شہر بانو بھی مال
 حرام سے ہوگی۔ تو جو امام اس حرام کو ٹٹری سے پیدا ہوئے تو وہ امام کیسے بن گئے۔ کیا یہی
 ہے محبت اہل بیت کی۔ بیسیوا تو جبروا۔
 غیر مسلم کی شہادت

ہم اس مقام پر اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن مومنین داس کرم چند گانہ بھی المولود
 ۱۲۸۵ھ کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ جب ۱۹۳۷ء میں
 آٹھ مصلوبوں کا نظم و نسق کانگرس کے ہاتھوں میں آگیا تو گانہ بھی جی کو ضرورت محسوس ہوئی کہ
 اپنے درامے کے لیے بہترین حکومت کا فنونہ پیش کریں تو انہوں نے حضرت صدیق اکبرؓ
 اور حضرت عمر فاروقؓ کو بطور فنونہ پیش کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا بھر کی دولت ان کے
 پاؤں پر تصدق ہوئے کو تیار تھی لیکن انہوں نے قناعت پر ہیز گاری اور سادہ زندگی
 بسر کرنے کو ترجیح دی ان کی پرہیز گاری زندگی کی مثال تاریخ کے اوراق میں چراغ ہے
 کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی وہ موٹے کپڑے پہنتے اور سادہ خوراک کھاتے تھے
 (مرحومین ۷، مارچ ۱۹۳۷ء)

یہ شہادت کوئی سھری شہادت نہیں کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک تو دنیا کے

تقریباً چھ سات ہزار سال ہی گزے ہیں مگر ہندوؤں کے نزدیک چار دوسٹھ سو ہیں۔ تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۱۔

- ۱۔ ست جگ یہ دور سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال کا ہے عمر طبعی ایک لاکھ برس۔
- ۲۔ تہا جگ یہ دور بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا ہے عمر طبعی دس ہزار برس۔
- ۳۔ دو اہر جگ یہ آٹھ لاکھ چوٹھ ہزار برس کا ہے عمر طبعی ہزار سال۔ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام بقول ان کے اسی دور میں تھے۔

۴۔ کلجگ، چار لاکھ تیس ہزار سال کا ہے عمر طبعی سو سال

پچھتین دور تو یقیناً گزر چکے ہیں جن کا مجموعہ ۳۸ لاکھ ۸ ہزار سال ہوتا ہے۔ چوتھے دور کا بھی کچھ حصہ گزر چکا ہے مگر ہم پہلے ہی تین دور لے لیتے ہیں تو ان ۳۸ لاکھ ۸ ہزار سال کے اندر گانہ جی کی وجہ کہ وہ رومیوں کی تاریخ سے واقف ہیں عمالقہ کی تاریخ سے آگاہ ہیں یونانیوں کی ہسٹری جانتے ہیں جاپان چین اور انگلستان کے واقعات واقف ہیں اپنی ہندوؤں کی تاریخ سے بھی واقف ہیں نہ ان کو رام چند جی نظر آتے ہیں نہ ان کی حکومت کا فائدہ پیش کریں نہ کرشن جی نہ بیاس جی نہ در سکھ راجے اور ہاراجے۔ اور دعویٰ ہے کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی عادلانہ اور سادہ حکومت کی مثال تاریخ کے اور اوراق میں چرخی لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی یہ نہیں کہتے بلکہ یوں کہتے ہیں بل نہیں سکتی ۔

وملیحة شہدت بہا ضد تھا

الفصل ما شہدت بہم لاعداء

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

ہم ان کی وفات کا مختلف ماہ ذکر کرتے ہیں جو کامل مبرور المتوفی (۱۸۵۷ء) جلد ۲ ص ۱۱۳ اور محاضرات (جلد ۲ ص ۱۲۲) ونبۃ زمنہ فی جلد ۲ ص ۱۹۱ شیخ محمد الحنفیؒ

(المستوفی ۱۲۵۵ھ) وغیر میں موجود ہے کہ عبدالرحمان بن ملجم خارجی اور حجاج بن عبداللہ قسری المعروف بابک اور زاذویہ مولیٰ بنی عمر بن تیم بنیوں نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے ہر ایک ان تین بزرگوں میں سے ایک ایک کو قتل کرے گا۔ عبدالرحمن بن ملجم حضرت علیؑ کو جو کہ کوفہ میں تھے حجاج بن عبداللہ حضرت امیر معاویہؓ کو جو دمشق میں تھے اور زاذویہ حضرت عمرو بن العاصؓ کو جو مصر میں تھے۔ اور ان کے قتل کی ایک رات مقرر کی تاکہ سب پر ایک ہی رات میں حملہ کیا جائے حجاج بن عبداللہ بھی ناکام رہا زاذویہ نے مصر کی مسجد میں صبح کے وقت ایک شخص خارجی نامی پر یہ سمجھ کر کہ یہ حضرت عمرو بن العاصؓ ہیں حملہ کر دیا جب اسے معلوم ہوا تو اس نے کہا اردت عمروا و اراد اللہ خارجۃ میرا ارادہ تو عمرو بن العاصؓ کو مارنے کا تھا مگر خدا تعالیٰ نے خارجہ کے متعلق ارادہ کیا یہ اب مشورہ ضرب المثل ہے جب انسان کرنا کچھ چاہتا تھا اور ہو کچھ جاسے تو کہتے ہیں اردت عمروا و المخرج تاریخ ابن مذکان القاضی شمس الدین احمد بن مذکان المستوفی ۶۸۱ھ) عبدالرحمان بن ملجم نے حضرت علیؑ کو صبح کے وقت نہمی کر دیا یہ واقعہ ۱۸ رمضان جمعہ کے دن سنہ ۳۵ھ کا ہے اور ۲۱ رمضان بروز اتوار وہ انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ حضریؒ فرماتے ہیں (جلد ۲ ص ۱۲۲ محاضرات)

ودفن بالکوفۃ السی کانت
حاضرۃ خلافتہ
اور وہ کوفہ میں دفن کئے گئے جہاں ان کا
دار الخلافہ تھا۔

کل مدت خلافت ۴ سال اور کچھ دن کم نو مہینے اور کل عمر ۶۳ سال یا ۶۵ سال
یا ۶۷ سال یا ۶۸ (اکمال ص ۶) والاول ہوالاصح۔

حضرت ام حسینؑ بن علیؑ کی شہادت

محاضرات جلد ۲ ص ۱۹ میں ہے کہ

حضرت ام حسینؑ ۱۰ محرم ۳۵ھ کو شہید کئے گئے اور ان کے ساتھ اس وقت

قطعی اسی آدمی تھے اور جوان میں سے شہید کئے گئے ان کی تعداد بہت کم تھی۔ اور ان کے مقابلہ میں ابن سعد کی فوج گناہی آدمی مائے گئے رہا یہ معاملہ کہ قاتلین حضرت امام حسینؑ کون لوگ تھے؟ تو یہ پہلی بحث سے خارج ہے دل تو چاہتا ہے کہ قلم کو نہ روکا جائے کہ

رہروان رختنگی راہ نیست عشق ہم را بہت و ہم خود مرست

مگر صرف چند اشارات پر اکتفا کر کی جاتی ہے۔ بقول شاعر

لاؤ تو قتل نامہ فدا میں بھی رکھ لوں کس کس کی مہر ہے سرِ حنجر لگی ہوئی
قاتلین حضرت حسینؑ کون لوگ ہیں؟ کیا حضرت امیر معاویہؓ میں ہرگز نہیں جلداء العیونؓ
میں ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو حضرت امام حسینؑ کے متعلق خاص وصیت
کی اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اہل عراق (کوئی) حضرت حسینؑ کو اپنی طرف بلائیں گے
اور ان کی یاری و نصرت نہ کریں گے بلکہ یکہ دنا چھوڑ دیں گے۔ اے یزید اس وقت
تو اگر ان پر فتح پاوے تو ان کے حق حرمت کو نگاہ رکھنا ادا ان کی قدر و منزلت اور
قربت کا جو ان کو حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے مواخذہ نہ کرنا اور
لئے عرصہ میں میں نے جو روباہل مستحکم کئے ہیں ان کو قطع نہ کر بیٹھنا اور ہرگز کسی قسم کا
صدور ان کو نہ پہنچنے دینا۔ انتہی۔

اور نسخہ التاریخ جلد ۱ ص ۱۱۱ میں ہے اے بیٹے خبردار جب قیامت میں
حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ حسینؑ بن علیؑ کا خون تمہارے گلے
میں ہو والا اور نسخہ التاریخ جلد ۲ ص ۸۰ میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں حسینؑ
کو کس طرح عیب لگاؤں کہ میں ان میں کوئی عیب نہیں پاتا الخ یہ تین حوالے شیعہ حضرت
کی مشہور کتب سے نقل کئے گئے ہیں کہ امیر معاویہؓ نہ قاتل نہ زمانہ قتل میں موجود نہ راضی۔
دعوا مطلوب۔

کیا یزید یا یزید کے ایسے حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اس کے متعلق بھی حنفیہ

تو اسے ملاحظہ کر لیں۔

۱۔ جب زحیر بن قیس نے شہادتِ امام حسینؑ کی خبر یزید کو سنائی تو ماسخِ اندیش
میں ہے کہ۔

یزید نے مجھے سرفرو داشت و سخن نہ کرو پس
بات تک نہ کی پھر سر اٹھا کر کہا کہ میں یزید قتل حسینؑ
کے تمہاری اطاعت پر راضی تھا اگر میں ساتھ ہوتا
تو یزید کا قتل نہ ہوتا۔

۲۔ جب عمر ذی الجوش حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک لیکر یزید کے پاس آیا اور کہا کہ
املاً رعلی فضة و ذهباً قتل خیر الخلق امناً و ابناً

میری رکاب سونے اور چاندی سے بھرے میں نے نجیب الطرفین کو قتل کر دیا ہے
تو خلاصۃ المصابین میں ہے کہ

یہی نے غضب کی حالت میں شرم نہ دیکھا اور کہا
وقال صدقاً اللہ رکابک ناراً۔ ویل لک
اذا علمت انہ خیر الخلق فلیہ
قتلہ اخرج من بین یدی
لرجائزۃ لک عندی۔

۳۔ جملہ العیون ص ۵۲ میں ہے کہ یزید نے کہا کہ
ابن زیاد لعین در امر او تعجیل کرد و من
راضی بکشتن او بنو دم۔

۴۔ طراز مرئوس مظہری ص ۳۵ میں ہے
خدا تعالیٰ پاک کرے ابنِ مرجانہ ابنِ زیاد کو کہ

و مرا در دو جہاں رو سیاہ ساخت
حضرت حسینؑ کو اس نے قتل کر دیا اور مجھے دو جہاں
میں رو سیاہ کر دیا۔

۵۔ جلال العیون ص ۵۲ میں ہے کہ یزید نے اپنی بیوی ہندہ کو کہا: اے ہندہ
بروز نذر رسول خدا و بزرگ قہویش نوحہ و راز کی کن اے ہندہ فرزند رسول (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) اور قریش کے سردار پر نوحہ کر۔

۶۔ خلاصۃ المصاب ص ۳۵۳ میں ہے کہ یزید خلوت و جلوت میں حضرت
امام حسینؑ کے لیے یہ قرار ہو کر رہتا تھا۔

فائدہ :- امام حسینؑ پر دونا یزید کی سنت ہے۔ اس سنت یزید پر شیعوں کا نام ہے
یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا یہ کجا

۷۔ یزید نے اہل بیت کو عزت سے سوار کر کے اور بہت سا سامان دے کر نصرت
کیا۔ خلاصۃ المصاب ص ۲۹۲۔

پھر کس نے حضرت امام حسینؑ کو دغا دیکر قتل کیا یا کر دیا

ربیع الاول ۶۱ھ میں جب بموجب پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
امام حسنؑ نے حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کی رنجاری ۶۱ھ ص ۲۹۳ وغیرہ میں روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسنؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ

ان ابنتی ہذا سیدہ لعل
اللہ ان یصلیٰ بہ بین
فشتین عظیمین من
المسلمین۔
بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہو گا اور امید
ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو
بڑی جہتوں میں (جو ایک حضرت علیؑ کی اور دوسری
حضرت امیر معاویہؓ کی جہت تھی) صلح کر دے گا۔

توشیحوں نے کہا۔ ۱۔ جلال العیون ص ۳۲ تم نے ہماری گریزوں کو ذلیل کر دیا۔ اور شمشجوں
کو مزہ امیر کا غلام بنا دیا الخ ۲۔ شیعوں نے حضرت امام حسنؑ کو یا ذل المؤمنین و یا عار المؤمنین کے

الغافل سے گستاخانہ خطاب کرتے تھے۔ جلال العیون ص ۲۳۶۔ ۳۔ ایک شیعوہ جس کا نام سفیان بن ابی بلی تھا وہ جب سلام کرتا تو یوں کہتا السلام علیک یا عار المؤمنین۔ السلام علیک یا نذل المؤمنین۔ جلال العیون ص ۲۳۷۔

حضرت امام حسینؑ کو شیعہ کوفہ نے خط لکھا کہ آپ ضرور اس شہر میں تشریف لا کر اس کو منور کریں۔ ہم حضرت کی بیعت کریں گے۔ سلیمان بن صرد، مسیب بن نجہ، رفاعہ بن شداد، وجیب بن مظاہر وغیرہ شیعوں نے خط لکھے۔ (جلال العیون ص ۲۳۸) نسخ التواریخ جلد ۱ ص ۱۳۱ مہج الاخران ص ۴۸۴) جب بارہ ہزار غلطو شیعوں نے لکھے تو حضرت امام حسینؑ نے اپنے پیچھے بھائی حضرت مسلم بن عقیلؑ کو نائب بنا کر حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا (جلال العیون ص ۲۳۸) حضرت امام مسلمؑ کے کوفہ پہنچتے ہی اسی ہزار کوفیوں نے بیعت کی۔ نسخ التواریخ ص ۱۳۲ میں ہے کہ ہشتاد ہزار کس باہم بیعت کر رہے تھے۔ حضرت امام حسینؑ کو خط لکھا کہ صد ہزار شیر بدلے نصرت تو مہیا است (مہج الاخران ص ۵۵) ایک لاکھ طور آپ کی حمایت کے لیے تیار ہے۔ حضرت امام مسلمؑ اپنی شہادت کے ۲۷ روز پہلے ان کی کاروائی سے دھوکا کھا کر امام حسینؑ کو خط لکھتے ہیں کہ آپ بھی آئیں یہ لوگ بڑے سہرہ ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضرت امام مسلمؑ کو بھی انہوں نے شہید کیا (نسخ التواریخ) اب سوال یہ ہے کہ خط لکھنے والے کون کون تھے۔ سنی یا شیعوہ۔ چہ حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مجالس المؤمنین ص ۲۵ میں قاضی نور اللہ شوستری شیعہ لکھتے ہیں کہ کوفیوں کے شیعہ ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہی نہیں بلکہ ان کا سنی ہونا محتاج دلیل ہے۔ آگے کہتے ہیں اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشند۔ یعنی اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ (وغیرہ) سنی تھے مگر ان کا مذهب موم۔

۲۔ جو غلطو امام حسینؑ کی طرف جاتے تھے ان میں یہ لکھا ہوا تھا۔ از جانب فلان

بنی قلیل و سائر شیخان الحدیث (ناسخ التاریخ وغیرہ) ۳۔ سلیمان بن صرغتماسی کے گھر میں جب
امام حسینؑ کے بلاتے کی پہلی اسکیم پاس ہوئی تو اس نے کہا انتہی شیعہ و شیعہ ابید
ذناخ التوارخ و جملہ العیون) یعنی تم ہی حضرت امام حسینؑ اور ان کے والد کے گروہ میں شامل ہو
امام حسینؑ جب لشکر گاہ میں پہنچے ہیں تو فرماتے ہیں کہ تم نے میرے باپ کے کون سی وفاداری
کی جو اب میرے ساتھ کرو گے۔ جب لشکر گاہ کی طرف گئے تو ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔

(جملہ العیون ص ۳۱۲) اور فرماتے ہیں۔ قد خزلت شیعتہ۔ (خلاصۃ المصاب ص ۱۹)
ہمائے شیعوں نے ہم کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور اسی طرح ناسخ التاریخ ص ۱۲۱ و ج ۱
میں ہے اور نیز فرماتے ہیں و یدکوی اہل الکوفۃ ان یسفتم کتبتکم و وہم و کد
ذناخ عظیم ص ۳۳۵) اے اہل کوفہ تم اپنے خطوط اور وعدوں کو بھول گئے جب کہ خود
امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ مجھے کوفیوں نے بلایا تھا اور یہ ان کے خط ہیں مگر اب وہ میرے
قتل کرنے کے پہلے ہیں ذناخ التوارخ ص ۱۵۹ و خلاصۃ المصاب ص ۱۱۵ حضرت
امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ جب ہی ہم پر روتے ہیں تو پھر کوئی بتائے کہ ادکس نے ہم
پر سب سے توڑا اور ہمارے بڑوں کو قتل کیا (ناسخ التاریخ جلد ۱ ص ۱۲۱) حضرت زینبؑ
فرماتی ہیں اے اہل کوفہ اور اے اہل مکہ و جیلہ تم نے ہی ہمیں قتل کیا اور تم ہی ہم پر ہاتھ
کرتے ہو و جملہ العیون) علامہ غزالی قزوینی صافی شرح کافی میں لکھتے ہیں۔ باعث
کشتہ شدن ایشان صلوة اللہ علیہم تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ و مانند آن۔ خطوط لکھنے
والوں نے امام کی شہادت کے بعد اقرار کیا کہ ہم سے جرم عظیم ہوا تو یہ کرو (مجالس المؤمنین)
مگر قتل کرنے اور کروانے کے بعد تو یہ کا کیا معنی؟

کیسے قتل کے بعد اس نے جملہ قریب لائے اس زور و پشیمان کا پشیمان ہونا

خلاصۃ المصاب ص ۲۰۱ و ناسخ التاریخ جلد ۱ کتاب ص ۱۲۱ و تخلص مرقع کر بلا
میں ہے لیس فیہ شامی و حجازی بل جیسعہ من اہل الکوفۃ۔

کہ قاتلین اہم حسینؑ نہ کر شامی تھے اور نہ حجازی بلکہ سب کے سب اہل کوفہ تھے۔ وللتفصیل
راجع مبسوطات۔

علامۃ المصابۃ ص ۱۲۱ میں ہے کہ حضرت اہم حسینؑ عین میدان جنگ میں
فرماتے ہیں قل خذلنا شیعتنا شیطان مادست، ان یاری با برہ و اشقتہ (جلالہ العین)
ہماری شیعوں نے ہماری مدد کرنے سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اور الیاسی ہمسخ التواریخ
ص ۱۲۳ میں ہے اور حضرت اہم حسینؑ کو شہید کرنے اور کر لٹنے کے بعد آج تک وہ
قاتلوں پر پردہ ڈالے ہوئے ہیں اور ماتم کناں ہیں مگر۔

خون ناحق بھی چھپانے سے کہیں چھپتا کیوں وہ بیٹھے ہیں مری نعش یہ دامن ڈالے
دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق سمجھنے اور حق پر ثابت قدم رہنے کا توفیق دے۔

الحمد لله أولا و آخر و ظاهرا و باطنا و صلى الله تعالى على النبي و على
آله واصحابه و ازواجه و سلم و كثيرًا۔

وانا العبد الحقير محمد سرفراز خاں صفدر الحنفی مذهباً

والدیوبندی مسلکاً و الحسینی مشرباً و السوائی نسباً

والہزاروی مولداً

مکتبہ صفدریہ نئے نمبر گزشتہ اوالہ کی مطبوعات

احزان السنن	احسن الکلام	سکین الصدور	الکلام المفید	ازالة الريب
تواریخ سنن	سنن و تصانیف	سنن و تصانیف	سنن و تصانیف	سنن و تصانیف
راہ سنت	الحسن بن علی	احسان الناری	طائفہ مصورہ	ارشاد الشیعہ
راہ و شریف	عبارات اکامر	تسلع اسلام	کلہ سے توحید	دل کا سرور
رام ہدایت	بانی الاعداء	ینابیع	چراغ کی روشنی	مسئلہ بانی
ایضہ و ینک	مقام تحفوت	المسلک	ایضہ و ینک	ایضہ و ینک
آئینہ محمدی	شوق حدیث	مال علی قاری	تفسیر متین	باب جنت
دورانی نسب	تاریخ الخواری	چہل مسئلہ	عقود الاثبات	اقتضای العیب
سبح معنی	پانچ ماہ	مقام انیضہ	ایضہ و ینک	ایضہ و ینک
اطیب الکلام	افادہ صحت و نجات	مرزائی کا جہاد	ایضہ و ینک	ایضہ و ینک
ایضہ و ینک	ایضہ و ینک	ایضہ و ینک	ایضہ و ینک	ایضہ و ینک

نور محمد کادری